مقالہ برائے پی ایچ ڈی

امام ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی (متوفی ۱۰۳۵ء) کی الکشف والبیان عن تفسیر القرآن میں روایات سیرت کی جمع وتدوین، اُردو ترجمہ اور تحقیقی جائزہ

مقالہ نگار: محمد علی

نگران: پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء

شعبۂ مطالعات سیرت

پشاور یونیورسٹی

سیشن: 2019-20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اب سے قریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے پانچویں چھٹی صدی عیسوی میں پوری انسانی دنیانورو ہدایت سے محروم اورروحانیت واخلاق کے لحاظ سے اندھیر نگری بنی ہوئی تھی۔یورپ پر قرون وسطیٰ کااندھیرا چھایاہوا تھا۔ایران اور فارس میں مزدکیت کادوردورہ تھا جس نے اخلاق وشرافت کی حدود کودرہم برہم کرکے انسانوں کوحیوان بنادیاتھا۔ہندوستان پورانک عہد کی تاریکی میں بھٹک رہاتھا۔یہاں ایک طرف جمادات وحیوانات بلکہ سانپوں کی پرستش ہوتی تھی اوردوسری طرف بے چارے ان انسانوں کے ساتھ جن کونسلی اورپیدائشی طورپراچھوت قراردیا گیاتھا'حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا تھا۔وہ انسان ہونے کے باوجودانسانی حقوق سے محروم تھے۔جس کے کچھ اثرات اتناطویل زمانہ گزرجانے کے باوجوداب تک باقی تھے۔کم وبیش یہی حال انسانیت کی پستی اورانسانوں کی بے راہ روی کے لحاظ سے اس وقت دنیاکے ان دوسروں ملکوں کابھی تھاجن کی تاریخ معلوم ہے۔

پھران سب کے گویاقلب میں جزیرہ نمائے عرب تھاجویورپ ایشیااورافریقہ کے مقام اتصال پرواقع تھااوراسی لیے پرانے زمانے میں اسے ''دنیاکی ناف''کہاجاتاتھا۔یہ بھی اس دورمیں خدانودی ہدایت اور تعلیم وتہذیب کی روشنی سے یکسر محروم تھا۔تاریکیوں اور گمراہیوں کے بادل تہہ بہ تہہ چھائے ہوئے تھے۔ایک اللہ کوچھوڑکربے شماردیویوں'دیوتاؤں اوران سے نسبت رکھنے والی پتھر کی مورتیوں کی پوجاہوتی تھی۔ان کے لیے انسانوں کی قربانی دی جاتی تھی۔شہر مکہ کاوہ کعبہ جس کواللہ نے پیغمبرابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مرکز کے طورپراپنے ہاتھوں سے بنایاتھاوہ ایک بڑابت خانہ بن گیاتھا۔پورے ملک میں جنگل کاقانون چل رہاتھا۔کوئی حکومتی نظام بھی نہ تھا۔انسانی جان کی کوئی قیمت نہ تھی۔قتل وغارت اورلوٹ مار کابازار گرم تھا۔سنگ دلی اور قساوت اس حدتک پہنچ گئی تھی کہ خوداپنے نومولود کوگڑھاکھود کرزمین میں دفن کردیتے تھے۔بے شرمی اوربے حیائی کایہ حال تھاکہ بہت سے لوگ مادرزادبرہنہ ہوکرخانہ کعبہ کاطواف کرتے تھے۔بعض قبیلوں میں باپ کے مرنے کے بعدبیٹااس کی بیوہ بیوی کواپنی بیوی بنالیتاتھااوریہ گویااس کاحق تھا۔

اخلاق وروحانیت کی اس تباہی کے علاوہ دنیابھی برباد تھی'بہت بڑی تعدادایسے غریبوں کی تھی جوغربت وافلاس کی مجبوری سے زمین کے کیڑے مکوڑے اور مردار تک کھالیتے تھے۔پوری انسانی دنیاکے اورخاص کرملک عرب کے یہ حالات تھے کہ اب سے ٹھیک چودہ سوسال پہلے عرب کے مرکزی شہر مکہ میں ابراہیم واسماعیل علیہما السلام ہی کی نسل کے ایک معزز قبیلہ قریش کے ایک شریف گھرانے میں ایک بچہ پیداہوا۔یہ بچہ پیداہونے سے

پہلے ہی یتیم ہو چکا تھا۔یعنی ابھی ماں کے پیٹ ہی میں تھا کہ باپ عبد اللہ بن عبد المطلب کا انتقال ہو گیا اور بیوہ ماں ہی نے اس کو پالا۔ عمر کا چھٹا سال تھا کہ ماں کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا تو دادا عبد المطلب نے اپنے آغوش تربیت میں لے لیا۔اس کے دو ہی سال بعد دادا کا انتقال ہو گیا تو آٹھ سالہ بچہ کو چچا زبیر بن عبد المطلب نے اپنی کفالت میں لے لیا۔اس بچہ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا تھا جس کے معنی ہیں وہ ذات جو اپنی صفات اور کارناموں کی وجہ سے بہت ہی قابل تعریف ہے۔چونکہ عربوں میں اس زمانے میں تعلیم کا رواج نہیں تھا۔اس لیے آپ بھی اُمی یعنی نوشت وخواند سے بالکل نا آشنا رہے لیکن فطرت کی سلامتی اور روح کی پاکیزگی جو اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ تھا' اس کی وجہ سے اس انتہائی فاسد ماحول میں بھی آپ کی زندگی نہایت معصومانہ اور شریفانہ رہی۔اس پیغمبر عجم و عرب پر چالیس سال کی عمر میں غار حراء میں ایسی وحی نازل ہوئی جو قرآن مجید کہلائی۔جس نے علم کے نئ نئ گوشوں سے مخلوقات کو روشناس کیا۔ سوچ اور فکر کے عجیب زاویے بناڈالیں۔ قرآن مجید سے علوم کے منابع بہہ نکلیں۔ان علوم میں ایک تفسیر کا علم بھی ہے۔

تفسیر وہ علم ہے جس کے ذریعہ کتاب اللہ کا فہم حاصل ہوتا ہے۔تفاسیر میں کچھ تفاسیر اصل مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں اور کچھ ثانوی مصادر کی۔ان اصل مصادر کا مطالعہ کرنے کے لیے میں نے اس تفسیر کا انتخاب کیا ہے۔جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے حوالے سے بے حد مفید ہو گا۔

اس کاوش کا مقصد اس تفسیر میں موجود روایاتِ سیرت کا علمی و تحقیقی جائزہ لینا ہے۔سیرت کے باب میں ایسی بے سروپا روایات دھر آئی ہیں۔جن کا جھوٹا ہونا محققین پر مسلم ہے۔لیکن عام قارئین ابھی تک ان سے بے خبر ہیں اور یہی جھوٹی روایات اسی طرح زبان زدعام ہوتی جارہی ہیں۔ان من گھڑت روایات سے دامن نبوی پر نمایاں داغ لگ رہے ہیں۔ان داغوں کو کرچنے کے لیے پہلے سیرت کے روایات کے ذخیرے کا جائزہ لینا بہت اہمیت رکھتا ہے۔چونکہ تفسیر ثعلبی میں روایات سیرت کثرت سے پائی جاتی ہیں،جن میں اسرائیلیات اوراحادیث ضعیفہ کی ہے اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان روایات کی تحقیق وتخریج کی جائے تاکہ اسرائیلی روایات اوراحادیث موضوعہ کی نشاندہی ہو اور صحیح روایات منظر عام پر لائی جائیں۔اس طرح سیرت سے متعلق غیر مصدق اور غیر محقق روایات کی تنقیح ممکن ہو جائے گی۔ان شاءاللہ یہ ایک وقیع علمی کام ہو گا۔پاکستان کی جامعات میں اس تفسیر میں موجود روایات سیرت پر کسی نے کام نہیں کیا،اس لیے شعبۂ مطالعاتِ سیرت نے اس موضوع پر کام کرنا مناسب سمجھا۔

تفسیر الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ،امام احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی نیشاپوری کی عربی زبان میں لکھی گئی مشہور ومعروف تصنیف ہے۔جو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔امام ثعلبی ایک عظیم قاری مفسر،واعظ،ادیب، ثقہ حافظ

اور صاحب تصانیف تھے۔ آپ کی تفسیر انواع واقسام کے معانی واسرار کی جامع ہے۔اس میں اِعراب وقراءات کے بارے میں بھی شاندار بحث موجود ہے۔امام ثعلبی کی وفات ۲۳ محرم ۴۲۷ھ (۱۰۳۵ء) کونیشاپور میں ہوئی۔
امام ثعلبی نے اسرائیلی قصص واخبار کے ذکروبیان میں بڑی فیاضی دکھائی ہےاوراس پر مستزادیہ کہ کہیں بھی نقدوجرح کانام تک نہیں لیاحالانکہ ان کے بیان کردہ واقعات میں سے اکثر عجیب وغریب اور حیرت افزاہیں۔
امام ثعلبی قصے کہانیوں کے بڑے دلدادہ تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے انبیاءکے اخبارو واقعات پر الگ سے ایک مستقل کتاب "المسمٰی بالعرائس فی قصص الانبیاء" کے نام سے لکھی ہے۔
تفسیر ثعلبی تفسیر بالمأثور ہے۔وہ مسائل میں امام شافعیؒ کے مسلک کی حمایت کرتے ہیں۔اور منقولہ افکاروآراءمیں جن کو مبنی برصواب سمجھتے ہیں، ترجیح دیتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ امام ثعلبی کا علم حدیث میں درک کم تھا۔ اگر یہ کہاجائے کہ وہ حدیثِ صحیح اور حدیث موضوع میں وامتیاز نہیں کرسکتے تھے تو اس میں کچھ مبالغہ نہ ہو گا۔ورنہ وہ اپنی تفسیر میں ایسی احادیث ذکرنہ کرتے جو شیعہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اوراہل بیت کے نام سے گھڑلی ہیں اور علماء ان کی نقل وروایت سے احتراز کرتے ہیں۔
حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس کے باوجود ثعلبی تمام یااکثر کتب تفسیر پر شدید تنقید کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ابن جریر کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے جن کی تفسیر کی مدح وثنامیں سب لوگ رطب اللسان ہیں۔

فہرست مضامین

## **باب اوّل:		تعارف مفسر و تفسیر**

فصل اوّل:		تعارف مفسر

فصل دوم:		تعارف تفسیر

فصل سوم:		تفسیر ثعلبی کا علمی مقام

فصل اوّل: تعارف مفسر

ابو اسحاق، احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی، ثعالبی، نیشاپوری۔ واعظ، ادیب، ثقہ، الحافظ[1]، مشہور مفسر، اپنے زمانے میں علم تفسیر کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ ایسی تفسیر لکھی جو دیگر تفاسیر پر فائق ہے۔[2] ان کی سن پیدائش کا تذکرہ کسی بھی مؤرخ نے نہیں کیا۔ آپ تاریخ میں بھی مشغول رہا کرتے تھے[3]۔ آپ وجوہِ اعراب اور قرآءت کے عالم تھے، صاحب تصانیف جلیلہ تھے[4]۔

لقب:

ثعلبی اور ثعالبی کے القاب سے مشہور ہیں۔ یہ ان کا لقب ہے نہ کہ نسبت[5]۔ آپ لومڑی کی جلد کا لباس پہنتے تھے، یا لومڑی کی جلد سے اشیاء بنایا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ثعلبی اور ثعالبی لقب پڑ گیا[6]۔

تصانیف:

[۱] قصص الانبیاء کے مضمون پر العرائس نامی کتاب لکھی ہے[7]۔

قصص الانبیاء المسمیٰ بعرائس المجالس۔ ایک جلد میں ۶۲۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ہندوستان میں بمبئی کے کسی چھاپ خانے سے نامعلوم تاریخ کو شائع ہوا ہے۔ یہ کتاب زمین کی پیدائش کی تاریخ سے شروع ہو کر واقعہ فیل پر ختم ہوتی ہے۔ ہر ایک نبی کی تاریخ پر ایک باب اور ایک مجلس کی شکل میں بحث کی گئی ہے۔ اس میں قرآن مجید، احادیث اور مجہول رواۃ سے روایتیں نقل کی گئی ہیں۔

[۲] ربیع المذکرین[8]۔ یہ کتاب میسر نہ ہو سکی۔

---

[1] المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الازہر (۶۴۱ھ)، ص: ۹۴، ترجمہ: ۱۹۷، دار الفکر للطباعۃ والنشر التوزیع، ۱۴۱۴ھ

[2] وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، شمس الدین احمد بن محمد بن ابو بکر بن خلکان، ۱: ۸۰، دار صادر بیروت، ۱۹۰۰ھ

[3] الاعلام، خیر الدین زرکلی، ۱: ۲۱۲، دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء

[4] انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، ابو الحسن جمال الدین علی بن یوسف قفطی (۶۴۶ھ)، ۱: ۱۵۴، دار الفکر العربی، بیروت، ۱۴۰۶ھ موافق ۱۹۸۲ء

[5] البدایۃ والنہایۃ، اسماعیل بن عمر بن کثیر، ۱۵: ۶۶۰، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، ۱۴۲۴ھ موافق ۲۰۰۳ء

[6] الانساب، امام ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور تمیمی سمعانی (۵۶۲ھ)، ۱: ۵۰۵، مرکز الخدمات والابحاث الثقافیۃ، س۔ن

[7] وفیات الاعیان، ۱: ۸۰

[8] طبقات المفسرین، محمد بن احمد الادنہ وی، ص: ۱۰۶، مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۹۹۷ء

[۳] تفسیر الکشف والبیان فی تفسیر القرآن [9]۔

یہ کتاب ابھی حال ہی میں دس جلدوں میں داراحیاء التراث العربی بیروت سے طبع ہوئی ہے۔ اس پر ابو محمد بن عاشوراوراستاذ نظیر الساعدی کا تحقیقی نہایت ہی مختصر حاشیہ بھی موجود ہے۔ جو ایک طالب علم کے لیے چنداں مفید نہیں۔ اس تفسیر پر اگر عبدالرزاق المہدی کی طرح کام ہوتا تو اچھا ہوتا۔

شیوخ:

ابوطاہر بن خزیمہ' امام ابو بکر بن مہران المقریؒ' ابو بکر بن ہانیؒ' ابو بکر طرازی' المخلدی' خفّاف' ابو محمد بن رُومی' ابو عبداللہ النصری' ابوزکریا حرانی' ابوالحسن ہمدانی اوران کے طبقہ کے لوگوں سے سماع کیا۔ کثیر الحدیث اور کثیر الشیوخ شخصیت ہیں [10]۔

تلامذہ:

علی بن احمد بن علی واحدی [11] نیسابوری نے تفسیر میں ان سے اخذ اور سماع کیا [12]۔ عبدالکریم بن عبدالصمد بن محمد بن علی بن محمد القطان ابو معشر الطبری (۴۷۰ھ) نے بھی ان سے تفسیر میں روایت لی ہے [13]۔

سن وفات:

محرم الحرام کے مہینے میں ۴۲۷ھ موافق ۱۰۳۵ء کو وفات پائی [14]۔

---

[9] الکشف والبیان فی القرآن' المعروف بہ تفسیر ثعلبی' ابواسحاق احمد امام ثعلبی' ۱ : ۸' داراحیاء التراث العربی' بیروت' لبنان' ۱۴۲۲ھ موافق ۲۰۰۲ء' طبقات المفسرین' محمد بن علی بن احمد داؤدی (۹۴۵ھ)' ۲ : ۶۱' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' س۔ن

[10] المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور' ص: ۹۴۔

[11] علی بن احمد بن محمد بن علی' واحدی نیشاپوری شافعی' نیشاپور میں پیدا ہوئے اور وہیں ۴۶۸ھ = ۱۰۷۶ء کو وفات پائی۔ [سیر اعلام النبلاء' حافظ ذہبی' ۱۸: ۳۳۹' مؤسسۃ الرسالۃ' بیروت' ۱۹۹۰ء۔۔۔ الاعلام' خیر الدین زِرِکلی' ۴: ۲۵۵]

[12] المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور' ص: ۹۴

[13] طبقات الشافعیین' ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی (متوفی: ۷۷۴ھ)' ۱ : ۴۲۶' مکتبہ الثقافیۃ الدینیۃ' ۱۴۱۳ھ موافق ۱۹۹۳ء

[14] المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور' ص: ۹۴' البدایۃ والنہایۃ' اسماعیل بن عمر بن کثیر' ۱۵ : ۶۶۰' طبقات المفسرین' محمد بن احمد الادنہ وی' ص: ۱۰۶' الاعلام' ۱ : ۲۱۲۔

فصل دوم: تعارف تفسیر

امام ثعلبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ: وہ عہد طفولیت سے علماء کی خدمت میں حاضری دیتے اور علم تفسیر کے حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ حق وباطل، ادنیٰ واعلیٰ، جدید وقدیم اور بدعت وسنت میں فرق کرنے لگے۔ تو انہوں نے اس باب میں مفسرین کو مختلف فرقوں میں پایا:

[۱] اہل بدعت وضلالت، جیسے: بلخی[15]، جبائی[16]، اصفہانی[17] اور رُمانی[18]۔

[۲] وہ جماعت جنہوں نے اہل بدعت کے اقوال کو سلف صالحین کے اقوال کے ساتھ گڈ مڈ کیا۔ جیسے ابو بکر قفال[19]، ابو حامد المقریٔ[20]۔

---

[15] جویبر بن سعید ازدی، بلخی، ابو القاسم۔ انہوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع کیا تھا۔ ۱۴۰ھ موافق ۷۵۷ء کو وفات پائی۔ عبد اللہ بن علی المدینی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے جویبر کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے انہیں حد درجہ ضعیف قرار دیا۔ نیز میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ جویبر نے ضحاک سے بکثرت منکر روایات بیان کی ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے انہیں ان راویں میں شمار کیا ہے جن کی روایات سے منہ پھیر لینا چاہیے۔ قرآن کی تفسیر میں حسن درجہ کے راوی تھے، اگرچہ روایت حدیث میں کمزور تھے۔ [تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، حافظ مزی، ۵: ۱۶۹، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۲ء]

[16] محمد بن عبد الوہاب بن سلام ابو علی الجبائی، معتزلہ کے امام تھے۔ یعقوب الشحام معتزلی بصری سے علم اخذ کیا۔ ان کے مقالات تصانیف اور تفسیر مشہور ہیں۔ امام ابو الحسن اشعری نے ان سے علم حاصل کیا لیکن پھر ان سے اعراض کر لیا۔ ان کے تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ سیوطی نے طبقات المفسرین میں ۳۲۱ھ، حافظ ذہبی نے ۳۰۳ھ اور ۲۸۵ھ تاریخ وفات لکھی ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۴، ۱۸۳:]

[17] ابو مسلم اصفہانی، الکاتب محمد بن بحر جو متکلم اور معتزلی تھے۔ تفسیر اور دیگر تمام علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ فارس اور اصفہان کے عامل تھے۔ ان کی تفسیر جامع التاویل لمحکم التنزیل چودہ جلدوں میں ہے اور مذہب معتزلہ میں لکھی گئی ہے۔ الناسخ والمنسوخ اور کتاب النحو ان کی کتاب ہے۔ ۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۳ھ میں فوت ہوئے۔ [طبقات المفسرین، داوودی، ۲: ۱۰۹]

[18] علی بن عیسیٰ، ابو الحسن، نحوی، المعروف بہ رُمّانی۔ انار بیچا کرتے یا قصر رمان سے ان کا تعلق تھا۔ ابن درید، زجاج اور ابن السراج سے اخذ علم کیا۔ معتزلی ہونے کے ساتھ ساتھ شیعہ بھی تھے۔ ۳۸۴ھ کو وفات پائی۔ انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر "تفسیر ابی الحسن الرمانی"، بھی لکھی ہے۔ [تاریخ بغداد ۱۲: ۱۶، لسان المیزان ۴: ۲۴۸، بغیۃ الوعاۃ ۲: ۱۸۰، ترجمہ: ۱۷۴۲]

[19] ابو بکر، محمد بن علی بن اسماعیل، قفال کبیر، شافعی، شاشی، ماوراء النہر کے اپنے عہد کے امام اور فقیہ، محدث، مفسر، اُصولی لغوی اور شاعر تھے۔ ۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۶۵ھ کو وفات پائی۔ [تہذیب الاسماء واللغات ۲: ۱۵۸، ترجمہ: ۹۱۹]

حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ ابو سہل صعلوکی نے ابو بکر قفال کی تفسیر سے حوالہ نقل کرتے ہوئے کہا تھا کہ انہوں نے تفسیر کو اس گندگی سے پاک کر دیا جو معتزلیوں کے مذہب کی نصرت کے سلسلے میں پائی جاتی تھی۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۶: ۲۸۵]

[۳]وہ مفسرین جو نقل وروایت کے اندر محدود رہے اور نقد روایت کی جانب توجہ نہ دی۔ جیسے ابو یعقوب ابراہیم بن اسحاق اَنماطی[21]۔

[۴]وہ مفسرین جنہوں نے اسناد کو حذف کرکے کتابوں سے روایت کی اوراپنی کتب کو رطب ویابس روایات کا پلندہ بنادیا۔ یہ لوگ علماء میں شمار نہیں ہوتے اور میں نے کتاب میں ان کا ذکر نہیں۔

[۵]وہ مفسرین جنہوں نے حسن تالیف کا حق ادا کردیا۔ مگر ان کی تصانیف میں تکرار واعادہ کا بھرمار ہے۔ جیسے: ابن جریر الطبری[22]، ابو محمد عبداللہ بن حامد اصفہانی۔

[٦]وہ مفسرین جنہوں نے تفسیر قرآن کے دوران نہ حلال وحرام پر روشنی ڈالی ہے نہ اس کے غوامض ومشکلات کی گرہ کشائی کی اور نہ گمراہ فرقوں کی تردید کا بیڑا اُٹھایا۔ مثلاً: مجاہد[23]، سدی[24]اور کلبی[25] وغیرہ۔

سو میں نے متقدمین کی تصانیف میں ایسی جامع کتاب نہیں دیکھی جو ان تمام صفات کی حامل ہو۔ چنانچہ لوگوں نے ایسی جامع تفسیر لکھنے کی فرمائش کی اور میں نے ان کے حقوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے رضائے الٰہی کی خاطر بعد از استخارہ بتوفیق ربانی اس کتاب کا آغاز کردیا۔ اس کتاب میں میں نے قریباً ایک سو کتب کا منتخب مواد جمع

---

[20] ابوحامد، احمد بن علی حسنویہ المقرئ، نیشاپوری، ابوعبداللہ حاکم کے شیخ تھے۔ خطیب کے نزدیک غیر ثقہ راوی ہیں۔ ۳۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔[تاریخ دمشق، ابن عساکر، ۵ : ۴۵، لسان المیزان ۱ : ۵۴۰، ترجمہ: ٦۴۱]

[21] ابراہیم بن اسحاق نیشاپوری، انماطی، حافظ حدیث ہیں۔ انماط کی طرف منسوب ہیں جو کہ بچھونے کو کہتے ہیں۔ ایک بڑی تفسیر بھی لکھی ہے۔ ۳۰۳ھ موافق ۹۱۵ء کو وفات پائی۔[الاعلام ۱ : ۳۲]

[22] محمد بن جریر بن یزید طبری، ابوجعفر، مؤرخ ومفسر اور امام تھے۔ ۲۲۴ھ=۸۳۹ء کو "آمل طبرستان" میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں سکونت پذیر رہے اور وہیں ۳۱۰ھ = ۹۲۳ء کو وفات پائی۔

[غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، ابن الجزری ۲ : ۱۰٦، مکتبہ الخانجی، مصر، ۱۹۳۲ء۔۔۔ الاعلام ٦: ٦۹]

[23] مجاہد بن جبر ابوالحجاج المکی، مولیٰ بنی مخزوم۔ ۲۱ھ = ٦۴۲ء کو پیدا ہوئے۔ تابعی اور مفسر ہیں۔ شیخ القراء و المفسرین کے لقب سے نوازے گئے۔ اہل کتاب سے بعض مسائل میں رجوع کرتے تھے اس لیے سلف اُن کی تفسیر کی کتاب سے خود کو بچاتے تھے۔ ۱۰۴ھ = ۷۲۲ء کو وفات پائی۔[سیر اَعلام النبلاء ۴: ۴۴۹۔۔۔ الاعلام ۵: ۲۷۸]

[24] اِسماعیل بن عبدالرحمن کوفی، سدی کبیر، تابعی، حجازی الاصل۔ کوفہ میں رہائش تھی۔ واقعات وتاریخ کے عالم تھے۔ ۱۲۸ھ=۷۴۵ء کو وفات پائی۔ تفسیر، مغازی اور سیر وواقعات کے امام ہیں۔[النجوم الزاہرۃ ۱: ۳۹۰، الاعلام ۱: ۳۱۷]

[25] محمد بن سائب بن بشر بن عمرو بن حارث کلبی، ابوالنضر۔ نسب، روایتِ حدیث، تفسیر، اخبار اور ایام عرب کے بڑے عالم تھے۔ بنو قضاعۃ کی ایک شاخ کلب بن وبرۃ سے تعلق کی وجہ سے کلبی کہلائے۔ ۱۴٦ھ = ۷٦۳ء کو کوفہ میں وفات پائی۔[وفیات الاعیان ۴ : ۳۰۹، ترجمہ: ٦۳۴۔۔۔ الاعلام ٦: ۱۳۳]

کر دیاہے۔ تعلیقات اور متفرق اجزاءسے جو استفادہ کیاہے وہ اس پر مزید ہے۔ علاوہ ازیں تین صد کبار شیوخ واساتذہ سے جو علمی اسرار ورموز مل سکے وہ بھی اس کتاب میں نہایت اختصاراور حسن ترتیب کے ساتھ یک جاجمع کردیئے۔ اس کانام میں نے ''الکشف والبیان عن تفسیر القرآن'' تجویز کیا۔ جن اساتذہ سے تفسیری روایات اخذ کی تھیں۔ ان کاذکر آغاز کتاب میں کر دیاہے۔ آگے چل کر کتاب میں پوری سند ذکر نہیں کی۔ معاصر مصنفین جن سے استفادہ کیا اورالفاظ غریبہ وقراءت پر مشتمل جن کتب سے مدد لی ان سب تک اپنی ذکر کیاہے۔ ایک باب میں قرآن اور حاملین کے فضائل بیان کیے اوردوسرے میں تفسیر وتأویل کے معنی ومفہوم کی عقدہ کشائی کی اور پھر اصل تفسیر کا آغاز کیا[26]۔

تفسیر ثعلبی اکثر مجہول رواۃ سے روایات نقل کرتے ہیں جن کا رجال کے کتب میں کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔ اکثر وہ صحیح روایات بھی مجہول رواۃ سے نقل کی ہیں جن کی صحیح اسناد دوسری محدثین اور مفسرین نے لکھی ہیں۔ لیکن امام ثعلبی نے وہ اسناد نقل نہیں کی ہے۔

[26] تفسیر ثعلبی، ۱: ۷۵۔

فصل سوم: تفسیر ثعلبی کا علمی مقام

مفسر ثعلبی کی تفسیر کے تعاقب میں احمد بن محمد بن احمد المظفر ابن المختار الرازی الحنفی (متوفی بعد ۶۳۰ھ) نے ایک مستقل کتاب بہ نام: مباحث التفسير لابن المظفَّر (وهو استدركات وتعليقات على تفسير الكشف والبيان للثعلبي)، لکھی ہے۔ جو کہ ۲۰۰۹ء موافق ۱۴۳۰ھ میں حاتم بن عابد بن عبداللہ القرشی کی تحقیق کے ساتھ کنوز اشبیلیا المملکۃ العربیۃ السعودیۃ سے طبع ہو چکی ہے۔

ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ثعلبی بہ نفس خود نیک اور صالح آدمی ہیں۔ لیکن سورت کی ابتداء میں فضائل سورت کے متعلق موضوعات ذکر کرتے ہیں۔ ثعلبی حاطب لیل ہے[27]۔

ثعلبی حدیث کے عالم نہیں تھے: و ليس الثعلبي من أهل العلم بالحديث[28]

واحدی جو کہ ثعلبی کے شاگرد ہیں اور عربیت میں ان سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ مگر ثعلبی میں یہ خوبی ہے کہ وہ بدعتی نہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے دوسروں کی تقلید میں کیا ہے۔ بہ ذات خود وہ اس سے بری ہیں۔ واحدی کی تفسیر میں نادر فوائد بھی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اس میں باطل کی آمیزش بھی کچھ کم نہیں[29]۔

و (أبي الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي النيسابوري) واحد عصره في التفسير المتوفى بنيسابور سنة ثمان وستين وأربعمائة وهو من تلاميذ (أبي إسحاق الثعلبي) لازمه وغيره وله التصانيف الثلاثة في التفسير (البسيط) و (الوسيط) و (الوجيز) و (أسباب النزول) وغيرها من الكتب ولم يكن له ولا لشيخه (الثعلبي) كبير بضاعة في الحديث بل في تفسيريهما وخصوصا (الثعلبي) أحاديث موضوعة وقصص باطلة[30]

"واحدی اور ان کے استاد ثعلبی دونوں علم حدیث میں بے مایہ تھے۔ دونوں کی تفاسیر میں اور خصوصاً ثعلبی میں موضوع اور باطل کہانیوں کی بھرمار ہے۔"

---

[27] مجموع الفتاویٰ، ابن تیمیہ، ۱۳ : ۳۵۴ مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية، ۱۴۱۶ھ موافق ۱۹۹۵ء

[28] منهاج السنة النبوية، ابن تیمیہ، ۷ : ۲۱، مؤسسۃ قرطبہ، س۔ن

[29] مجموع الفتاویٰ ۱۳ : ۳۵۴۔

[30] الرسالۃ المستطرفہ لبیان مشہور کتب السنۃ، محمد بن جعفر الکتانی، ص:۷۸، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ۱۹۸۶ء

وسیع سماع کی وجہ سے ان کی کتب میں کافی غرائب پائی جاتی ہیں[31]۔

ثم إن هناك ناحية أخرى يمتاز بها هذا التفسير، هى التوسع إلى حد كبير فى ذكر الإسرائيليات بدون أن يتعقب شيئاً من ذلك أو يُنبِّه على ما فيه رغم استبعاده وغرابته، وقد قرأتُ فيه قصصاً إسرائيلياً نهاية فى الغرابة. ويظهر لنا أن الثعلبى كان مولعاً بالأخبار والقصص إلى درجة كبيرة، بدليل أنه ألَّف كتاباً يشتمل على قصص الأنبياء[32]

"اس تفسیر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مفسر نے اسرائیلی قصص واخبار کے ذکر وبیان میں بڑی فیاضی دکھائی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ کہیں نقد وجرح کا نام تک نہیں لیا۔ حالانکہ بیان کردہ واقعات میں سے اکثر نہایت عجیب وغریب اور حیرت افزاہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ثعلبی قصے کہانیوں کے نہایت دلدادہ تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے انبیاء کے اخبار وواقعات پر ایک مستقل کتاب لکھ ڈالی۔"

تفسیر ثعلبی کی علمی حیثیت بالکل نمایاں ہے لیکن امام ثعلبی نے مجہول رواۃ کی روایات نقل کر کے اپنی تفسیر کی وقعت کم کر دی ہے۔ اکثر رواۃ کا رجال اور اسانید کے کتابوں میں پتہ نہیں ملتا۔

[31] البدایہ والنہایہ ۱۵ : ۲۶۰۔

[32] التفسیر والمفسرون ڈاکٹر محمد حسین ذہبی، ۴ : ۳۳، س۔ن

باب دوم:عام الفیل سے ہجرت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک کی روایات کا جائزہ

فصل اوّل: قبل از ولادت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

فصل دوم: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا زمانہ پیدائش اور جائے پیدائش

فصل سوم: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت

فصل چہارم: وحی

فصل پنجم: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہجرت اور اصحاب رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہجرت

تعارف:

باب دوم پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ اس باب میں عام الفیل کے عرصہ سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت مدینہ کے عرصہ تک کی روایات کو تفسیر ثعلبی سے جمع کیا گیا ہے۔ فصول کو ترتیب زمانی کی ترتیب میں رکھا گیا ہے۔

فصل اوّل: قبل از ولادت رسول ﷺ

تعارف: یہ فصل نو روایات پر مشتمل ہے۔اس میں دو روایات بغیر سند کے نقل ہیں۔باقی روایات میں سے قتادہ تابعی'عطاء خراسانی تبع تابعی 'صنا بحی تابعی 'سیدنا عمر بن خطاب'سیدنا معاویہ'واثلہ ابن الاسقع اور اُم ہانی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔

بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا:

بعثت نبوی سے پہلے عرب میں کئی قسم کی برائیاں موجود تھیں جن میں ایک نہایت بری رسم بیٹیوں کو جینے کے حق سے محروم کرنا تھا۔ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے۔

چنانچہ اس بارے میں امام ثعلبیؒ اپنی تفسیر میں درج ذیل روایات نقل کرتے ہیں:

(وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ)[33]

''اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنادی گئی ہو پوچھا جائے گا۔[34]''

[ا]روایت: جب عرب میں کسی آدمی کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوتی تھی۔پھر اگر وہ اس کو زندہ رکھنا چاہتے تھے تو اسے بالوں کا یا اُون کا جبہ پہناتے وہ صحرا میں اُونٹ اور بکریاں چراتی رہتی۔مگر جب اُسے قتل کرنا چاہتے تھے تو چھ سال کی عمر تک اُسے چھوڑ دیتے تھے پھر جب چھ برس کی ہو جاتی تو اس کی ماں سے کہتا کہ اسے اچھے کپڑے پہنا کر خوشبو وغیرہ لگادو۔ تاکہ میں اسے ننھیال لے چلوں۔ اس کے باپ نے پہلے سے صحراء میں گڑھا تیار کر لیا ہوتا تھا۔جب وہ اسے گڑھے کے پاس لے جاتا تو اسے کہتا اس کنویں میں ذرا جھانکو۔اسی دوران وہ اُسے پیچھے سے دھکا دے کر کنویں میں گرا دیتا تھا۔اس کے سر پر اُس وقت تک مٹی پھینکتا رہتا تھا جب تک وہ کنواں زمین کے برابر نہ ہو جاتا[35]۔

---

[33] سورۃ التکویر ۸۱ : ۸

[34] اُردو ترجمہ قرآن مجید'فتح محمد جالندھری'ص:۸۱۷'فاران فاونڈیشن'لاہور'۲۰۰۹ء

[35] یہ روایت امام ثعلبیؒ نے خود بھی بغیر سند کے درج کی ہے:

الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی'ابو اسحاق احمد ثعلبی' ۱۰ : ۱۳۹'بہ ذیل سورۃ التکویر ۸۱ : ۸'داراحیاء التراث العربی'۱۴۲۲ھ '۲۰۰۲ء۔

تفسیر سمرقندی میں یہ نہایت اختصار کے ساتھ بلاسند موجود ہے: وكان العرب إذا ولد لأحدهم ابنة دفنها حية وهي الموءودة فتسأل يوم القيامة بأي ذنب قتلك أبوك [بحر العلوم'تفسیر سمرقندی'ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی'متوفیٰ:۳۷۳ھ'۳ : ۵۵۱'س۔ن]یہ روایت بعینہٖ ان الفاظ میں تفسیر الرازی میں بلاسند موجود ہے: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا وُلِدَتْ لَهُ بِنْتٌ فَأَرَادَ بَقَاءَ حَيَاتِهَا أَلْبَسَهَا جُبَّةً مِنْ صُوفٍ أَوْ شَعْرٍ لِتَرْعَى لَهُ الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فِي الْبَادِيَةِ، وَإِنْ أَرَادَ قَتْلَهَا تَرَكَهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ قَامَتُهَا سِتَّةَ

یہ بالکل اسی آیت کا مصداق ہے(اَیُمۡسِکُہٗ عَلٰی ہُوۡنٍ اَمۡ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ)[36]

''(اور)سوچتاہے کہ آیاذلت برداشت کرکے لڑکی کوزندہ رہنے دے یازمین میں گاڑدے۔''

[۲]روایت:سیدناابن عباس رضی اللہ عنہ [37] سے روایت ہے کہ جاہلیت میں جب کسی عورت کاحمل ٹھہرتااورولادت کاوقت قریب ہوجاتاتووہ ایک گڑھاکھودتی وہ دردزہ اس کنارے کے قریب گزارتی اگراس کی بیٹی ہوجاتی تواسی گڑھے میں پھینک دیتی اوراگراس کالڑکاہوجاتاتواسے رکھ لیتی[38]۔

أَشْبَارٍ فَيَقُولُ لِأُمِّهَا طَيِّبِيهَا وَزَيِّنِيهَا حَتَّى أَذْهَبَ بِهَا إِلَى أَقَارِبِهَا وَقَدْ حَفَرَ لَهَا بِئْرًا فِي الصَّحْرَاءِ فَيَبْلُغُ بِهَا إِلَى الْبِئْرِ فَيَقُولُ لَهَا انْظُرِي فِيهَا ثُمَّ يَدْفَعُهَا مِنْ خَلْفِهَا وَيُهِيلُ عَلَيْهَا التُّرَابَ حَتَّى يَسْتَوِيَ الْبِئْرُ بِالْأَرْضِ

[مفاتیح الغیب،التفسیر الکبیر،ابوعبد اللہ محمد بن عمرفخر الدین،متوفیٰ:۶۰۶ھ،۳۱: ۶۶،داراحیاء التراث العربی،بیروت،۱۴۲۰ھ]

یہ روایت تفسیر البغوی میں بھی بلاسند اسی طرح مذکور ہے: وَكَانَ الرَّجُلُ مِنَ الْعَرَبِ إِذَا وُلِدَتْ لَهُ بِنْتٌ وَأَرَادَ أَنْ يَسْتَحْيِيَهَا أَلْبَسَهَا جُبَّةً مِنْ صُوفٍ أَوْ شَعْرٍ وَتَرَكَهَا تَرْعَى لَهُ الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فِي الْبَادِيَةِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَهَا تَرَكَهَا حَتَّى إِذَا صَارَتْ سُدَاسِيَّةً قَالَ لِأُمِّهَا زَيِّنِيهَا حَتَّى أَذْهَبَ بِهَا إِلَى أَحْمَائِهَا، وَقَدْ حَفَرَ لَهَا بِئْرًا فِي الصَّحْرَاءِ فَإِذَا بَلَغَ بِهَا الْبِئْرَ قَالَ لَهَا انْظُرِي إِلَى هَذِهِ الْبِئْرِ فَيَدْفَعُهَا مِنْ خَلْفِهَا فِي الْبِئْرِ ثُمَّ يُهِيلُ عَلَى رَأْسِهَا التُّرَابَ حَتَّى يَسْتَوِيَ الْبِئْرُ بِالْأَرْضِ

[تفسیر البغوی،معالم التنزیل فی تفسیر القرآن،ابومحمد الحسین بن مسعود،متوفیٰ:۵۱۰ھ،۳ : ۸۳،داراحیاء التراث العربی،بیروت،۱۴۲۰ھ]یہ روایت طبرانی نے بھی اپنی تفسیر میں بلاسند اسی طرح نقل کیاہے: قالوا : وكان الرجلُ من العرب إذا وُلِدت له بنتٌ ، فإذا أرادَ أن يستبقيها ألبسَها جُبَّة من صُوفٍ ترعَى له الإبلَ والغنمَ ، وإذا أرادَ أن يقتُلَها تركَها حتى إذا صارت سُداسيَّةً ثم يقولُ لأُمِّها : طيِّبِيهَا وزَيِّنِيها حتى أذهبَ بها إلى بيتِ أقَاربها ، وقد حفرَ لها بئراً في الصَّحراء ، فإذا بلغَ البئرَ قال لها : انظُرِي إلى هذا البئرِ فيدفَعُها من خلفِها في البئرِ ، ثم يُهِيلُ عليها الترابَ حتى يُسوِّيَها بالأرضِ.

[تفسیر القرآن العظیم المنسوب للامام الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد،بہ ذیل سورۃ التکویر۸۱ : ۹،س۔ن]

بلاسند روایت کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔

[36] سورۃ النحل۱۶ : ۵۹

[37] عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبد المطلب،قرشی،ہاشمی،۳قبل ہجری =۶۱۹ءکو پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ،جلیل القدر صحابی ہیں۔حبر الامۃ[امت کے عالم] اور ترجمان القرآن جیسے القاب سے نوازے گئے۔ طائف میں سکونت پذیر تھے اور وہیں ۶۸ھ=۶۸۷ءکو وفات پائی۔

[اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ،ابن الاثیر،۳: ۲۹،ترجمہ:۳۰۳۸،دارالکتاب العربی،بیروت،۲۰۰۶ء۔۔۔الاعلام،خیر الدین زرکلی ۴: ۵۹،دارالعلم للملایین،بیروت،۱۹۷۴ء]

[38] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۱۳۹،بہ ذیل سورۃ التکویر۸۱ : ۸

كانت المرأة في الجاهلية إذا حملت فكانت أوان ولادتها حفرت حفرة فإن ولدت جارية رمت بها في الحفرة وإن ولدت غلاما حبسته[تفسیر سمرقندی ۳: ۵۵۱]

[۳]روایت: قتادہؒ[39] کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت میں سے جب کوئی اپنی بیٹی کو قتل کرتا اور اپنے کتے کو کھلاتا[40]۔
[۴]روایت :"اس آیت کے متعلق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ[41] نے فرمایا کہ قیس بن عاصم التمیمی[42] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اس نے جاہلیت کے زمانے میں آٹھ بیٹیوں کو دفن کیا

كَانَ أهل الْجَاهِلِيَّة يقتلونه، وَكَانَ الْوَاحِد مِنْهُم إِذا ولد لَهُ ابْن تركه، وَإِذا ولد لَهُ بنت دَفنهَا حَيَّة.وَذكر بَعضهم أَن الْمَرْأَة كَانَت إِذا أَخذهَا الْمَخَاض حُفْرَة حفيرة، وَجَلَست عَلَيْهَا فَإِن ولدت ابْنا حَبسته، وَإِن ولدت بِنْتا ألقتها فِي الحفيرة، وَقد كَانَ بَعضهم يتْرك الْجَارِيَة حَتَّى تصير شَدِيدَة، ثمَّ يَقُول لأمها: طيبيها زينيها، وَقد حفر بِئْرا فِي الصَّحرَاء، ويحملها مَعَ نَفسه، ويأمرها أَن تطلع فِي الْبِئْر، ثمَّ يَدْفَعهَا من خلفهَا فِي الْبِئْر، ويهيل التُّرَاب، وَكَانُوا يَفْعَلُونَ ذَلِك إِمَّا خشيَة الإملاق، أَو دفعا للعار وأنفة عَن أنفسهم.

[تفسیر القرآن،تفسیر السمعانی،منصور بن محمد بن عبد الجبار السمعانی التمیمی،متوفی:۴۸۹ھ،۶ : ۱۶۶،دار الوطن ریاض،سعودی،۱۹۹۷ء]
رَوَى عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا حَمَلَتْ وَكَانَ أَوَانُ وِلَادَتِهَا حَفَرَتْ حُفْرَةً فَتَمَخَّضَتْ عَلَى رَأْسِ الْحُفْرَةِ فَإِنْ وَلَدَتْ جَارِيَةً رَمَتْ بِهَا فِي الْحُفْرَةِ، وَإِنْ وَلَدَتْ غُلَامًا حَبَسَتْهُ.[تفسیر البغوی۵ : ۲۱۶]

[39] قتادۃ بن دِعامۃ[بکسر الدال]بن قتادۃ بن عُزَیز[بالتصغیر]ابوالخطاب،سدوسی،بصری،مفسر قرآن اورحافظ حدیث تھے۔مادرزاد اندھے تھے۔لغت،ایامِ عرب اورانساب کے ماہر عالم تھے۔منکر تقدیر اور مدلس تھے۔۶۱ھ =۶۸۰ءکوپیدا ہوئے اور۱۱۸ھ=۷۳۶ءکوواسط میں طاعون کے عارضہ سے وفات پائی۔

[تذکرۃ الحفاظ،حافظ ذہبی،۱: ۱۲۲،داراحیاء التراث العربی،بیروت،بدون تاریخ۔۔۔الاعلام۵: ۱۸۹]

[40] تفسیر ثعلبی۱۰ : ۱۳۹،بہ ذیل سورۃ التکویر۸۱ : ۸

قال قتادةُ : كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمُ ابْنَتَهُ وَيَغْذُو كَلْبَهُ.[تفسیر الطبرانی بہ ذیل سورۃ التکویر۸۱ : ۸]
یہ قتادہ تابعی کا ذاتی قول ہے۔یہ تاریخی بات ہوسکتی ہے لیکن شریعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں جب تک اس کی سند مرفوع نہ ہو۔

[41] عمر فاروقؓ بن خطّاب ،قرشی،عدوی،کنیت ابو حفص تھی اور لقب فاروق۔مکہ معظمہ میں ۴۰ قبل ہجری=۵۸۴ءکو پیدا ہوئے۔خلفائے راشدین میں سے دوسرے نمبر پر ہیں۔سب سے پہلے ان کو امیر المومنین کہہ کر پکارا گیا۔جلیل القدر صحابی تھے۔نہایت شجاع ،جری اور بہادر تھے۔نوجوانانِ قریش میں سے تھے۔۱۳ھ کو خلیفہ چنے گئے ان کی عدالت ضرب المثل ہے، ان کے دور خلافت میں شام،عراق،بیت المقدس،مدائن،مصر اور جزیرہ فتح ہوئے۔ ۲۳ھ=۶۴۴ءکو رحلت کر گئے۔

[صفۃ الصفوۃ ۱-۲: ۱۱۸،ترجمہ:۳۔۔۔تہذیب الکمال ۱۲:۳۱۷۔۔۔الاعلام ۵: ۴۵]

[42] قیس بن عاصم بن سنان المقریزی السعدی التمیمی،کنیت:ابو علی۔جاہلیت میں مشہور سر دار تھے۔شاعر،بہادر،بر بار اور عرب کے عقلاء میں سے تھے۔اس نے جاہلیت میں خود پر شراب حرام کی تھی اور اس کے بارے میں اشعار بھی کہے تھے۔۹ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد تمیم میں حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔انہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ اہل وبر کے سر دار ہیں۔نبی نے انہیں ان کے قوم سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور کیا۔بصرہ میں ۲۰ہجری بمطابق ۶۴۰ءکو

ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر ایک کی طرف سے ایک غلام آزاد کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں اونٹوں کا مالک ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر چاہو تو ہر ایک بچی کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کرو[43]۔"

مذہبی حالات:

سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ "کعبہ میں مشرکین کے ۳۶۰ بت تھے' یہ لوگ اللہ کے علاوہ ان بتوں کی عبادت کرتے تھے اور انہوں نے یہ کام اللہ پر جھوٹ باندھ کر کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بات واضح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے کوئی اور عبادت کا حقدار نہیں[44]۔"

وفات پائی۔ آپ سے کئی احادیث بھی مروی ہیں۔ آپ کے ۳۳ بیٹے تھے۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' ابن عبد البر' ص: ۴۰۰' الاعلام ۵: ۲۰۶]

[43] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۱۳۱' بہ ذیل سورۃ التکویر ۸۱: ۸

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْأُبُلِّيُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا إِسْرَائِيلُ، ثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ وَسُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ {وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ} قَالَ: جَاءَ قَيْسُ بْنُ عَاصِمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي وَأَدْتُ ثَمَانِيَ بَنَاتٍ لِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: «أَعْتِقْ عَنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا رَقَبَةً» ، قُلْتُ: إِنِّي صَاحِبُ إِبِلٍ، قَالَ: «اهْدِ إِنْ شِئْتَ عَنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ بَدَنَةً»

[المعجم الکبیر' سلیمان بن احمد ابو القاسم الطبرانی' ۱۸: ۳۳۷' حدیث: ۸۶۳' مکتبہ ابن تیمیہ' القاہرہ' س۔ن]

[44] تفسیر ثعلبی ۲: ۳۲' بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲: ۱۶۳

وقال الضَّحاكُ : عن ابنِ عباس : كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ فِي الْكَعْبَةِ ثَلاَثُمَائَةٍ وَسُتُّونَ صَنَماً يَعْبُدُونَهُم مِنْ دُونِ اللهِ إفْكاً وَإثْماً،فَدَعَاهُمُ اللهُ إلَى تَوْحِيْدِهِ وَالإخْلاَصِ فِي عِبَادَتِهِ ، فَقَالَ:{ وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لاَّ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ}. ويقال : نزلت هذه الآية في صنف من المجوس ؛ ويقال لهم : الملكَانية ؛ يقولون : هما اثنان : خالقُ الخيرِ ، وخالق الشر. [تفسیر القرآن العظیم' تفسیر الطبرانی' بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲: ۱۶۳] یہ بلا سند مذکور ہے۔

قریش کی وجہ تسمیہ:

سیدنامعاویہ رضی اللہ عنہ [45] نے سیدناعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے قریش کی وجہ تسمیہ پوچھی۔ سیدناابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ " قریش ایک بہت بڑا دریائی جانور ہوتا ہے۔ یہ دوسروں کو کھاتا ہے مگر اس کو نہیں کھایاجاسکتا وہ سب پر غالب ہے کوئی اس پر غالب نہیں [46]۔"

قریش کی فضیلت:

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا [47] سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ اللہ تعالیٰ نے قریشیوں کو سات فضیلتیں دی ہیں ایک تو یہ کہ میں ان میں سے ہوں، دوسری یہ کہ نبوت ان میں سے ہے، تیسری یہ کہ بیت اللہ کے پاسبان یہ ہیں چوتھی یہ کہ ماہ زمزم کے ساقی یہ ہیں، پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہاتھی والوں پر غالب کیا، چھٹی یہ کہ بیس برس تک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب کہ کوئی اور عبادت الٰہی نہ کرتا تھا، ساتویں یہ کہ

---

[45] معاویہ بن ابی سفیان[صخر]رضی اللہ عنہمابن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف' قرشی اموی' ۲۰ق ھ=۶۰۳ءکومکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ فصیح وحلیم اورباوقار تھے۔ عمرۃ القضاءکے سال اسلام قبول کیا۔شام میں دولت اموی کے بانی ہیں۔اُنہیں پہلابحری اسلامی جنگ لڑنے کاشرف بھی حاصل ہے۔کاتب وحی تھے۔۶۰ھ=۶۸۰ءکودمشق میں وفات پائی۔

[اسد الغابۃ۴ :۳۰۵'ترجمہ:۴۹۸۶ ' الاعلام۷: ۲۶۱]

[46] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۳۰۱'بہ ذیل سورۃ قریش۱۰۶ : ۱

المعجم الکبیر'طبرانی ۱۰ : ۲۳۸'حدیث:۱۰۵۸۹'قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَلِمَ سُمِّيَتْ قُرَيْشًا؟ قَالَ: «بِدَابَّةٍ تَكُونُ فِي الْبَحْرِ، هِيَ أَعْظَمُ دَوَابِّ الْبَحْرِ خَطَرًا، لَا تَظْفَرُ بِشَيْءٍ مِنْ دَوَابِّ الْبَحْرِ إِلَّا أَكَلَتْهُ، فَسُمِّيَتْ قُرَيْشٌ؛ لِأَنَّهَا أَعْظَمُ الْعَرَبِ فِعَالًا»۔یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے جس میں سیدنامعاویہ رضی اللہ عنہ کے کئی سوالات کے جوابات سیدناابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیئے ہیں۔دوسرے اکابرین صحابہ بھی موجود تھے۔

[47] فاختہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب ہاشمیہ قرشیہ رضی اللہ عنہا' امیر المؤمنین سیدناعلی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔اُن کا مشہورنام فاختہ ہے اگرچہ مؤرخین نے اُن کانام عاتکہ اورفاطمہ بھی لکھاہے۔اُن کے شوہررسول اللہ ﷺ کے جانی دشمن تھے جوفتح مکہ کے دن نجران بھاگ نکلا اورسیدہ نے اسلام قبول کیا۔ اسلام نے اُن کے مابین جدائی ڈال دی۔آپ سے ۴۶اَحادیث مروی ہیں۔۴۰ھ=۶۶۱ءکو اپنے بھائی سیدناعلی رضی اللہ عنہ کی وفات پاجانے کے بعدوفات پاگئیں۔

[الاستیعاب ' ص:۹۴۳'ترجمہ:۷۸۷'الاعلام۵: ۱۲۶]

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ایسی سورت نازل فرمائی جس میں ان کے علاوہ کسی اور کا تذکرہ نہیں ہے: سورۃ قریش[48]۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان:

سیدنا واثلہ ابن الاسقع رضی اللہ عنہ[49] سے روایت ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے بنو اسماعیل میں سے بنو کنانہ کو چن لیا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں نے سے مجھے منتخب کر لیا[50]۔"

---

[48] تفسیر ثعلبی، ۱۰: ۲۹۹

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، وَمُوسَى بْنُ هَارُونَ، وَمُعَاذُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالُوا: ثنا أَبُو مُصْعَبٍ الزُّبَيْرِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَحَدُ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ بْنِ قُصَيٍّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَضَّلَ اللهُ قُرَيْشًا بِسَبْعِ خِصَالٍ لَمْ يُعْطَهَا أَحَدٌ قَبْلَهُمْ، وَلَا يُعْطَاهَا أَحَدٌ بَعْدَهُمْ: فَضَّلَ اللهُ قُرَيْشًا أَنِّي مِنْهُمْ فَإِنَّ النُّبُوَّةَ فِيهِمْ، وَإِنَّ الْحِجابَةَ فِيهِمْ، وَإِنَّ السِّقَايَةَ فِيهِمْ، ونَصَرَهُمْ عَلَى الْفِيلِ، وعَبَدُوا اللهَ عَشْرَ سِنِينَ لَا يَعْبُدُهُ غَيْرُهُمْ، وَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِمْ سُورَةً مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ تَنْزِلْ فِي أَحَدٍ غَيْرِهِمْ "[المعجم الکبیر، ۲۴: ۴۰۹، حدیث: ۹۹۴]

لیکن اس میں بیس سال کے بجائے دس سال کی عبادت کا تذکرہ ہے۔

علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[صحیح الجامع الصغیر ۲: ۷۷۵، حدیث: ۴۲۰۹، المکتب الاسلامی، س۔ن]

لیکن مجمع الزوائد میں ہیثمی نے لکھا ہے کہ: وفيه من لم أعرفه. "اس کی سند میں ایسے رواۃ ہیں جن کو میں نہیں جانتا۔"

[مجمع الزوائد، نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی، ۹: ۴۴۸، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۲ء]

کنز العمال کی دو بلا سند روایتوں میں دس سال کا ذکر ہے: روایت: [۱] "فضل الله قريشا بسبع خصال لم يعطها أحد قبلهم ولا يعطاها أحد بعدهم: فضل الله قريشا أني منهم، وأن النبوة فيهم، وأن الحجابة فيهم، وأن السقاية فيهم، ونصرهم على الفيل، وعبدوا الله عشر سنين لا يعبده غيرهم، وأنزل الله فيهم سورة من القرآن لم يذكر فيها أحد غيرهم {لِإِيلافِ قُرَيْشٍ}.

روایت: [۲] "فضل الله قريشا بسبع خصال: فضلهم بأنهم عبدوا الله عشر سنين لا يعبد الله إلا قرشي، وفضلهم بأنه نصرهم يوم الفيل وهم مشركون، وفضلهم بأنه نزل فيهم سورة من القرآن لم يدخل فيها أحد من العالمين وهي {لِإِيلافِ قُرَيْشٍ}، وفضلهم بأن فيهم النبوة والخلافة والحجابة والسقاية."

[کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، علاء الدین علی بن حسام الدین الهندی، ۱۲: ۲۷، روایات: ۳۳۸۱۹، ۳۳۸۲۰] یہ دونوں روایات بلا سند کے ذکر کیے گئے ہیں۔

[49] واثلہ بن الاسقع بن عبد العزیٰ بن عبد یالیل، اللیثی، الکنانی، صحابی، اہل صفہ میں سے تھے۔ ۲۲ قبل ہجری بمطابق ۶۰۱ء کو پیدا ہوئے۔ اسلام لانے سے پہلے مدینہ کے ایک طرف میں ڈیرہ ڈالا اور مسجد نبوی داخل ہوئے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال اور نسب کی خصوصی فضیلت:

عطاء الخراسانی[51] سے روایت ہے کہ "سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم کی نکاح کا پیغام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور یہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی، پس علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ چھوٹی ہے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ" قیامت کے دن ہر نسب اور سسرالی ختم ہو جائے گی۔ سوائے میرے نسب اور سسرالی کے۔" اس حدیث کی وجہ سے میں اس طرف راغب ہوا[52]۔"

صبح کی نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب صبح کی نماز ادا کرتے تو صحابہ کرام سے مصافحہ کرتے اور ان کے چہروں کو دیکھتے۔ جب واثلہ کے پاس آئے تو اسے اجنبی جانا؟ پوچھا کون ہو تو اُس نے جواب دیا۔ پھر پوچھا یہاں کیوں آئے ہو؟ کہا کہ بیعت کرنے آیا ہوں۔ بہر کیف اُسی صبح مشرف بہ اسلام ہوئے۔ تبوک میں شرکت کی۔ ۱۰۵ سال یا دوسری روایت کے مطابق ۹۸ سال عمر پائی۔ دمشق میں آپ آخری صحابی تھے جو ۸۳ ھ بمطابق ۷۰۲ء کو وفات ہوئے۔ [الاستیعاب، ص:۴۹۶، الاعلام ۸: ۱۰۷]

[50] تفسیر ثعلبی، ۱۰: ۳۰۱

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْمٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى مِنْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ»

[مسند ابی یعلیٰ، ابو یعلیٰ احمد بن علی، ۱۳: ۴۶۹، حدیث: ۷۴۸۵، دار المامون للتراث، دمشق، ۱۹۸۴ء]

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

[51] عطاء بن مسلم بن میسرہ الخراسانی، بیت المقدس میں اقامت اختیار کی تھی۔ مفسر تھے۔ ۵۰ھ بمطابق ۶۷۰ء کو پیدا ہوئے۔ دن کو غزوات میں لڑتے اور رات کو تہجد پڑھا کرتے تھے۔ ۱۳۵ھ بمطابق ۷۵۲ء کو وفات پائی۔ [شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، عبدالحی بن احمد ابوالفلاح، ۲: ۱۵۶، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ۱۹۸۶ء، الاعلام ۴: ۲۳۵]

[52] تفسیر ثعلبی، ۳: ۲۷۷، بہ ذیل سورۃ النساء ۴: ۲۰

أخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو محمد الجوهرى أنا أبو الفضل عبيد الله بن عبد الرحمن بن محمد الزهري نا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز نا سليمان بن عمر بن الأقطع نا إبراهيم بن عبد السلام عن إبراهيم بن يزيد عن محمد بن عباد بن جعفر قال سمعت ابن عمر يقول قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) كل نسب وصهر ينقطع يوم القيامة إلا نسبي وصهري [تاریخ دمشق لابن عساکر، ابو القاسم علی بن الحسن، متوفی: ۵۷۱ھ، ۶۷: ۲۱، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۹۵ء]

یہ روایت طبقات ابن سعد میں بھی موجود ہے: أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ اللَّيْثِيُّ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ،عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : إِنَّمَا حَبَسْتُ بَنَاتِي عَلَى بَنِي جَعْفَرٍ ، فَقَالَ عُمَرُ : أَنْكِحْنِيهَا يَا عَلِيُّ فَوَاللَّهِ مَا عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ رَجُلٌ يَرْصُدُ مِنْ حُسْنِ صَحَابَتِهَا مَا أَرْصُدُ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : قَدْ فَعَلْتُ فَجَاءَ

ابن الذبیحین:

صُنا بحی[53] سے روایت ہے کہ میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ[54] کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پس انہوں نے ذبیح کا تذکرہ کیا کہ وہ اسماعیل ہے یا اسحاق۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ جاننے والے کے پاس آ گئے۔ سنو، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! اور اے ابن الذبیحین! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مال دیا ہے' اس میں سے مجھے بھی دے دو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔

ان سے پوچھا گیا۔ امیر المؤمنین! یہ دونوں ذبیح کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب عبد المطلب نے زم زم کا کنواں کھودا تو یہ نذر مان لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ آسان فرمایا۔ تو میں اپنے کسی ایک بیٹے کو ذبح کروں گا۔ پس قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا۔ تو ان کے ماموؤں نے منع کیا اور کہا کہ اس بیٹے کے بدلے سو اونٹ فدیہ میں دو پس انہوں نے سو(۱۰۰) اونٹ بطور فدیہ دیئے اور دوسرے ذبیح سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے[55]۔

عُمَرُ إِلَى مَجْلِسِ الْمُهَاجِرِينَ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ وَكَانُوا يَجْلِسُونَ ثَمَّ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَإِذَا كَانَ الشَّيْءُ يَأْتِي عُمَرُ مِنَ الْآفَاقِ جَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ ذَلِكَ وَاسْتَشَارَهُمْ فِيهِ فَجَاءَ عُمَرُ ، فَقَالَ : رَفِّئُونِي فَرَفَّئُوهُ وَقَالُوا : بِمَنْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَ : بِابْنَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ أَنْشَأَ يُخْبِرُهُمْ، فَقَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : كُلُّ نَسَبٍ وسَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلاَّ نَسَبِي وَسَبَبِي وَكُنْتُ قَدْ صَحِبْتُهُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ هَذَا أَيْضًا.

[طبقات الکبری' محمد بن سعد' متوفیٰ: ۲۳۰ھ' ۸ : ۴۶۳' حدیث: ۱۰۹۱۱' دار صادر بیروت' ۱۹۶۸ء]

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

[سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ' ناصر الدین البانی' ۵ : ۵۸' حدیث: ۲۰۳۶' مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع' ریاض' ۱۹۹۵ء]

[53] عبد الرحمٰن بن عُسیلہ صُنا بحی' ابو عبد اللہ' حمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ثقہ اور قلیل الحدیث راوی ہیں۔ ابو بکر صدیق' عمر فاروق اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ [طبقات ابن سعد ۷ : ۵۰۹]

[54] معاویہ بن ابی سفیان[صخر] رضی اللہ عنہما بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' قرشی اموی' ۲۰ق ھ = ۶۰۳ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ فصیح وحلیم اور باوقار تھے۔ عمرۃ القضاء کے سال اسلام قبول کیا۔ شام میں دولت اموی کے بانی ہیں۔ اُنہیں پہلا بحری اسلامی جنگ لڑنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ کاتب وحی تھے۔ ۶۰ھ = ۶۸۰ء کو دمشق میں وفات پائی۔

[اسد الغابۃ ۴ : ۳۰۵' ترجمہ: ۴۹۸۶' الاعلام ۷ : ۲۶۱]

[55] تفسیر ثعلبی' ۸ : ۱۵۲' بہ ذیل سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۷

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْخَطَّابِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُتْبِيِّ، مِنْ وَلَدِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ثني عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الصنَابِحِيّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَذَكَرُوا الذَّبِيحَ إِسْمَاعِيلَ أَوْ إِسْحَاقَ، فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتُمْ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عِدْ عَلَيَّ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الذَّبِيحَيْنِ؛ فَضَحِكَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ؛ فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَا الذَّبِيحَانِ؟ فَقَالَ: " إِنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ لَمَّا أُمِرَ بِحَفْرِ زَمْزَمَ، نَذَرَ لِلَّهِ لَئِنْ سَهَّلَ عَلَيْهِ أَمْرَهَا لَيَذْبَحَنَّ أَحَدَ وَلَدِهِ، قَالَ: فَخَرَجَ السَّهْمُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، فَمَنَعَهُ أَخْوَالُهُ، وَقَالُوا: افْدِ ابْنَكَ بِمِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ، فَفَدَاهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَإِسْمَاعِيلُ الثَّانِي "

[جامع البيان عن تاویل آی القرآن'تفسیر الطبری'محمد بن جریر الطبری'متوفی:۳۱۰ھ'۹ : ۵۲۰'روایت:۲۹۵۹۷'دار الحدیث القاہرہ'۲۰۱۰ء]

یہ روایت ضعیف ہے۔ کیوں کہ اس کی سند میں محمد عتبی مجہول ہے۔ مفسر ابن کثیر اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ جِدًّا. [تفسیر القرآن العظیم'تفسیر ابن کثیر'ابو الفداء اسماعیل بن کثیر'متوفی:۷۷۴ھ'۷ : ۳۵'دار طیبہ للنشر والتوزیع'۱۹۹۹ء]

اس کے بعد ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ ذبیح سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے یہ بالکل صحیح اور اثبت ہے: وَالَّذِي اسْتَدَلَّ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ عَلَى أَنَّهُ إِسْمَاعِيلُ أَثْبَتُ وَأَصَحُّ وَأَقْوَى، وَاللَّهُ أَعْلَمُ. ابن کثیرؒ نے یہاں پر اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو المستدرک میں نقل ہے: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ، يَقُولُ: " إِنَّ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ بِذَبْحِهِ مِنِ ابْنَيْهِ إِسْمَاعِيلُ، وَإِنَّا لَنَجِدُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فِي قِصَّةِ الْخَبَرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَمَا أَمَرَ بِهِ مِنْ ذَبْحِ ابْنِهِ أَنَّهُ إِسْمَاعِيلُ، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ حِينَ فَرَغَ مِنْ قِصَّةِ الْمَذْبُوحِ مِنِ ابْنَيْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: {وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ} ، ثُمَّ يَقُولُ: {فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ} يَقُولُ: بِابْنٍ وَبِابْنِ ابْنٍ فَلَمْ يَكُنْ يَأْمُرُ بِذَبْحِ إِسْحَاقَ وَلَهُ فِيهِ مِنَ اللَّهِ مَوْعُودٌ بِمَا وَعَدَهُ وَمَا الَّذِي أَمَرَ بِذَبْحِهِ إِلَّا إِسْمَاعِيلُ "

[المستدرک علی الصحیحین'ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ'متوفی:۴۰۵ھ'۲ : ۶۰۵'حدیث:۴۰۳۹'دار الکتب العلمیہ'بیروت'۱۹۹۰ء]

ثعلبیؒ کی نقل کردہ روایت مستدرک میں اس سند کے ساتھ نقل ہے: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشَّافِعِيُّ، ثنا عُبَيْدُ بْنُ حَاتِمٍ الْحَافِظُ الْعِجْلِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّانِيُّ، ثنا عَبْدُ الرَّحِيمِ الْخَطَّابِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُتْبِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الصُّنَابِحِيُّ، قَالَ: حَضَرْنَا مَجْلِسَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَتَذَاكَرَ الْقَوْمُ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: الذَّبِيحُ إِسْمَاعِيلُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ إِسْحَاقُ الذَّبِيحُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: " سَقَطْتُمْ عَلَى الْخَبِيرِ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، خَلَّفْتُ الْبِلَادَ يَابِسَةً وَالْمَاءَ يَابِسًا هَلَكَ الْمَالُ وَضَاعَ الْعِيَالُ، فَعُدْ عَلَيَّ بِمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الذَّبِيحَيْنِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ، فَقُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَا الذِّبِيحَانِ؟ قَالَ: إِنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ لَمَّا أَمَرَ بِحَفْرِ زَمْزَمَ نَذَرَ لِلَّهِ إِنْ سَهَّلَ اللَّهُ أَمْرَهَا أَنْ يَنْحَرَ بَعْضَ وَلَدِهِ فَأَخْرَجَهُمْ، فَأَسْهَمَ بَيْنَهُمْ فَخَرَجَ السَّهْمُ لِعَبْدِ اللَّهِ فَأَرَادَ ذَبْحَهُ فَمَنَعَهُ أَخْوَالُهُ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ وَقَالُوا: ارْضِ رَبَّكَ وَافْدِ ابْنَكَ. قَالَ: فَفَدَاهُ بِمِائَةِ نَاقَةٍ، قَالَ: فَهُوَ الذَّبِيحُ وَإِسْمَاعِيلُ الثَّانِي "[مستدرک ۲ : ۶۰۴'حدیث:۴۰۳۶]

حافظ ذہبی نے مستدرک کی تعلیق میں اس اسناد کو "واہی" قرار دیا ہے: التعليق – من تلخيص الذهبي: إسناده واه۔

فصل دوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پیدائش اور جائے پیدائش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پیدائش:

[۱] روایت: مقاتل[56] نے کہا ہے "کہ اصحاب الفیل کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے چالیس (۴۰) سال قبل ہوا تھا[57]۔"

[۲] روایت: کلبی[58] نے کہا ہے "کہ اصحاب الفیل کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے تئیس (۲۳) سال قبل ہوا تھا[59]۔"

ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام صحابہ اور تابعین کے نزدیک ذبیح ہیں: وَإِسْمَاعِيلُ: هُوَ الذَّبِيحُ عَلَى الْقَوْلِ الصَّوَابِ عِنْدَ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ.وَأَمَّا الْقَوْلُ بِأَنَّهُ إِسْحَاقُ فَبَاطِلٌ بِأَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ وَجْهًا، وَسَمِعْتُ شَيْخَ الْإِسْلَامِ ابْنَ تَيْمِيَّةَ –قَدَّسَ اللَّهُ رُوحَهُ– يَقُولُ: هَذَا الْقَوْلُ إِنَّمَا هُوَ مُتَلَقًّى عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، مَعَ أَنَّهُ بَاطِلٌ بِنَصِّ كِتَابِهِمْ

[زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، شمس الدین ابن قیم، ۱: ۷۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۴ء]

[56] مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی، خراسانی، بلخی۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ محدث اور مفسر قرآن تھے۔ بلخ میں پیدا ہوئے اور مرو، بغداد اور بصرہ میں سکونت پذیر رہے۔ ۱۵۰ھ=۷۶۷ء کو بصرہ میں وفات پائی۔ کچھ عرصہ بیروت میں ان کے قیام کا ذکر ملتا ہے۔

[تہذیب الکمال ۲۸: ۴۳۹، الاعلام ۷: ۲۸۱]

[57] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۲۹۶

دلائل النبوۃ، بیہقی، ۱: ۷۹، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۸۸ء، قال أبو إسحاق إبراهيم بن المنذر هذا وهم والذي لا يشك فيه أحد من علمائنا أن رسول الله ولد عام الفيل وبعث على رأس أربعين سنة من الفيل ۔

[58] محمد بن سائب بن بشر بن عمرو بن حارث کلبی، ابو النضر۔ نسب، روایتِ حدیث، تفسیر، اخبار اور ایام عرب کے بڑے عالم تھے۔ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ بنو قضاعۃ کی ایک شاخ کلب بن وبرۃ سے تعلق کی وجہ سے کلبی کہلائے۔ ۱۴۶ھ=۷۶۳ء کو کوفہ میں وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۴: ۳۰۹، ترجمہ: ۶۳۴ ۔۔۔ الاعلام ۶: ۱۳۳]

اُنہیں کذاب اور متروک الحدیث کہا گیا ہے۔ انہوں نے ابو صالح کی سند سے سیدنا ابن عباسؓ سے جو حدیث و تفسیر نقل کی ہے، وہ اُن کی اقرار کے مطابق ساری کی ساری جھوٹی ہیں۔ [الجرح والتعدیل ۷: ۲۷۰-۲۷۱، ترجمہ: ۱۴۷۸]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اور یہی قول اکثر علمآء کا ہے۔ جس پر یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ:

[۳] عبد الملک بن مروان[60] نے سیدنا قباث بن اَشیم[61] رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے قباث! تم بڑے ہو یا اللہ کے رسول؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں اور میں ان سے عمر میں زیادہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ہوئی اور مجھے میری ماں لے کر ہاتھی کی لید پر کھڑی ہوگئی تھی۔

[۴] روایت: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "میں نے مکہ میں ہاتھی کے چلانے والے اور اس کے خادم دونوں کو اندھے اور لنگڑے کھانا مانگتے ہوئے دیکھا تھا۔"[62]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی بشارت:

[۱] روایت: "کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کا بندہ ہوں لوح محفوظ میں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت سے ہوں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مٹی کی صورت میں تھے۔ اور میں تمہیں اس بارے میں بتاؤں گا کہ میں اپنے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی

---

[59] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۲۹۶

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الفیل ۱۰۵: ۲، فقال الكلبيُّ : كَانَ قَبْلَ مَوْلِدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم بثَلاَثٍ وَعِشْرِينَ سَنَةَ۔

[60] عبد الملک بن مروان بن حکم اُموی، قریشی، ابو الولید، ۲۶ھ موافق ۶۴۶ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ عظیم خلفاء میں سے تھے۔ فقیہ وسیع علم اور عبادت گزار تھے۔ ۱۶ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں عامل مقرر کیا۔ اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد ۶۵ھ میں خلافت عبد الملک کو منتقل ہوئی۔ مصعب بن زبیر اور عبد اللہ بن زبیر کے قتل ہونے کے بعد لوگ حجاج ثقفی کے خلاف عبد الملک بن مروان پر متفق ہوئے۔ عبد الملک کے عہد میں رومی اور فارسی سے دواوین عربی منتقل ہوئیں۔ حروف پر نقطے اور حرکات لگادی گئی۔ انہوں نے سب سے پہلے دراہم پر عربی کو نقش کیا۔ دمشق میں ۸۶ھ موافق ۷۰۵ء کو وفات پائی۔ [تاریخ یعقوبی ۳: ۱۴، الاعلام ۴: ۱۶۵]

[61] قباث بن اشیم بن عامر بن ملوح کنانی۔ صحابی رسول ہیں۔ [الاستیعاب، ص: ۴۰۴]

[62] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۲۹۶

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الفیل ۱۰۵: ۲، وعن عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالت : رَأَيْتُ قَائِدَ الْفِيْلِ وَسَائِسَهُ بمَكَّةَ أعْمَيَيْنِ مُقْعَدَيْنِ يَسْتَطْعِمَانِ۔

ماں کا خواب ہوں جو اس نے دیکھا کہ اس سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہوئے۔ اور انبیاء کی ماؤں کو ایسے ہی خواب آتے ہیں[63]۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش عرب کے مشہور شہر مکہ المکرمہ ہے۔ امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ایک جگہ دونام مکہ اور بکہ ذکر کیا ہے اور پھر ان دونوں کے متعلق تحقیق کی ہے۔ ضحاک اور مدرج نے کہا ہے کہ بکہ بھی مکہ ہی ہے لیکن عرب کبھی میم کی جگہ باء بول دیتے ہیں اور اس کی کئی مثالیں ذکر کی ہیں۔

ابن شہاب[64] اور حمزہ بن ربیعہ[65] نے کہا ہے کہ بکہ صرف مسجد بیت اللہ کو کہا جاتا ہے اور پورے حرم کو مکہ کہا جاتا ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک مکہ پورے شہر کا نام ہے اور بکہ مطاف اور بیت اللہ کو کہا جاتا ہے اور اس کو بکہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے لوگ یہاں ایک دوسرے کو رُلاتے ہیں اور ایک دوسرے کے سامنے نماز پڑھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں اور یہ بات صرف مکہ ہی میں ہو سکتی ہے۔

---

[63] تفسیر ثعلبی ۱ : ۲۷۸

حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ابونعیم اصبہانی، ٦ : ٨٩، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ، حَدَّثَنَا عَبْد الله بن جعفر حَدَّثَنَا إسماعيل بن عَبْد الله حَدَّثَنا أبو اليمان حَدَّثَنَا أبو بكر بن أبي مريم عن سعيد بن سويد عن العرباض بن سارية قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إني عَبْد الله في أم الكتاب وخاتم النبيين في أم الكتاب وأن آدم لمنجدل في طينته وسأنبئكم بتأويل ذلك أنا دعوة أبي إبراهيم وبشارة عيسى قومه ورؤيا أمي التي رأت أنه خرج منها نور أضاءت له قصور الشام وكذلك أمهات النبيين من مدين۔

[64] محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری، قریش کی شاخ بنوزہرہ بن کلاب سے تعلق تھا۔ ۵۱ھ = ٦۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ میں پلے بڑھے۔ حافظ وفقیہ تابعی ہیں۔ ۱۲۴ھ = ۷۴۲ء کو حجاز اور فلسطین کے بارڈر پر وفات پائی۔ [وفیات الاعیان ۴: ۱۷۷، غایۃ النہایۃ ۲: ۲٦۲، الاعلام ۷: ۹۷]

[65] حمزہ بن ربیعہ، ادریس بن سلیمان کاتب کے شیخ ہیں۔ جب کہ یحییٰ بن راشد کے شاگرد ہیں۔ [تاریخ بغداد ۴ : ۵۵]

عبدالرحمٰن بن الزبیر[66] سے نقل کیاہے کہ مکہ کانام بکہ اس وجہ سے پڑگیاکہ یہاں بڑوں بڑوں کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔اورمکہ نام اس وجہ سے رکھاگیاکہ یہاں پانی کم ہے،عرب کہتے ہیں مکت الفصیل ضرع امہ وامتکّ یعنی بچے نے ماں کے تھن کاپورادودھ پی لیااوراس کوخالی کردیا[67]۔

بچپن میں گمشدگی:

[۱]روایت:سیدناابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹیوں میں کھوگئے جب آپ چھوٹی عمرمیں تھےتوابوجہل اپنی بکریاں چراکرواپس آرہاتھا۔توآپ صلی اللہ علیہ وسلم کودیکھ لیااورآپ کواپنے داداعبدالمطلب کے حوالہ کردیا[68]۔

---

[66]عبدالرحمٰن بن زبیربن باطا۔صحابی رسول ہیں۔عُسیلہ والی حدیث انہی کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔[الاستیعاب،ص:۲۵۱]

[67]تفسیر ثعلبی۳: ۱۱۶

تفسیر الماوردی،النکت والعیون،ابوالحسن علی بن محمد(۴۵۰ھ)،۱: ۴۱۰،دارالکتب العلمیۃ،لبنان،س۔ن

وفي {بَكَّة} ثلاثة أقاويل: أحدها: أن بكة المسجد ، ومكة: الحرم كله ، وهذا قول ابن شهاب ، وضمرة بن ربيعة. والثاني: أن بكة هي مكة ، وهو قول أبي عبيدة. والثالث: أن بكة موضع البيت ، ومكة غيره في الموضع يريد القرية ، وروي ذلك عن مالك. وفي المأخوذ منه بكة قولان: أحدهما: أنه مأخوذ من الزحمة ، يقال تَبَاّك القوم بعضهم بعضاً إذا ازدحموا ، فبكة مُزْدَحَمُ الناس للطواف. والقول الثاني: أنها سميت بكة ، لأنها تَبُكُّ أعناق الجبابرة ، إذ ألحدواْ فيها بظلم لم يمهلواْ۔

[68]تفسیر ثعلبی۱۰: ۲۲۶

زادالمسیر فی علم التفسیر،عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی(۵۹۷ھ)،دارالکتاب العربی،بیروت،لبنان،۱۴۲۲ھ، أنه ضَلَّ وهو صبي صغير في شعاب مكة، فردَّه الله إلى جده عبد المطلب، رواه أبو الضحى عن ابن عباس۔

فصل سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیشن گوئی:

[ا] جب یہودیوں[69] کو کوئی مشکل پیش آتی یا دشمن ان کو شکست دیتے تو یہ دعا مانگتے کہ اے اللہ اس نبی کی وجہ سے ہماری مدد فرما جو آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے اور جن کی نعت وصفت ہم تورات میں پاتے ہیں[70]۔

---

[69] لغوی طور پر لفظ "الیہود" میں اختلاف ہے' بعض کے نزدیہ عربی مشتق ہے اور بعض کے نزد غیر عربی ہے۔ جن کے نزد مشتق ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ ہود سے نکلا ہے جس کے معنی ہے رجوع اور توبہ۔ جس طرح قرآن مجید میں ہے: انا ھدنا الیک [سورۃ الاعراف ۷: ۱۵۶]

جن لوگوں کے نزدیہ غیر عربی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ یہوذا (جو اولاد بنی اسرائیل میں سے تھا) کو منسوب ہے۔ یا سلیمان علیہ السلام کے بعد فلسطین پر یہوذا حکومت کی طرف منسوب ہے۔ اصطلاح میں یہود سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا گمان ہے کہ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

[دراسات فی الادیان الیہودیہ والنصرانیہ' سعود بن عبد العزیز' ۱: ۴۵ مکتبہ اضواء السلف' ریاض' ۲۰۰۴ء]

[70] تفسیر ثعلبی ۱: ۲۳۴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت رحمت ہے:

[۲] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے لیے رحمت اور ہدایت کا ذریعہ بنا کر بھیجا ہے [71]۔

فصل چہارم: وحی

[۱] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا [72] سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب دیکھتے وہ صبح کی پو پھٹنے کی طرح سامنے آجاتا تھا۔ کچھ مدت کے بعد آپ غلبہ پسند بنا دیئے گئے اور غار حراء میں خلوت گزیں ہونے لگے۔ وہاں آپ متعدد راتیں بغیر گھر آئے عبادت میں گزارتے تھے مگر کھانے کا سامان ساتھ لے جاتے تھے جب کھانا ختم ہو جاتا تو پھر سیدہ خدیجہ [73] رضی اللہ عنہ کے پاس

تفسیر البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، ابو محمد الحسین بن مسعود، ۱: ۱۴۲، داراحیاء التراث، العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ

[71] تفسیر ثعلبی ۷ : ۳۱۰

دلائل النبوۃ، ابو نعیم اصبہانی (۴۳۰ھ)، ۱ : ۳۹، دار النفائش، بیروت، ۱۹۸۶ء، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا قُتَيْبَةُ، ثنا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِلْمُتَّقِينَ»۔

[72] عائشہ رضی اللہ عنہا بنت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُم المومنین، ۹ قبل ہجری = ۶۱۳ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ عالمہ اور فاضلہ تھیں۔ علم وادب اور علوم دینیہ میں اپنی مثال آپ تھیں۔ دو ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی ہو گئی۔ اکابر صحابہ آپ سے فرائض [میراث] کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ ۵۸ھ = ۶۷۸ء کو مدینہ منورہ میں وفات پا گئیں۔ آپ سے [۲۲۱۰] احادیث کی روایت کی گئی ہیں۔ [اسد الغابۃ ۵ : ۴۹۴، ترجمہ: ۷۰۹۶۔۔۔ الاعلام ۳: ۲۴۰]

[73] خَدِیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلِد بن اسد بن عبد العزّٰی، قریش سے تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔ ۶۸ قبل ہجرت = ۵۵۶ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ شرف ومال داری رکھنے والے گھر میں پلیں، بڑھیں۔ رسول اللہ کی ساری اولاد سوائے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے اُن کے بطن سے ہوئی۔ سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ۳ قبل ہجری = ۶۲۰ء کو مکہ معظمہ میں وفات ہوئیں۔ [سیر اعلام النبلاء ۲: ۱۰۹، الاعلام ۲: ۳۰۲]

آکر حسب سابق کھانے کا سامان لے جاتے یہاں تک کہ حق آگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حراء میں ہی تھے کہ فرشتے نے آکر کہا" اقرأ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے یہ جواب سن کر مجھے پکڑ کر اتنی زور سے دبایا کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر چھوڑ کر کہا" اقرأ " میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس نے پھر پکڑ کر مجھے اتنی زور سے دبایا کہ میں بے طاقت ہو گیا۔ پھر چھوڑ کر کہا اقرأ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس نے تیسری بار مجھے دبایا اور کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق،خلق الانسان من علق اقراءوربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کے ساتھ لوٹ کر گھر آئے اور اس وقت آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھاؤ، مجھے کپڑا اوڑھاؤ، مجھے کپڑا اوڑھاؤ گھر والوں نے کپڑا اوڑھا دیا۔ یہاں تک کہ جب خوف دل سے جاتا رہا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو واقعہ بتایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے خدیجہ نے کہا ہر گز ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی رنج نہیں پہنچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاجزوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ ناداروں کو مال دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کی میزبانی کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی مصائب میں امداد کرتے ہیں اس کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل[74] بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کے پاس لے گئیں۔ ورقہ جاہلیت کے زمانے میں عیسائی ہو گئے تھے عربی کتاب لکھتے تو بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے سنو یہ کیا کہتے ہیں ورقہ نے کہا کہ بھتیجے تمہیں کیا نظر آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بتا دیا ورقہ نے کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جس کو اللہ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ کاش میں اس زمانے میں جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تم کو تمہاری قوم نکالے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مجھے نکال دیں گے ورقہ نے کہا کہ ہاں جو چیز تم لے کر آئے ہو جو شخص بھی ایسی چیز لے کر آیا اس کو ضرور ایذا دی گئی اگر مجھے تمہارا زمانہ ملا تو میں تمہاری بڑی مضبوط

---

[74] ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی، قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے کے سمجھ دار شخصیت تھے۔ اسلام سے قبل بت پرستی، اور مشرکین کے ذبائح سے دور رہے۔ نصرانیت اختیار کی اور مختلف ادیان کی کتابیں مطالعہ کیں۔ عربی کو عبرانی میں لکھتے تھے۔ نبوت کا ابتدائی زمانہ پایا تھا لیکن دعوت کا زمانہ نہیں پایا۔ سیدہ خدیجہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے چچازاد تھے۔ ۱۲ قبل ہجری مطابق ۶۱۱ء کو وفات پائی۔ [الروض الانف ۲ : ۳۴۷، الاعلام ۸ : ۱۱۵]
مستشرقین کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورقہ بن نوفل سے انجیل سیکھ کر قرآن بنالی تھی۔ حالانکہ ورقہ بن نوفل چند ہی دن زندہ تھے پھر وفات ہوئے اور ان کی اس مختصر سی ملاقات کے علاوہ دوسری کوئی ملاقات ثابت نہیں۔

مدد کروں گا پھر کچھ مدت کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا وحی رک گئی اور اس رکنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا قلق تھا کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی چوٹی پر سے اپنے آپ کو گرا دینا چاہا لیکن ہر وقت سیدنا جبرئیل علیہ السلام آجاتے اور فرما دیتے کہ اے محمد آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلق اور رنج و غم جاتا رہتا اور دل میں قدرے اطمینان پیدا ہو جاتا اور آرام سے گھر واپس آجاتے۔[75]

[۲]روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ جب میں اکیلے خلوت میں ہو تا ہوں مجھے ایک آواز سنائی دیتی ہے اور اللہ کی قسم مجھے ڈر ہے کہ یہ کوئی اہم معاملہ ہے۔ پس وہ جواب دیتی کہ اللہ کی پناہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کچھ کرنے والے نہیں ہے کیوں کہ خدا کی قسم آپ امانت ادا کرتے ہیں اور رشتہ کا خیال رکھتے ہیں اور بات سچی کہتے ہیں۔

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ[76] تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود نہیں تھے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ بات بتلائی اور کہا کہ اے عتیق! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس

---

[75] تفسیر ثعلبی، ۱۰ : ۲۴۳

تفسیر الطبری، ۲۴ : ۵۲۰، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ، يَقُولُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ أَوَّلُ مَا أَبْتَدِئُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ؛ كَانَتْ تَجِيءُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ، فَكَانَ بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيهِ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ، قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ، ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ فَيَتَزَوَّدَ لِمِثْلِهَا، حَتَّى فَجَأَهُ الْحَقُّ، فَأَتَاهُ؛ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: " فَجَثَوْتُ لِرُكْبَتَيَّ وَأَنَا قَائِمٌ، ثُمَّ رَجَعْتُ تَرْجُفُ بَوَادِرِي، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، حَتَّى ذَهَبَ عَنِّي الرَّوْعُ، ثُمَّ أَتَانِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَنَا جِبْرِيلُ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: فَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَطْرَحَ نَفْسِي مِنْ حَالِقٍ مِنْ جَبَلٍ، فَتَمَثَّلَ إِلَيَّ حِينَ هَمَمْتُ بِذَلِكَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَنَا جِبْرِيلُ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَقْرَأُ؟ قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ قَالَ: {اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ} [العلق: 1] فَقَرَأْتُ، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ، فَقُلْتُ: لَقَدْ أَشْفَقْتُ عَلَى نَفْسِي، فَأَخْبَرْتُهَا خَبَرِي، فَقَالَتْ: أَبْشِرْ، فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، وَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتُؤَدِّي الْأَمَانَةَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ؛ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِي إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدٍ، قَالَتِ: اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، فَسَأَلَنِي، فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، فَقَالَ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعٌ لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، قُلْتُ: أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّهُ لَمْ يَجِئْ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ، إِلَّا عُودِيَ، وَلَئِنْ أَدْرَكَنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ كَانَ أَوَّلُ مَا نَزَلَ عَلَيَّ مِنَ الْقُرْآنِ بَعْدَ اقْرَأْ۔

[76] ابو بکر صدیق[عبد اللہ] بن ابی قحافہ[عثمان]رضی اللہ عنہما بن عامر، تیمی، قرشی، بالغ مردوں میں سب سے اول اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ پہلے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کے والد، والدہ، بیوی اور اولاد سب صحابہ ہیں، یہ فضیلت آپ کے علاوہ کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہے۔ ۵۱ قبل ہجری=۵۷۳ء کو پیدا ہوئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی نہ بت پرستی کی اور نہ شراب کو منہ لگایا۔ ۱۱ھ کو

جاؤ۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ہاتھ سے پکڑا اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ ورقہ کے پاس چلے جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پس دونوں ورقہ کے پاس چلے گئے اور ان کو پوری بات بتائی۔ اور کہا کہ جب میں اکیلے میں ہوتا ہوں تو پیچھے سے ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ اے محمد! اے محمد! تو میں زمین پر بھاگتا ہوا چلتا ہوں۔ لیکن ورقہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب آپ کو یہ حالت پیش آجائے تو آپ اطمینان سے رہیں تاکہ آپ وہ آواز غور سے سن سکیں۔ پھر میرے پاس آیئے اور مجھے بتایئے۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوت گزیں ہوگئے۔ تو پھر وہی آواز آئی کہ اے محمد کہو (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔الحمدللہ رب العٰلمین) یہاں تک کہ ولاالضالین تک پہنچ گئے۔ پھر کہا کہ کہولاالٰہ الااللہ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ورقہ کے پاس آئے اور اسے سب کچھ بتادیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ نے کہا کہ آپ کو خوشخبری ہو آپ کو خوشخبری ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ شخصیت ہیں جس کی بشارت ابن مریم نے دی ہے اور آپ موسیٰ کے ناموس کی طرح ہو اور آپ بھیجے ہوئے نبی ہو۔ عنقریب آج کے دن کے بعد آپ کو جہاد کا حکم دیا جائے گا۔ اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو میں آپ کی بعثت میں جہاد کروں گا پس جب ورقہ کا انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ورقہ کو جنت میں دیکھا کہ ان پر ریشم کا لباس تھا اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان لایا تھا اور اس نے میری تصدیق کی تھی[77]۔

خلیفہ منتخب ہوئے۔ ۱۳ھ = ۶۳۴ء کو مدینہ منورہ میں وفات پاگئے' ان کی مدت خلافت ۲ سال ۳ ماہ اور ۱۵ دن ہے۔ آپ کی مرویات ۱۴۲ ہیں۔

[صفۃ الصفوۃ ۱-۲: ۱۰۳' ترجمہ: ۲۔۔۔منہاج السنۃ النبویۃ ۳: ۱۱۸۔۔۔الاعلام ۴: ۱۰۲]

[77] تفسیر ثعلبی، ۱۰: ۲۴۴،۲۴۵

دلائل النبوۃ' امام بیہقی (۴۵۸ھ)' ۲: ۱۵۷۔

نتیجہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے دور میں پیدا ہوئے جب آپ کی قوم عرب ہر لحاظ سے جہل میں گری ہوئی تھی۔ اس وقت بھی آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ معاشرے نے آپ پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ پہلی وحی کے نزول کے وقت آپ نہایت گھبر ائے ہوئے تھے کیوں کہ اس طرح کا عجیب واقعہ آپ کو کبھی پہلے پیش نہیں آیا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہانے آپ کو حوصلہ دیا اور آپ کی گھبراہٹ دور کرنے کے لیے آپ کے اچھے اخلاق کا تذکرہ کیا۔ پھر تحقیق کے لیے اُس وقت کے کتابی ورقہ بن نوفل نامی عالم جو اہل عرب سے تھا اُس کے پاس لے گئی تاکہ اصل بات کا پتہ چل سکے۔ اس نے اپنے مطالعہ کی بنیاد پر بتایا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی ہے اور یہ وحی لانے والا جبریل نامی فرشتہ ہے۔ آپ سے پہلے انبیاء پر جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر بھی یہ فرشتہ اُتر تا تھا۔

باب سوم: تحویل قبلہ سے غزوہ خیبر تک کے روایات کا جائزہ

فصل اول: تحویل قبلہ

فصل دوم: غزوۂ بدر

فصل سوم: غزوہ اُحد

فصل چہارم: یہود کے معاہدات اور سرایا

فصل پنجم: غزوہ بنو قریظہ

فصل ششم: غزوہ بنی نضیر

فصل ہفتم: غزوہ اَحزاب

فصل ہشتم: بیعت رِضوان

فصل نہم: خطوط، سرایا

فصل دہم: غزوۂ خیبر

تعارف:

باب سوم دس فصول پر مشتمل ہے۔ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غازیانہ زندگی سے بحث کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لوگوں کے خلاف غزوات لڑے ہیں۔ مشرکین اور یہود۔ اس باب میں غزوہ بدر، غزوہ اُحد اور غزوہ احزاب جو مشرکین مکہ کے خلاف لڑی گئی تھی ان سے بحث ہو گی۔ اسی طرح غزوہ بنو قریظہ، بنو نضیر، غزوہ خیبر جو یہود کے ساتھ لڑی گئی تھی۔ ان سے بھی بحث ہو گی۔

فصل اول: تحویل قبلہ

[ا]روایت:(سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ)[78]

''احمق لوگ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پر (پہلے سے چلے آتے) تھے (اب) اس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔ تم کہہ دو کہ مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے، سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔''

یہ آیت یہود، مکہ کے مشرکین عرب اور مدینہ کے منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے تحویل قبلہ کے بارے میں نازیبا باتیں کیں تھیں۔ مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شش و پنج میں مبتلا ہیں اور اپنی اور اپنے آباء کی جائے پیدائش کے لیے بے قرار ہوئے جا رہے ہیں اس لیے تو اس نے تمہارے قبلہ کی طرف منہ پھیرا۔ اور وہ جلد تمہارا دین قبول کرنے والا ہے[79]۔

[78] سورۃ البقرۃ ۲: ۱۴۲' اُردو ترجمہ از: فتح محمد جالندھری۔

[79] تفسیر ثعلبی ۲: ۸

یہ آیت یہود کے دو سرداروں مرحب[80] اور ربیع کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے سیدنا معاذ بن جبل[81] رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا قبلہ صرف حسد کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ ہمارا قبلہ تو انبیاء کا قبلہ تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی جانتے ہیں کہ لوگوں میں سے ہم عدل پر ہیں۔ تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حق اور عدل پر ہم ہیں[82]۔

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۴۲، نزلتْ في اليهودِ ومشركي مكَّةَ ومنافقي المدينةِ ؛ طَعَنُوا في تحويلِ القبلةِ ، وقال مشركُو مكة : قد تَرَدَّدَ على محمدٍ أمرهُ ، واشتاقَ إلى مولدهِ ومولدِ آبائه ؛ وقد توجَّه نحو قِبلتهم ؛ وهو راجعٌ إلى دينكم عاجلاً۔

تفسیر ابن جریر، تفسیر الطبری، محمد بن جریر الطبری، ۳ : ۱۴۰، روایت: ۲۱۶۳، مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۰ء، حدثنا بشر بن معاذ قال، حدثنا يزيد، عن سعيد، عن قتادة قوله:"سيقول السفهاءُ من الناس ما وَلاهم عن قبلتهم التي كانوا عَليها"؟ قال: صلَّت الأنصار نحو بيت المقدس حَولين قَبْل قُدوم النبي صلى الله عليه وسلم المدينةَ وصلى نبي الله صلى الله عليه وسلم بعدَ قدومه المدينة مهاجرًا، نحو بيت المقدس، ستة عشر شَهرًا، ثم وجَّهه اللهُ بعد ذلك إلى الكعبة البيتِ الحرام. فقال في ذلك قائلون من الناس:"ما ولاهمْ عَنْ قبلتهم التي كانوا عليها"؟ لقد اشتاق الرَّجُل إلى مَوْلده! فقال الله عز وجل:"قلْ لله المشرقُ والمغربُ يهدي مَنْ يَشاءُ إلى صراط مُستقيم"۔

[80] مرحب بن حارث بن سلام۔ یہودی تھا۔ غزوہ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کی بہن کا نام زینب بنت حارث بن سلام تھا۔ اس کے بھائی کا نام یاسر تھا۔[الروض الانف ۷ : ۱۱۱، ۹۹، ۹۷]

[81] معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بن عمرو بن اوس، انصاری، خزرجی، ابو عبد الرحمن، ۲۰ق ھ=۶۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ حلال و حرام کے بہت بڑے عالم اور عہد نبوی کے چھ حفاظ کرام میں سے تھے۔ غزوہ تبوک کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں معلم کی حیثیت سے یمن بھیجا تھا۔ مرویات کی تعداد ۱۵۷ ہے۔ ۱۸ھ=۶۷۹ء کو وفات پائی۔[صفۃ الصفوۃ ۱-۲ :۴۸۹، ترجمہ: ۵۱۔۔۔ الاعلام ۷: ۲۵۸]

[82] تفسیر ثعلبی ۲ : ۸

تفسیر مقاتل بن سلیمان، ابو الحسن مقاتل بن سلیمان ازدی (۱۵۰ھ)، ص: ۱۴۴، داراحیاء التراث، بیروت، ۱۴۲۳ھ، وذلك أن اليهود منهم مرحب، ورافع، وربيعة، قالوا لمعاذ: ما ترك محمد قبلتنا إِلَّا حسدا وإن قبلتنا قبلة الْأَنْبِيَاء، ولقد علم محمد أَنّا عدل بين الناس. فَقَالَ مُعَاذ: إنا عَلَى حق وعدل، فأنزل اللَّه – عَزَّ وَجَلّ – فِي قول مُعَاذ۔

معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، تفسیر البغوی، ابو محمد حسین بن مسعود (۵۱۰ھ)، ۱ : ۱۷۴، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ، نَزَلَتْ فِي رُؤَسَاءِ الْيَهُودِ، قَالُوا لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: مَا تَرَكَ مُحَمَّدٌ قِبْلَتَنَا إِلَّا حَسَدًا وَإِنَّ قِبْلَتَنَا قِبْلَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَلَقَدْ عَلِمَ مُحَمَّدٌ أَنَّا عَدْلٌ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّا عَلَى حَقٍّ وَعَدْلٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تعالى: وَكَذلِكَ جَعَلْناكُمْ أُمَّةً أَيْ: وَهَكَذَا۔

[۲]روایت: حیی بن اخطب[83] اوراس کے یہودی دوستوں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہمیں اپنی اُن نمازوں کا حال ذرا بیان کرو جو تم نے بیت المقدس کی طرف پڑھی تھیں۔ کیا وہ برحق تھیں یا رائیگاں چلی گئیں؟ اگر وہ صحیح تھیں تو تم اُس سے پھر گئے اور اگر وہ ناحق تھیں تو تم اس پر اللہ کے قریب ہوئے اور تم میں جو اس حال میں مر گیا ہے تو وہ گمراہی پر مرا ہے۔ تو مسلمانوں نے کہا: کہ یقیناً ہدایت وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ حکم دے اور گمراہی وہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ منع کرے۔ پھر انہوں نے کہا تم ان کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تم میں سے ہماری قبلہ پر فوت ہوئے ہیں؟ وہ جو تحویل قبلہ سے پہلے وفات ہوئے؟ بنی نجار[84] سے سیدنا اسعد بن زرارہؓ[85] اور بنی سلمہ[86] سے سیدنا براء بن معرورؓ[87] جو کہ سرداروں میں سے تھے اور دوسرے لوگ بھی جو وفات پا چکے تھے۔ تو اُن میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے اور آپ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام

---

[83] حیی بن اخطب بن سعنہ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن خزرج بن ابی حبیب بن نضیر بن نحام بن تخوم، بنی اسرائیل، ہارون بن عمران علیہ السلام کے اولاد میں ہیں۔[المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام ۱۸: ۳۳۸]
یہود میں سے یہ اور اس کا بھائی ابو یاسر بن اخطب عرب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے سخت بغض رکھتے تھے۔ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ [سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰۹] والی آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔[الروض الانف ۲: ۴۰۹]
غزوہ احزاب میں مسلمانوں کے خلاف میں مشرکین کی مدد کی تھی۔ جنگ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو کر گردن اُڑادی گئی۔[الروض الانف ۲: ۴۲۰، ۳: ۴۴۴]

[84] تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج، نجار کا انہیں اس لیے دیا گیا کہ انہوں ایک آدمی کا چہرہ کلہاڑی سے الگ کیا تھا۔[الروض الانف ا: ۸۸]

[85] اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار، انصاری، خزرجی، نجاری صحابی ہیں۔ عقبہ اولیٰ وثانیہ دونوں میں شریک ہوئے تھے۔ لیلۃ عقبہ میں سب سے پہلے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کی تھی۔ غزوہ بدر سے قبل پہلی ہجری میں وفات ہوئے تھے۔[الاستیعاب، ص:۲۶۔۔۔ الاعلام ا: ۳۰۰]

[86] بنی عامر کے دو ذیلی شاخوں کو بنو سلمہ کہا جاتا ہے۔ ایک بنو سلمہ خیر والے جب کہ دوسرا بنو سلمہ شر والے۔ یہ دونوں قصیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر کی اولاد ہے۔[الروض الانف ۴: ۴۷]

[87] براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، انصاری، سلمی، خزرجی، ابو بشر۔ عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کی تھی۔ انہوں نے پہلے کعبہ کی طرف نماز ادا کی تھی اور سب سے پہلے انہوں نے ہی مال کے ثلث کی وصیت کی تھی۔ ان کے مرنے کے زمانے میں اختلاف ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ ہجرت کرنے سے ایک ماہ پہلے صفر کے مہینے میں وفات پائی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو صحابہ کرام کے ہمراہ ان کی قبر پر تکبیرات پڑھ کر جنازہ ادا کیا۔ ہجرت سے ایک سال قبل وفات پائی۔[الاستیعاب، ص:۴۷، الاعلام ۲: ۴۷]

کی قبلہ کی طرف پھیر دیا ہے۔ ہمارے ان بھائیوں کا کیا ہو گا جو کہ بیت المقدس کو نماز پڑھتے ہوئے وفات پا چکے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَما كانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمانَكُمْ أي صلاتكم إلى بيت المقدس.[88]

یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری ان نمازوں کو برباد نہیں کرے گا جو تم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی تھیں۔

[۳]روایت: دینی اُمور میں سب سے پہلے قبلہ کے بارے میں نسخ واقع ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور ربیع الاول کی دو،راتیں گزر گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس کی صخرہ (گنبد) کی جانب نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ یہود کے قبلہ کی جانب نماز پڑھنے سے مقصد یہ تھا کہ ان کو آپ کی تصدیق کرنے میں آسانی پیدا ہو کیوں کہ تورات میں وہ آپ کے بارے میں اس طرح لکھا ہوا پاتے تھے۔ یہ عام مفسرین کا قول ہے[89]۔

[۴]روایت: عبد الرحمٰن بن زید[90] کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا(فَأَيْنَما تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہود اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے ایک گھر کی جانب منہ

---

[88] تفسیر ثعلبی ۲: ۹،۱۰

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲: ۱۴۳، وذلك أنَّ حُيَيَّ ابْنَ أخْطَبَ وَأصْحَابَهُ مِنَ الْيَهُودِ قَالُواْ لِلْمُسْلِمِيْنَ: أخْبِرُونَا عَنْ صَلاَتِكُمْ إلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ أكَانَتْ هُدًى أمْ ضَلاَلَةً ؟ فَإنْ كَانَتْ هُدًى فَقَدْ تَحَوَّلْتُمْ عَنْهَا! وَإنْ كَانَتْ ضَلاَلَةً فَقَدْ دَنَّيْتُمُ اللهَ بها. وَمَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلَيْهَا فَقَدْ مَاتَ عَلَى الضَّلاَلَةِ ؛ وَكَانَ قَدْ مَاتَ قَبْلَ التَّحْوِيْلِ إلَى الْكَعْبَةِ سَعْدُ بْنُ زُرَارَةَ مِنْ بَنِي النَّجَّار ؛ وَالْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ وَرِجَالٌ آخَرُونَ۔

[89] تفسیر ثعلبی ۲: ۱۱-۱۳

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲: ۱۴۴، وروي : أنَّ النَّبيَّ صلى الله عليه وسلم وَأصْحَابَهُ كَانُواْ يُصَلُّونَ بمَكَّةَ إلَى الْكَعْبَةِ ، فَلَمَّا هَاجَرُواْ إلَى الْمَدِيْنَةِ أمَرَهُ اللهُ أنْ يُصَلِّيَ إلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ ؛ لِيَكُونَ أقْرَبَ إلَى تَصْدِيْقِ الْيَهُودِ لَهُ إذَا صَلَّى إلَى قِبْلَتِهِمْ مَعَ مَا يَجِدُونَ مِنْ صِفَتِهِ فِي التَّوْرَاةِ. فَرُوِيَ أنَّهُ صلى الله عليه وسلم صَلَّى هُوَ وَأصْحَابُهُ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سَبْعَةَ عَشَرَ شهراً ؛ وَكَانَتِ الْكَعْبَةُ أحَبَّ الْقِبْلَتَيْنِ إلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم۔

تفسیر ابن جریر، ۳: ۱۳۸، روایت: ۲۱۵۸، حدثنا ابن حميد قال، حدثنا يحيى بن واضح أبو تُميلة قال، حدثنا الحسين بن واقد، عن عكرمة -وعن يزيد النحويّ، عن عكرمة- والحسن البصري قالا أوَّلُ ما نُسخ من القرآن القبلةُ. وذلك أنّ النبي صلى الله عليه وسلم كان يستقبل صَخرَة بيت المقدس، وهي قبلة اليهودِ، فاستقبلها النبيّ صلى الله عليه وسلم سبعةَ عشر شهرًا، ليؤمنوا به ويتبعوه، ويدعو بذلك الأميين من العرب. فقال الله عز وجل: (وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ) [سورة البقرة: 115]۔

[90] عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم العدوی، ان کے مولا تھے۔ محدث، مفسر، اپنے والد اور ابن المنکدر سے روایت نقل کرتے ہیں اور ان سے عبد الرزاق بن ہمام، قتیبہ، اصبغ بن الفرج، ہشام بن عمار اور عبد اللہ بن وہب وغیرہ۔ ذہبی کے مطابق حدیث میں لین

کرتے ہیں اگر ہم اس کی جانب رخ کیا تو کیا ہوا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف رخ کیا۔ سب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے بیت المقدس کی جانب ۱۷ مہینے نماز پڑھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے انصار نے بیت المقدس کی جانب دو سال نماز پڑھی تھی۔ دونوں قبلوں میں آپ کو محبوب قبلہ کعبہ تھا۔

اب اس سبب کے بارے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے بیت المقدس کے قبلہ کو نامناسب سمجھتے تھے اور کعبہ کو بہ طور قبلہ پسند کرتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس لیے کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا۔

مجاہد کا کہنا ہے کہ: یہود کی وجہ سے جو کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے مخالفت اور ہمارے قبلہ کا اتباع کرتا ہے[91]۔

مقاتل بن حیان[92] کے مطابق: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی جانب نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ یہود نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے حالانکہ وہ ہمارے ہی دین پر عمل کرتا ہے۔ کیا وہ ہمارے قبلہ کی جانب نماز نہیں پڑھتا اور ہمارے طریقوں کے مطابق عمل نہیں کرتا کیا؟ اگر یہ نبوت ہے تو پھر تو ہم اس سے آگے ہیں اور اس سے زیادہ حصہ دار ہیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی اور یہ بات آپ کو بہت بری لگی اس وجہ سے کعبہ کی طرف آپ کا شوق اور بھی بڑھ گیا۔

ہے۔ صاحب قرآن اور تفسیر تھے۔ ایک جلد میں تفسیر جمع کی تھی۔ ناسخ و منسوخ پر بھی ایک کتاب لکھی تھی۔ ۱۸۲ھ کو وفات پائی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات نقل کی ہے۔ تفاسیر میں الطبری اور ثعلبی نے تقریبا ۱۸۰ مقامات پر اس سند کے ساتھ: حدثنا ابن وہب قال، قال عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم سے ان کے روایات کی تخریج کی ہے۔

[سیر اعلام النبلاء، ۱۵ : ۳۶۲، طبقات المفسرین، محمد بن علی بن احمد داؤدی (۹۴۵ھ)، ۱ : ۲۷۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، س۔ن، معجم المفسرین، عادل نویہض، ۱ : ۲۶۵، مؤسسۃ نویہض الثقافیۃ للتاکیف والترجمۃ والنشر، بیروت – لبنان، 1409ھ – 1988ء]

[91] تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۴۴، وقال مجاهد : نَزَلَتِ الآيَةُ وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي مَسْجِدِ بَنِي سَلَمَةَ وَقَدْ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ ، فَتَحَوَّلَ فِي الصَّلاَةِ فَاسْتَقْبَلَ الْمِيْزَابَ فَسُمِّيَ ذلِكَ الْمَسْجِدُ مَسْجِدَ الْقِبْلَتَيْنِ۔

[92] مقاتل بن حیان بن دَوَال دُوَر، ابو بِسطام النَّبطی، البَلْخی، امام، عالم، محدث اور ثقہ تھے۔ پیشہ کے لحاظ سے موچی تھے۔ ۱۵۰ھ کے حدود میں وفات پائے۔ مقاتل بن سلیمان ضعیف مفسر آپ کے بعد کئی سال زندہ رہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۶ : ۳۴۱]

ابن زید کہتا ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف منہ کیا تو یہ بات یہود تک پہنچ گئی تو انہوں نے کہا کہ واللہ ہمیں معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابہ کا قبلہ کس طرف ہے ورنہ ہم ان کو دکھلا دیتے۔

یہ سب باتیں انہوں نے کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یقینا اللہ تعالیٰ مجھے یہود کے قبلہ سے پھیر دے کیوں کہ میں یہود اور ان کے توافق کو ناپسند کرتا ہوں۔ تو سیدنا جبرئیل نے کہا میں تو تمہاری طرح کا بندہ ہوں۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ تو اپنے رب سے سوال کر؟ تو جبرئیل آسمان کو چڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف اس اُمید پر دیکھتے کہ شاید جبریل قبلہ کے سلسلہ میں کوئی حکم لے آئے۔[93]

[۵] روایت: مجاہدؒ وغیرہ کہتے ہیں (قدنریٰ تقلب وجهک) یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بنی سلمہ کی مسجد میں نازل ہوئی۔ اس حال میں کہ جب آپ نے صحابہ کرام کو ظہر کی دو رکعتیں پڑھائی تھیں۔ تو نماز ہی میں آپ نے قبلہ کی طرف منہ پھیر کر میزاب کی طرف رُخ کیا۔ مردوں نے عورتوں اور عورتوں نے مردوں کی جگہ لے لی۔ تو اسی مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہیں[94]۔

---

[93] تفسیر ثعلبی ۲ : ۱۱، اسباب النزول، ابوالحسن علی بن احمد نیشاپوری واحدی، ص:۲۶، مؤسسۃ الحلبی وشرکاہ للنشر والتوزیع، س۔ن، وذلك أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لجبريل عليه السلام: وددت أن الله صرفني عن قبلة اليهود إلى غيرها، وكان يريد الكعبة، لانها قبلة إبراهيم، فقال له جبريل: إنما أنا عبد مثلك لا أملك شيئا، فسل ربك أن يحولك عنها إلى قبلة إبراهيم، ثم ارتفع جبريل وجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يديم النظر إلى السماء رجاء أن يأتيه جبريل بما سأله، فأنزل الله تعالى هذه الآية۔

التفسیر البسیط، ابوالحسین علی بن احمد واحدی، ۳ : ۳۸۵، جامعہ امام السعود الاسلامیہ، ۱۴۳۰ھ، قال المفسرون: كانت الكعبة أحبَّ القبلتين إلى رسول الله – صلى الله عليه وسلم –.قال ابن عباس: لأنها كانت قبلة أبيه إبراهيم.وقال مجاهدومقاتل وابن زيد: لأنه كره موافقة اليهود۔

[94] تفسیر ثعلبی ۲ : ۱۲۔

التفسیر البسیط ۳ : ۳۹۱، نزلت ورسول الله – صلى الله عليه وسلم – في مسجد بني سلمة، وقد صلّى بأصحابه ركعتين من صلاة الظهر، فتحول في الصلاة نحو الكعبة، وحول الرجالَ مكانَ النساء، والنساءَ مكانَ الرجال، فسمي ذلك مسجد القبلتين ۔

[٦]روایت:ابن عباس کہتے ہیں کہ بیت پورے کا پورا قبلہ ہے اور بیت کا قبلہ باب ہے اور مسجد والوں کے لیے بیت قبلہ ہے۔ اہل حرم کے لیے مسجد قبلہ ہے اوراہل زمین کے لیے حرم قبلہ ہے۔جب قبلہ تحویل ہو کر کعبہ کی جانب مقرر ہوا تو یہود نے کہا تمہیں اس قبلہ کا حکم نہیں دیا گیاہے بلکہ یہ تم خود سے گھڑ رہے ہو[95]۔

[٧]روایت: قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں(یہود کہتے تھے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کعبہ کی جانب نماز پڑھتے ہیں تو کبھی بیت المقدس کی جانب۔اگر تو ہمارے قبلہ پر جمار ہتاتو ہم مان لیتے کہ تو ہمارا وہی دوست ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ہم تجھے کعبہ سے طواف کرتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں جو کہ پتھروں سے بنی ہوئی جگہ ہے[96]۔

[٨]روایت: کلبی ربیع سے اوروہ ابن عباس سے نقل کرکے کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے۔تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل کی ہے:(الَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَهُمْ)۔تو عبد اللہ یہ کیسی معرفت ہے؟توعبداللہ بن سلام نے کہا:اے عمر!بے شک میں نے جب تم میں اُسے دیکھا تھا تو میں نے پہچان لیا تھا جس طرح جب میرا بیٹا بچوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور میں اسے پہچان لیتا ہوں۔اور میں اپنے بیٹے کے مقابلے میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب پہچانتا ہوں۔تو عمر نے کہا وہ کیسے؟تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اوراللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں اس کی نعت بیان کی ہے۔عورتوں کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتی ہیں۔تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن سلام!اللہ تعالیٰ تجھے توفیق دے بے شک تم نے سچ اور برحق بات کی[97]۔

---

[95]تفسیر ثعلبی ٢: ١٢۔

تفسیر الطبری،٣: ١٧٩،حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ، قَالَ: ثنا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ «الْبَيْتُ كُلُّهُ قِبْلَةٌ، وَهَذِهِ قِبْلَةُ الْبَيْتِ، يَعْنِي الَّتِي فِيهَا الْبَابُ»۔

[96]تفسیر ثعلبی ٢: ١٢۔

العجاب فی بیان الاسباب،ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی،١: ٤٠٠،دارابن الجوزی،س۔ن، إن اليهود منهم أبو ياسر بن أخطب وكعب بن الأشرف، وكعب بن أسيد، وسلام بن صوريا وكنانة بن أبي الحقيق، ووهب بن يهوذا وأبو رافع قالوا للمسلمين: لم تطوفون بالكعبة وهي حجارة مبنية؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إنهم ليعلمون أن الطواف بالبيت حق، وأنه هو القبلة، وذلك مكتوب عندهم في التوراة والإنجيل ولكنهم يكتمون ذلك" فقال ابن صوريا: ما كتمنا شيئًا مما في كتابنا، فأنزل الله {الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَه} يعني البيت الحرام وأنه القبلة۔

[97]تفسیر ثعلبی ٢: ١١-١٣

تفسیر القرآن العظیم،طبرانی،بہ ذیل سورۃ البقرۃ ٢: ١٤٦، روي عن ابن عباس أنه قال : لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ قَالَ عُمَرُ رضي الله عنه لِعَبْدِاللهِ بْنِ سَلاَمٍ : قَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ عليه السلام : { الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ } ، كَيْفَ يَا عَبْدَاللهِ هَذِهِ الْمَعْرِفَةُ ؟ قَالَ : يَا عُمَرُ لَقَدْ عَرَفْتُهُ فِيْكُمْ حِيْنَ رَأَيْتُهُ

فصل دوم: غزوہ بدر

جنگ بدر کے قیدیوں کا حال:

كَمَا أعْرِفُ ابْنِي إذَا رأَيْتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ يَلْعَبُ ، وَأنَا أشَدُّ مَعْرِفَةً بمُحَمَدٍ صلى الله عليه وسلم مِنِّي لابْنِي ، فَقَالَ عُمَرُ : وَكَيْفَ ذَلِكَ ؟ قَالَ : أشْهَدُ أنَّهُ رَسُولُ اللهِ حَقٌّ مِنَ اللهِ تَعَالَى وَقَدْ نَعَتَهُ اللهُ فِي كِتَابنَا. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : وَفَّقَكَ اللهُ يَا ابْنَ سَلاَمٍ ؛ فَقَدْ صَدَقْتَ وَأصَبْتَ۔

الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، عبد الرحمٰن سیوطی، ۱: ۳۵۷، دار الفکر بیروت، س۔ن، وَأخرج الثَّعْلَبِيّ من طَرِيق السّديّ الصَّغِير عَن الْكَلْبِيّ عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: لما قدم رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْمَدِينَة قَالَ عمر بن الْخطاب لعبد الله بن سَلام: قد أنزل الله على نبيه {الَّذين آتَيْنَاهُم الْكتاب يعرفونه كَمَا يعْرفُونَ أَبْنَاءَهُم} فَكيف يَا عبد الله هَذِه الْمعرفَة فَقَالَ عبد الله بن سَلام: ياعمر لقد عَرفته حِين رَأَيْته كَمَا أعرف ابْني إِذا رَأَيْته مَعَ الصّبيان وَأَنا أَشد معرفَة بِمُحَمد مني بإبني فَقَالَ عمر: كَيفَ ذَلِك قَالَ: إِنَّه رَسُول الله حق من الله وَقد نَعته الله فِي كتَابنَا وَلَا أَدْرِي مَا تصنع النِّسَاء فَقَالَ لَهُ عمر: وفقك الله يَا ابْن سَلام۔

[ا]روایت: عبد اللہ ابن مسعود[98] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے دن قیدیوں کو لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے کنبے اور قبیلے کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر آپ کو کامیابی اور نصرت عنایت کر دی ہے۔ ان کو معاف کیجئے۔ شاید اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے۔ آپ ان سے فدیہ وصول کریں۔ وہ کافروں کے مقابلہ کے لیے ہمارے لیے باعث قوت ہوں گے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کو وطن سے نکال باہر کیا۔ آپ ان کی گردنیں اُڑائیے۔ عقیل کو علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کریں وہ اس کی گردن اُڑا دے گا اور مجھے فلاں رشتہ دار حوالہ کریں۔ میں اس کی گردن اُڑادوں گا۔ کیوں کہ یہ تو اہل کفر کے لیڈر ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن رواحہ[99] رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں بہت سی لکڑیوں والی ایک وادی دیکھتا ہوں وہاں ان کو داخل کر کے آگ میں جلائیے۔

تو عباس رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) کہا تم نے قرابت کا رشتہ کاٹ دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوئے اور ان صحابہ کرام کو کوئی جواب نہیں دیا اور گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں نے کہا کہ شاید وہ ابو بکر کی رائے پر عمل کریں گے یا عمر کی رائے پر یا ابن رواحہ کی رائے پر عمل کریں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کچھ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ اتنے نرم کر دیتا ہے کہ وہ دودھ سے بھی نرم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگوں کے دل اتنے سخت کر دیتا ہے کہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ اے ابو بکر! تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے جنھوں نے کہا تھا: فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي، وَمَنْ عَصانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ،[100] اور اے ابو بکر تمہاری مثال تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جس نے کہا: إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبادُكَ، وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ

---

[98] عبد اللہ ابن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی، ابو عبد الرحمن، اکابر صحابہ میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور ہر وقت دربار نبوی میں حاضر رہتے تھے۔ سابقون اولون میں سے تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے حرم مکہ میں جہراً قرآن سنایا۔ رسول اللہ ﷺ کے وفات پا جانے کے بعد کوفہ تشریف لے گئے۔ جہاں سے سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت میں واپس آ گئے۔ مدینہ منورہ میں ۳۲ھ = ۶۵۳ء کو وفات پائی۔ [غایۃ النہایہ فی طبقات القراء، ابن الجزری، ۳: ۲۶۶، مکتبہ الخانجی، مصر، ۱۹۳۲ء۔۔۔ الاعلام ۴: ۲۷۷]

[99] عبد اللہ بن رَواحَہ بن ثعلبہ اَنصاری رضی اللہ عنہ، ابو محمد، بنو خزرج سے تعلق تھا۔ امیر اور شاعر تھے۔ زمانہ جاہلیت میں کاتب تھے۔ بیعت عقبہ میں ۷۰ ساتھیوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ بدر و اُحد اور خندق وحدیبیہ میں شریک رہے ہیں۔ ۸ھ = ۶۲۹ء کو غزوہ موتہ میں شہادت پائی۔ [اسد الغابۃ ۳: ۵۵، ترجمہ: ۲۹۴۴، الاعلام ۴: ۶۸]

[100] سورۃ ابراہیم ۱۴: ۲۶

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [101]۔اے عمر تمہاری مثال توسیدنا نوح علیہ السلام کی سی ہے جس نے کہا: رَبِّ لا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكافِرِينَ دَيَّاراً [102]۔اور تمہاری مثال تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جس نے کہا: رَبَّنَا اطْمِسْ عَلى أَمْوالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلى قُلُوبِهِمْ [103]۔[104]

شیطان کا بدر کے موقع پر کفار کے پاس آنا:

[ا]روایت:جب قریش نے لشکر تیار کیا تو انہیں بنی بکر بن عبد مناف بن کنانہ اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی وہ یاد آئی۔تو اس بات نے انہیں روکا۔تو ابلیس اپنے شیاطین کا لاؤ لشکر لے کر سراقہ بن مالک بن جعشم [105]،کنانہ کے شاعر اور معزز کا روپ دھار کر کنانہ کا جھنڈا لیے نمودار ہو کر آیا[106]۔

---

[101] سورۃ المائدۃ ۵ : ۱۱۸

[102] سورۃ نوح ۷۱ : ۲۶

[103] سورۃ یونس ۱۰ : ۸۸

[104] تفسیر ثعلبی ۴ :۷۱ ۳۔

تفسیر القرآن العظیم ،طبرانی، بہ ذیل سورۃ الانفال ۸ : ۶۷، وعن ابن مسعودٍ رضي الله عنه قالَ : " لَمَّا جِيءَ بالأُسَارَى يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ صلى الله عليه وسلم : " مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلاَءِ ؟ " فَقَالَ أبُو بَكْرٍ : قَوْمُكَ وَأَهْلُكَ اسْتَبْقْهُمْ لَعَلَّ اللهَ يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ، وَخُذْ مِنْهُمْ فِدْيَةً تَكُونُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ. وَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللهِ كَذبُوكَ وَأخْرَجُوكَ ، قَدِّمْهُمْ وَاضْرِبْ أعْنَاقَهُمْ ، وَمَكِّنْ عَلِيّاً مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبْ عُنُقَهُ ، وَمَكِّنِّي مِنْ فُلاَنٍ – بسَبَبٍ لَهُ – فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ ، فإنَّ هَؤُلاَءِ أئِمَةُ الْكُفْرِ. فَسَكَتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ، فَقَالَ أُنَاسٌ : نَأْخُذُ بقَوْلِ أبِي بَكْرٍ ، وَقَالُ نَاسٌ : نَأْخُذُ بقَوْلِ عُمَرَ ، فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " إنَّ اللهَ لَيُلَيِّنُ قُلُوبَ رجَالٍ حَتَّى تَكُونَ ألْيَنَ مِنَ اللَّبَنِ ، وَإنَّ اللهَ لَيَشُدُّ قُلُوبَ رجَالٍ حتَّى تَكُونَ أشَدَّ مِنَ الْحِجَارَةِ ، وَإنَّ مَثَلَكَ يَا أبَا بَكْرٍ مَثَلُ عِيسَى قَالَ : { إن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ } [المائدة : 118] ، وَمَثَلَكَ يَا عُمَرُ مَثَلُ مُوسَى قَالَ : { رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُواْ حَتَّى يَرَوُاْ الْعَذَابَ الأَلِيمَ } [يونس : 88] ، ثُمَّ قالَ صلى الله عليه وسلم لِلأُسَارَى : " أنْتُمُ الْيَوْمَ عَالَةً فَلاَ يَنْقَلِبَنَّ أحَدٌ إلاَّ بفِدَاءٍ أوْ ضَرْب عُنُقٍ " ثُمَّ قَالَ صلى الله عليه وسلم { مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الأَرْضِ } [الأنفال : 67] "۔

[105] سراقہ بن مالک بن جعشم، مدلجی، کنانی، ابو سفیان، جلیل القدر صحابی ہیں۔شاعر بھی تھے۔جاہلیت میں قیافہ شناس تھے۔رسول اللہ ﷺ جب غار ثور میں پناہ لینے جا رہے تھے تو سراقہ نے تعاقب کیا تھا۔غزوہ طائف کے بعد ۷ھ میں ایمان لائے۔"۱۹" احادیث کے راوی ہیں۔[الاصابہ فی تمیز الصحابہ ،ترجمہ:۳۱۰۹۔۔۔الاعلام ۳: ۸۰]

[106] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۶۵

تفسیر مقاتل بن سلیمان، ۲ : ۱۱۹، وذلك أنه بلغهم أن العير قد نجت فأرادوا الرجوع إلى مكة فأتاهم إبليس في صورة سراقة بن مالك بن جشعم الكناني من بني مدلج بن الحارث. فقال: لا ترجعوا حتى تستأصلوهم فإنكم كثير وعدوكم قليل

[۲]روایت: اہل تفسیر و مغازی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر پہنچے تو فرمایا کہ یہ مشرکین کی قتل گاہیں ہیں ان شاءاللہ۔ جب مشرکین وہاں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش تکبر اور فخر کے ساتھ آکر تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔اے اللہ !میں تجھ سے وہ مانگتاہوں جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ تو جبریل آیا اور کہا کہ ایک مٹھی بھر مٹی کر ان کی طرف پھینک دے۔

تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے ایک مٹھی بھر کر میدان سے کنکریاں دو۔ تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مٹھی بھر کنکریاں دیں جو مٹی میں آلودہ تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مشرکین کے سامنے پھینک دیا اور فرمایا کہ چہرے (چہروں والے لوگ) نامراد ہوں۔ تو کوئی بھی مشرک ایسا نہ تھا کہ جس کے منہ میں یا آنکھ میں یا گلے میں اس مٹی سے کچھ داخل نہ ہوا ہو۔ پھر مؤمنوں نے اُن پر حملہ کرکے انہیں قتل اور قیدی بنایا۔ یہی ہاتھ بھر کی مٹی کا پھینکنا شکست کا سبب بنا۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں: بدر کے دن ہم نے آسمان سے نکلنے والی ایک آواز سنی گویا وہ کنکریوں کی تھی جو کہ طشت میں گر رہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی مٹھی بھر پھینکی اور ہم شکست کھاگئے۔

قتادۃ اور ابن زید کہتے ہیں کہ اسے یہ کہا گیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن تین مٹھیاں کنکریوں سے بھر کر پھینکی تھیں۔ ایک مٹھی دائیں جانب اور دوسری بائیں جانب اور ایک مٹھی ان کے درمیان پھینکی تھی اور ساتھ میں یہ فرمایا کہ چہرے نامراد ہو۔ تو وہ شکست خوردہ ہوئے[107]۔

فتأمن عيركم ويسير ضعيفكم وَإِنِّي جارٌ لَكُمْ على بني كنانة أنكم لا تمرون بحي منهم إلا أمدكم بالخيل، والسلاح، والرجال، فأطاعوه ومضوا إلى بدر لما أراد الله من هلاكهم فلما التقوا نزلت ملائكة ببدر مدد للمؤمنين عليهم جبريل– عليه السلام– ولما رأى إبليس ذلك نكص على عقبيه يقول استأخر وراءه، فذلك قوله فَلَمَّا تَراءَتِ الْفِئَتانِ فئة المشركين نَكَصَ عَلى عَقِبَيْهِ يقول استأخر وراءه وعلم أنه لا طاقة له بالملائكة فأخذ الحارث بن هشام بيده، فقال: يا سراقة على هذا الحال تخذلنا؟ وَقالَ إبليس: إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَرى ما لا تَرَوْنَ فقال الحارث: والله ما نرى إلا خفافيش يثرب. فقال إبليس: إِنِّي أَخافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقابِ– 48– وكذب عدو الله ما كان به الخوف ولكن خذلهم عند الشدة فقال الحارث لإبليس، وهو في صورة سراقة: فهلا كان هذا أمس. فدفع إبليس في صدر الحارث فوقع الحارث وذهب إبليس هاربا فلما انهزم المشركون قالوا: انهزم بالناس سراقة وهو بعض الصف. فلما بلغ سراقة سار إلى مكة، فقال: بلغني أنكم تزعمون بأنى انهزمت بالناس فو الذي يحلف به ما شعرت بمسيركم حتى بلغني هزيمتكم. قالوا له:ما أتيتنا يوم كذا وكذا ويوم كذا وكذا. فحلف بالله لهم أنه لم يفعل فلما أسلموا علموا أنما ذلك الشيطان۔

[107] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۳۷

تفسیر الطبری ۱۳ : ۴۴۴، روایت: ۱۵۸۲۳، حدثني الحارث قال، حدثنا عبد العزيز قال، حدثنا أبو معشر، عن محمد بن قيس، ومحمد بن كعب القرظي قالا لما دنا القوم بعضهم من بعض، أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم قبضة من تراب فرمى بها في وجوه القوم، وقال: "شاهت الوجوه! "، فدخلت في أعينهم كلهم، وأقبل أصحاب رسول الله صلى

بدر کے موقع پر معجزات:

[ا]روایت: (وَما رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللَّهَ)[108] یہ آیت ابی بن خلف کے قتل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔بات یہ تھی کہ وہ ایک بوسیدہ ہڈی کو اُٹھا کر ہاتھ میں مَل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہتا تھا اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)!کیااللہ تعالیٰ اس ریزہ ریزہ ہڈی کو بھی پیدا کرے گا؟تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:ہاں اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا پھر تجھے موت دے گا پھر تجھے آگ میں داخل کرے گا۔پھر جب بدر کا دن آیا وہ قیدی بن کر آیا پھر فدیہ ادا کر رہا ہوا۔فدیہ دینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ میرا ایک گھوڑا جسے میں روز گھاس کھلاتا ہوں تاکہ میں اس پر بیٹھ کر تجھے قتل کروں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں تجھے قتل کروں گا۔پھر جب اُحد کا دن آیا۔وہی اُبی بن خلف اپنے اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔کچھ مسلمان اسے قتل کرنے کے لیے آگے بڑھے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پیچھے ہٹنے کو کہا۔سو وہ ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں چھوٹا نیزہ لے کر اُٹھے۔ابی بن خلف کا نشانہ لگا کر چھوٹا نیزہ پھینکا۔جو اس کے پسلی میں جا کر لگا اور اس سے ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ابی بن خلف بھاگ کر اپنے ساتھیوں کے پاس بوجھل ہو کر گیا۔ساتھی اُسے اُٹھا کر کہنے لگے۔زخم زیادہ نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔تو اُبی بن خلف نے کہا واللہ!اگر لوگ نہ ہوتے تو وہ مجھے قتل کر دیتا۔کیا اُس نے مجھے نہیں کہا کہ ان شاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔اُس کے ساتھ اُسے لے گئے اور اس کی تیمارداری کرتے رہے یہاں تک کہ وہ راستے میں مر گیا اور وہیں پر اُسے دفن کیا گیا[109]۔

غزوہ بدر کے موقع پر کفار اور ابو جہل کی دعائیں:

الله عليه وسلم يقتلونهم ويأسرونهم، وكانت هزيمتهم في رمية رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأنزل الله: (وما رميت إذ رميت ولكن الله رمى) ، الآية، إلى: (إن الله سميع عليم)۔

[108] سورۃ الانفال ۸ : ۱۷

[109] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۳۸

تفسیر ابن ابی حاتم ۵ : ۱۶۷۳ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَنْبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَنْبَأَ يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: " لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَخَذَ أُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ يَرْكُضُ فَرَسَهُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَرَضَ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لِأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ لِيَقْتُلُوهُ فَقَالَ لَهُمْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْتَأْخِرُوا» ، فَاسْتَأْخَرُوا، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبَتَهُ فِي يَدِهِ فَرَمَى أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ وَكَسَرَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ، فَرَجَعَ أُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ إِلَى أَصْحَابِهِ ثَقِيلًا فَاحْتَمَلُوهُ حَتَّى وَلَّوْا قَافِلِينَ فَطَفِقُوا يَقُولُونَ: لَا بَأْسَ، فَقَالَ أُبَيُّ حِينَ قَالُوا ذَلِكَ لَهُ: وَاللَّهِ لَوْ كَانَتْ بِالنَّاسِ لَقَتَلَتْهُمْ، أَلَمْ يَقُلْ: إِنِّي أَقْتُلُكَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى؟ فَانْطَلَقَ بِهِ أَصْحَابُهُ يَتَغَشَّوْنَهُ حَتَّى مَاتَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، فَدَفَنُوهُ. قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: وَفِي ذَلِكَ أَنْزَلَ عَزَّ وَجَلَّ {وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ} [الأنفال: 17] " الْآيَةَ۔

[ا]روایت: سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ [110] کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ہمارے لیے مدد کی دعا مانگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہوا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ ایک آدمی کو پکڑ کر زمین میں گڑھا کھود کر اُس میں ڈال دیتے پھر آری لے کر اسے دو ٹکڑے کیا جاتا اور لوہے کے کنگھیوں سے اسے کنگھی کیا جاتا۔ جس سے اُس کے ہڈیوں کے بیچ سے گوشت کو کھینچا جاتا۔ لیکن یہ سختیاں پھر بھی اُسے دین سے نہ ہٹا سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس دین کی وجہ سے امن کو چارسُو پھیلائے گا۔ یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک اس حال میں جائے گا کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا۔ اور بھیڑ بکریاں' بھیڑیئے سے مامون ہو ۔لیکن تم جلدی مچاتے ہو [111]۔

جنگ بدر کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہ کو اُبھارنے کے لیے بیان:

[ا]روایت: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا: کہ جو کوئی ایسی ایسی جگہ آیا تو اس کے لیے ایسی فضیلت ہے' جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے ایسا اجر ہے اور جس نے کسی کو قیدی بنالیا تو اس کے لیے اتنا ثواب ہے۔ جب دونوں افواج کا آمنا سامنا ہوا تو جوان تیزی سے بڑھے اور بزرگ اور لوگوں میں معتبر لوگ جھنڈوں کے ساتھ کھڑے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دلادی۔ تو سب

---

[110] خباب بن اَرَتّ بن جندلۃ بن سعد تمیمی ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ 'جلیل القدر صحابی ہیں۔ سابقون اولون میں سے ہیں۔ چھٹے نمبر پر اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں آپ نے سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ جاہلیت میں تلواریں بنایا کرتے تھے۔ اسلام کی راہ میں بڑی مشقتیں اُٹھائیں۔ سارے غزوات میں شرکت کی۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی تھی جہاں ۳۷ھ =۶۵۷ء کو ۷۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ [اسد الغابۃ ۲: ۳۶' ت: ۱۴۰۷' الاعلام ۲: ۳۰۱]

[111] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۴۰

المعجم الکبیر' سلیمان بن احمد طبرانی' ۴ : ۶۳' حدیث: ۳۶۴۰' مکتبہ ابن تیمیہ' قاہرہ' ۱۹۹۴ء' حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بن غَنَّامٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بن أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن إِدْرِيسَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسٍ ، عَنْ خَبَّابٍ ، قَالَ : أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بِرِدَاءٍ لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ ، فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَلا تَدْعُو اللَّهَ أَلا تَسْتَنْصِرُ ؟ فَجَلَسَ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ غَضْبَانًا ، ثُمَّ قَالَ : " لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ أَحَدَهُمْ لَتُحْفَرُ لَهُ الْحُفْرَةُ ، ثُمَّ يُوضَعُ فِيهَا ثُمَّ يُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى رَأْسِهِ ، ثُمَّ يُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عَظْمِهِ ، فَمَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ ، وَلَكِنَّكُمْ تَعْجَلُونَ ، وَاللَّهِ لَيُتَمَّنَّ هَذَا الأَمْرُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لا يَخَافُ إِلا اللَّهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ"۔

آکررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرنے لگے۔توبزرگوں نے کہاکہ ہم تمہاری پشت پر تھے اگر تم شکست کھالیتے توکیاہوتاسوتمہیں ہم پرکوئی ترجیح حاصل نہیں سوہمیں غنیمت سے محروم نہ کرو[112]۔

بدرمیں کفارکاصحابہ کرام رضی اللہ عنہ کوکم نظرآنا:

[۱]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دشمن کوکم تعدادمیں دیکھاتھااب تک دشمن سے سامنانہیں ہواتھاتوصحابہ کرام سے یہ خواب عرض کیا۔توانہوں نے کہاکہ نبی کاخواب سچا ہوتاہے اورلوگ کم ہوں گے۔پھرجب وہ بدرمیں آمنے سامنے ہوئے تواللہ تعالیٰ نے مشرکین کومؤمنوں کی آنکھوں میں کم دکھایااورنبی صلی اللہ علیہ وسلم کوسچ کردکھایا[113]۔

[۲]روایت:عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ یقیناًوہ ہماری آنکھوں میں بدرکے دن کم دکھائی دیئے۔یہاں تک کہ میں نے پاس والے آدمی سے کہاکہ مجھے توستر آدمی دکھائی دے رہے ہیں اوراُس نے کہاکہ مجھے توسو دکھائی دے رہے

---

[112] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۲۴

تفسیر الطبری ۱۳: ۳۶۷،روایت:۱۵۶۵۰،حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ دَاودَ بْنَ أَبِي هِنْدٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَتَى مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا، أَوْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا» . فَتَسَارَعَ إِلَيْهِ الشُّبَّانُ، وَبَقِيَ الشُّيُوخُ عِنْدَ الرَّايَاتِ. فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ، جَاءُوا يَطْلُبُونَ مَا جَعَلَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمُ الْأَشْيَاخُ: لَا تَذْهَبُوا بِهِ دُونَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْآيَةَ: {فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ} [الأنفال: 1] "۔

صحیح ابن حبان،محمد بن حبان بستی(۳۵۴ھ)،۱۱: ۴۹۰،حدیث:۵۰۹۳،مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،۱۹۸۸ء، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ بن عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَتَى مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، أَوْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا" فَتَسَارَعَ إِلَيْهِ الشُّبَّانُ، وَبَقِيَ الشُّيُوخُ تَحْتَ الرَّايَاتِ، فَلَمَّا فتح الله عليهم، جاؤوا يَطْلُبُونَ مَا قَدْ جَعَلَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمُ الْأَشْيَاخُ: لَا تَذْهَبُونَ بِهِ دُونَنَا، فَإِنَّا كُنَّا رِدْءًا لَكُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ} [الأنفال: 1]۔

[113] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۶۲

تفسیر مقاتل بن سلیمان،۲: ۱۱۷، وذلك أن النبي– صلى الله عليه وسلم– رأى في المنام أن العدو قليل قبل أن يلتقوا فأخبر النبي– صلى الله عليه وسلم– أصحابه بما رأى، فقالوا:رؤيا النبي– صلى الله عليه وسلم– حق والقوم قليل فلما التقوا ببدر قلل الله المشركين في أعين الناس، لتصديق رؤيا النبي– صلى الله عليه وسلم۔

ہیں۔ پھر جب ہم نے اُن سے چند آدمی قیدی بنا لیے تو پوچھا کہ تم کتنی تعداد میں تھے۔ اُس نے کہا ہم تو ایک ہزار کی تعداد میں تھے[114]۔

بدر کے مال غنیمت پر تقسیم سے متعلق روایت:

[ا]روایت: ابو یسر بن عمرو انصاری[115] بنی سلمہ کا بھائی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے تو یہ وعدہ کیا تھا کہ جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے ایسا ہو گا اور جس نے کسی کو قید کیا تو اس کے لیے اتنا ہو گا۔ ہم نے تو ستّر کو مارا اور ستّر کو قیدی بنا لیا۔ تو سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور کہا کہ واللہ ہم وہ منع نہیں کر رہے جو یہ لوگ آخرت سے بلا رغبت مانگ رہے ہیں اور دشمن کے سامنے بزدلی نہیں دکھائی لیکن ہم یہ برا سمجھتے ہیں کہ تمہارے صفوف خالی ہوں اور مشرکین کے گھوڑے تم پر چڑھ دوڑیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے منہ موڑا۔ پھر ابوالیسر یہی بات کہتا ہوا واپس آیا اور سعید بھی اسی طرح کہتا ہوا کھڑا ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک لوگ بہت زیادہ ہیں اور غنیمت کم ہے۔ اگر آپ ان لوگوں کو وہ دیں جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا تو آپ کے ساتھیوں کے لیے زیادہ کچھ نہیں رہے گا' پھر یسئلونک عن الانفال آیت نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے درمیان برابر بانٹ دیا[116]۔

---

[114]تفسیر ثعلبی ۴: ۳۶۲

تفسیر ابن ابی حاتم '۵: ۱۷۱۰' حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، ثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: " لَقَدْ قُلِّلُوا فِي أَعْيُنِنَا يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قُلْتُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِي: تُرَاهُمْ سَبْعِينَ؟ قَالَ: لَا، بَلْ هُمْ مِائَةٌ، حَتَّى أَخَذْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ فَسَأَلْنَاهُ، قَالَ: كُنَّا أَلْفًا "۔

[115] ابویَسر کعب بن عمرو انصاری، سُلمی، مدنی، بدری، عَقَبی، صحابی ہیں۔ انہوں نے بدر میں سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو قید کیا تھا اور بدر کے دن مشرکوں کا جھنڈا بھی مشرکوں سے چھین لیا تھا۔ مدینہ منورہ میں ۵۵ھ کو وفات پائی۔[سیر اعلام النبلاء ۲ : ۵۳۷]

[116]تفسیر ثعلبی ۴: ۳۲۶،۳۲۴

تفسیر عبد الرزاق '۲ : ۱۱۰' روایت: ۹۸۸' عَنِ الثَّوْرِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَهُ كَذَا وَكَذَا ، وَمَنْ أَسَرَ أَسِيرًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا ، وَكَانُوا قَتَلُوا سَبْعِينَ ، وَأَسَرُوا سَبْعِينَ فَجَاءَ أَبُو الْيُسْرِ بْنُ عَمْرٍو بِأَسِيرَيْنِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّكَ وَعَدْتَنَا مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَهُ كَذَا ، وَمَنْ أَسَرَ أَسِيرًا فَلَهُ كَذَا ، وَقَدْ جِئْتُ بِأَسِيرَيْنِ ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَمْ تَمْنَعْنَا زَهَادَةٌ فِي الآخِرَةِ ، وَلاَ جُبْنٌ عَنِ الْعَدُوِّ ، وَلَكِنَّا قُمْنَا هَذَا الْمَقَامَ خَشْيَةَ أَنْ يَقْتَطِعَكَ الْمُشْرِكُونَ ، وَإِنَّكَ إِنْ تُعْطِ هَؤُلاَءِ لاَ يَبْقَى لِأَصْحَابِكَ شَيْءٌ ، قَالَ : فَجَعَلَ هَؤُلاَءِ يَقُولُونَ ، وَهَؤُلاَءِ يَقُولُونَ ، فَنَزَلَتْ {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَنْفَالِ قُلِ الأَنْفَالُ

[۲]روایت: ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبادۃ بن صامت سے غنیمت کے بارے میں پوچھاتو اس نے کہا کہ ہم اصحاب بدر کے بارے میں یہ اُس وقت نازل ہوئی جب ہم مال غنیمت میں باہم مختلف ہوئے تھے۔اس کے بارے میں ہمارے اخلاق خراب ہو گئے تھے تو یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ سے چھین لیا اوراس کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیاتو آپ نے اُسے مسلمانوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا۔اسی میں اللہ تعالیٰ کی تقویٰ اوراس کے رسول کی اطاعت اور مابین کی صلاح ہے [117]۔

[۳]روایت: سعدبن ابی وقاص [118] کہتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔کہ جب بدر کادن تھااور میرا بھائی عمیر مارا گیااور میں نے سعیدبن العاص بن امیہ کو قتل کر کے اس کی ذاالکثیفہ نامی تلوار چھین لی۔وہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیاجو مجھے بہت پسند تھی۔میں نے کہااے اللہ کے رسول!اللہ تعالیٰ نے میرادل مشرکین سے بری کر دیا۔یہ تلوار مجھے دیجئے۔توفرمایا کہ نہ یہ میری ہے اورنہ تیری۔اُسے قبض شدہ مال میں پھینک آؤ۔میں اُسے وہاں پھینک کر آیااور حالانکہ میرے بارے میں اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا کہ میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔تومیں نے کہا کہ شاید یہ ایسے شخص کو دی جائے گی جو میری طرح آزمایانہیں گیاہو۔توزیادہ وقت نہ گزراتھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اوراللہ تعالیٰ نے یہ: يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفالِ 'نازل فرمائی تھی۔ تومجھے ڈرلگا کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں کچھ نازل نہ کیاہو۔لیکن جب میں رسول اللہ صلی اللہ

لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ} ، قَالَ : فَسَلِّمُوا الْغَنِيمَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ ، قَالَ : ثم نَزَلَتْ {وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ} الْآيَةَ۔

[117] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۲۵

السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر 'شمس الدین محمد بن احمد خطیب شربینی(۹۷۷ھ)'۱: ۵۵۲'بولاق الامیریۃ'قاہرہ'۱۲۸۵ھ' وعن عبادة بن الصامت: نزلت فينا معاشر أصحاب بدر حين اختلفنا في النفل وساءت فيه أخلاقنا، فنزعه الله من أيدينا، فجعله لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمه بين المسلمين على السواء، وكان في ذلك تقوى الله وطاعة رسول الله صلى الله عليه وسلم وإصلاح ذات البين، وعن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه إنه قال: لما كان يوم بدر وقتل أخي عمير، وقتلت به سعيد بن العاص وأخذت سيفه، وأتيت به رسول الله صلى الله عليه وسلم واستوهبته منه فقال: هذا ليس لي ولا لك اطرحه في القبض، وهو بفتحتين: ما قبض من الغنائم فطرحته، وبي ما لا يعلمه إلا الله تعالى من قتل أخي وأخذ سلبي، فما جاوزت إلا قليلاً حتى نزلت سورة الأنفال، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم «سألتني السيف وليس لي وإنه قد صار لي اذهب فخذه»۔

[118] سعدبن ابی وقاص مالک بن اُہَیب بن عبدمناف'قرشی'زہری'ابواسحاق رضی اللہ عنہ'فاتح عراق ومدائن کسریٰ تھے۔۲۳قبل ہجری= ۶۰۰ءکو پیداہوئے۔سب سے پہلے اسلام کی راہ میں تیر چلایا۔عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔فارس الاسلام سے مشہورہیں۔۵۵ھ=۶۷۵ءکومدینہ منورہ میں وفات پائی۔[تہذیب تاریخ دمشق الکبیر۶: ۹۳'الاعلام۳:۸۷]

علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو مجھے کہا کہ اے سعد !تم نے مجھ سے تلوار کے بارے میں بات کی تھی جو میری نہیں تھی لیکن اب میری ہو گئی۔ سو تم جا کر اُسے اُٹھاؤ[119]۔

[۴]روایت: ابو امیہ بن ربیعہ کہتے ہیں کہ مجھے بدر کے دن ابن زید کی تلوار مل گئی تھی۔ اس کی تلوار کا نام مرزبان تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھوں میں غنیمت کا جو کچھ ہے سب واپس کر دیں۔ سو میں نے بھی تلوار مال غنیمت میں پھینک دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی چیز مانگی جاتی تو وہ منع نہیں کرتے۔ میں نے ارقم بن ابی ارقم مخزومی کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسے مانگ لیا۔ تو آپ نے وہ اُسے دے دی۔[120]

جنگ بدر کی ابتداء اور کرز بن جابر القرشی کا حملہ:

[۱]روایت: کرز بن جابر قرشی[121] نے مدینہ کے سرح نامی مقام پر حملہ کیا یہاں تک کہ مقام صفراء[122] تک پہنچ گیا اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا پیچھا کیا لیکن وہ بھاگ

---

[119] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۲۴،۳۲۶

سنن ابوداؤد ٗکتاب: الجہاد(۱۵)ٗ باب: فی النفل(۱۴۴ٗ۱۴۵)ٗ حدیث: ۲۷۴۰ٗ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَفَى صَدْرِي الْيَوْمَ مِنَ الْعَدُوِّ، فَهَبْ لِي هَذَا السَّيْفَ. قَالَ: «إِنَّ هَذَا السَّيْفَ لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ». فَذَهَبْتُ وَأَنَا أَقُولُ يُعْطَاهُ الْيَوْمَ مَنْ لَمْ يُبْلِ بَلَائِي، فَبَيْنَمَا أَنَا إِذْ جَاءَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ: «أَجِبْ». فَظَنَنْتُ أَنَّهُ نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ بِكَلَامِي فَجِئْتُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكَ سَأَلْتَنِي هَذَا السَّيْفَ، وَلَيْسَ هُوَ لِي وَلَا لَكَ، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَهُ لِي فَهُوَ لَكَ». ثُمَّ قَرَأَ: " {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ} [الأنفال: 1] " إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قِرَاءَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ: «يَسْأَلُونَكَ النَّفْلَ»

[120] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۲۵

تفسیر الطبری ۱۳ : ۳۷۴ٗ روایت: ۱۵۶۶۰ٗ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ جَمِيعًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثني عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَاعِدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُسَيْدِ بْنَ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ، يَقُولُ: «أَصَبْتُ سَيْفَ ابْنِ عَائِذٍ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ السَّيْفُ يُدْعَى الْمَرْزُبَانَ فَلَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرُدُّوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ النَّفَلِ، أَقْبَلْتُ بِهِ فَأَلْقَيْتُهُ فِي النَّفَلِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُ شَيْئًا يُسْأَلُهُ، فَرَآهُ الْأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ الْمَخْزُومِيُّ، فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ»۔

[121] کرز بن جابر بن حسیل بن لاحب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محاریب بن فہر بن مالک ٗ قرشی ٗ فہری ٗ ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ کے دن راستہ خطا کیا تو مشرکین نے انہیں شہید کیا۔ [الاستیعاب ٗص: ۴۰۶]

نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور ایک سال گزرا۔ ابوسفیان[123] قریش کے ایک بڑے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے آرہا تھا۔ جو مشک ' کاٹن اور روئی کے کپڑے سے لدا ہوا تھا۔ اس قافلے میں عمرو بن العاص[124] اور عمرو بن ہشام[125] اور مخرمہ بن نوفل[126] زہری اور قریش کے چالیس بڑے سوار شامل تھے۔ یہاں تک کہ وہ بدر کے قریب پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں پتہ چلا۔ تو آپ نے صحابہ کرامؓ کو اس کے لیے تیار کیا اور انہیں مال کی کثرت اور دشمن کے فوج کی کمی کے بارے میں بتایا اور فرمایا کہ قریش کے اس قافلہ کے لیے نکلو اس میں ان کا مال ہے شاید یہ اللہ تعالیٰ تمہیں غنیمت کے طور پر دے۔ تو وہ ابوسفیان اور اس کے قافلے کے ارادے سے نکلے۔ وہ اسے اپنے لیے غنیمت جانتے ہوئے جب نکلے تو کوئی زیادہ اسلحہ اُٹھا کر نکلا اور کوئی معمولی اسلحہ لے کر چل پڑا۔ یہ اس لیے کہ ان کا یہ یقین نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی لڑیں گے۔ جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کے بارے میں سنا۔ تو اُس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو مزدوری دے کر مکہ معظمہ بھیج دیا اور یہ کہہ دیا کہ اپنے ساتھ قریش کے افراد لے آئے اور انہیں یہ بھی بتادے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابہ اُن کے قافلہ کو روک رہے ہیں۔ ضمضم جلدی سے نکلا اور شیطان بھی اس کے

---

[122] صفراء مدینہ کے قریب ایک وادی کا نام ہے۔ جس میں کثرت سے کھجور ' فصلیں اور بہت خیر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کئی فعہ گزر چکے ہیں۔ [معجم البلدان ۳ : ۴۱۲]

[123] ابوسفیانؓ صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف 'جلیل القدر صحابی اور رسول اکرم ﷺ کے سسر ہیں۔ امیر المومنین سیدنا معاویہ کے والد محترم ہیں۔ ۵۷ قبل ہجری = ۵۶۷ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں اسلام کے شدید مخالف تھے۔ فتح مکہ کے دن ۸ھ کو اسلام قبول کیا اور استقامت اختیار کی۔ ۳۱ھ = ۶۵۲ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ [اسد الغابہ ۵: ۱۱۵-۱۱۶ 'ترجمہ: ۵۹۷۰۔۔۔ الاعلام ۳: ۲۰۱]

[124] عمرو بن العاص بن وائل سہمی قرشی ابوعبداللہ فاتح مصر رضی اللہ عنہ '۵۰ق ھ = ۵۷۴ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں اسلام کے شدید مخالفین میں سے تھے۔ صلح حدیبیہ کے دوران اسلام قبول کیا۔ صاحبِ رائے 'بہادر 'نڈر اور بہت محتاط تھے۔ غزوۂ ذات السلاسل میں مسلمانوں کے امیر الجیش تھے۔ حروب میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ قنسرین آپ نے فتح کیا تھا۔ اہل حلب 'منبج اور اہل انطاکیہ سے آپ نے صلح کیا تھا۔ ۴۳ھ = ۶۶۴ء کو وفات پائی۔ [الاصابہ ۳: ۲ 'ترجمہ: ۵۸۸۲ 'الاعلام ۵: ۷۹]

[125] عمرو بن ہشام بن ربیعہ ' قرشی ' فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ [الاصابہ ۵ : ۶۹]

[126] مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ' قرشی ' اس کی ماں رقیقہ بنت ابو صیفی بن ہاشم بن عبد مناف تھی۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ تاریخ اور انساب کے بہت بڑے عالم تھے۔ ابو صفوان ان کی کنیت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں ۵۴ھ کو وفات پائی۔ [الاستیعاب 'ص: ۴۳۱]

ہمراہ سراقہ بن جعشم کی صورت میں نکلااور قریش کے پاس جاکر بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے قافلہ کوروکنے نکلے ہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ آج لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں۔ تومکہ والے غصہ ہوئے اور تردید کی اور یہ چیخ چیخ کر کہا کہ ہم میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہے ورنہ ہم اس کاگھر گرادیں گے اوراسے ماردیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ایک وادی میں پہنچ گئے جسے فران کہتے ہیں کہ آپ کو قریش کے بارے میں خبر دی گئی کہ وہ بھی نکل چکے ہیں تاکہ اپنے قافلے کی دفاع کرسکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے اور روحاء پہنچے تو قریش نے اپنی قوم کے لیے ایک جاسوس مقرر کیا کہ انہیں ان کے بارے میں خبر دیتا رہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جہینہ سے ایک جاسوس مقرر کیا جسے ابن اریقط کہتے ہیں جو ان لوگوں کی خبر لایا۔ وہ قافلہ آگے نکل چکا۔ اور جبریل اُترے اوراُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک گروہ کاوعدہ کرتا ہے یا قافلہ یا قریش۔ قافلہ ان کوچونکہ زیادہ محبوب تھااس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے قافلہ کو جالینے اور لشکر سے لڑنے کے بارے میں مشورہ کیاتوسیدناابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خوب کہا اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہوئے اور خوب کہا۔ پھر مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! وہاں چلیے جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جانے کا حکم دیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ سے بنی اسرائیل کی طرح بات نہیں کریں گے کہ تم اور تمہارارب جاؤ کر لڑو اور ہم یہاں بیٹھے رہیں گے۔ بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ تم اور تمہارارب چلو ہم بھی آپ کے ہمراہ قتال کریں گے۔ اُس ذات کی قسم جس نے تمہیں پیغمبر بنا کر بھیجا اگر آپ ہمیں برک العماد تک بھی لے جائیں تو ہم آپ کے سنگ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچ جائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سراہااور عافیت کی دعادی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایالوگو! مجھے مشورہ دو[127]۔

عباس رضی اللہ عنہ کابدر میں قید ہونے کا تذکرہ:

روایت: (يايُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرى) یہ آیت سیدناعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اس دن قیدی تھے۔ عباس اُن گیارہ آدمیوں میں تھے جنہوں نے اہل بدر کے کھانے

---

[127] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۳۰

تفسیر الطبری ۱۰: ۱۸۵، روایت: ۱۱۶۸۲، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ ، قَالَ: ثنا أَبِي ، وَحَدَّثَنَا هَنَّادٌ ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مُخَارِقٍ ، عَنْ طَارِقٍ: أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَا نَقُولُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ: {اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ} وَلَكِنْ نَقُولُ: «اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا ، إِنَّا مَعَكُمْ مُقَاتِلُونَ»۔

کا ذمہ لیا تھاتو اُسے بدر کے دن تو بہ پہنچ گیا۔ یہ چاندی کے بیس اوقیہ لوگوں کو کھلانے کے لیے نکلا تھا۔ اس نے لوگوں کو کھلانا چاہالیکن وہ اس سے پہلے مارے گئے اوراس کے پاس بیس کے بیس اوقیہ رہ گئے۔ وہ اس سے جنگ میں لیے گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بات کی کہ یہ بیس اوقیہ اپنے رہاہونے میں دو تو اُس نے انکار کیا۔ اوراُس نے کہاہر وہ چیز جسے تم ہمارے خلاف استعمال کرو۔ وہ میں تیرے لیے چھوڑوں گا نہیں اوراُسے اس کے بھتیجے عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کی رہائی بھی سونپ دیں۔ تو عباس نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیاتو مجھے قریش کے سامنے بھیک مانگنے پر مجبور کر رہاہے۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سونا کہاں ہے جو تم نے مکہ سے نکلتے وقت اُم الفضل کو دیا تھا کہ میرا کچھ پتہ نہیں لگتا کہ آؤں گا بھی یا نہیں لیکن تم یہ عبد اللہ اور عبید اللہ اور فضل اور قثم یعنی اپنی اولاد کے لیے سنبھال کر رکھنا۔ تو عباس نے کہا کہ آپ کو اس کی خبر کس نے دی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ تو عباس نے کہا کہ میں گواہی دیتاہوں کہ آپ سچے ہیں اوراللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تم اس کے بندے اور رسول ہو۔ اوراُس کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ ہی خبر دے سکتاہے۔ یہ وہی فرمان ہے: يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَى 'اے نبی ان قیدیوں سے کہہ دیں جن سے آپ نے فدیہ وصول کیاہے'[128]۔

جنگ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعااور فکر مندی:

---

[128] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۷۴

تفسیر القرآن العظیم 'طبرانی' بہ ذیل سورۃ الانفال ۸: ۷۰' أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمَّا وَضَعَ الْفِدَاءَ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الأُسَارَى أَرْبَعِينَ أَوْقِيَّةً مِنْ ذهَبٍ ، وَجَعَلَ عَلَى عَمِّهِ الْعَبَّاسِ مِائَةَ أَوْقِيَّةً ، قالَ الْعَبَّاسُ : أَتَجْعَلُ عَلَيَّ مِائَةَ أَوْقِيَّةٍ وَعَلَى عَدُوِّكَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو أَرْبَعِينَ أَوْقِيَّةً ؟ قال : " نَعَمْ ؛ لِقَطْعِكَ الرَّحِمَ وَلِظُلْمِكَ قَالَ : تَرَكْتَنِي وَاللهِ أَسْأَلُ قُرَيْشاً مَا بَقِيتُ ، فَكَيْفَ تَتْرُكُ عَمَّكَ يَسْأَلُ النَّاسَ بكَفِّهِ؟! فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : وَأَيْنَ الذهَبُ الَّذِي أعْطَيْتَهُ أمَّ الْفَضْلِ عِنْدَ مَخْرَجِكَ ؟ فَقُلْتَ : إنْ حَدَثَ بي حَدَثٌ فِي وَجْهِي هَذا فَهُوَ لَكِ وَلِعَبْدِاللهِ وَقُثَم وَلِلْفَضْلِ " قَالَ : وَمَا يُدْرِيكَ؟! قَالَ : " أخْبَرَنِي اللهُ بذلِكَ " فَقَالَ : أشْهَدُ أنَّكَ صَادِقٌ وَإنِّي لَمْ أعْلَمْ أنَّكَ رَسُولُ اللهِ قَطُّ قَبْلَ الْيَوْمِ ، وَإنِّي دَفَعْتُ إلَيْهَا الذهَبَ وَلَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ أحَدٌ إلاَّ اللهُ ، وَأَنَا أشْهَدُ أنْ لاَ إلَهَ إلاَّ اللهُ وَأنَّكَ رَسُولُ اللهِ. فَأَسْلَمَ وَأَمَرَ ابْنَ أخِيهِ أنْ يُسْلِمَ " ، فأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ۔

وكان العباسُ أحدَ الثلاثة عشر الذين ضَمِنُوا طعامَ أهلِ بدر ، فخرجَ معهم بعشرين أوقِيَّةً من ذهبٍ ليُطعِمَ بها الناسَ ،ولم تبلُغْهُ نوبةُ الإطعامِ حتى أُسِرَ وأُخِذ وهي معه فأخذُوهَا منه ، " فلما وضعَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم على العبَّاسِ الفداءَ مِائَةَ أوقِيَّةٍ قَالَ : (يَا مُحَمَّدُ احْتَسِبْ لِيَ بالْعِشْرِينَ أوْقِيَّةً مِنْ فِدَائِي). فأَبَى وَقَالَ : " أمَّا شَيْءٌ خَرَجْتَ تَسْتَعِينُ بهِ عَلَيْنَا فَلاَ أتْرُكُهُ لَكَ "۔

[۱]روایت: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کی طرف دیکھا۔ تو آپ اور ابو بکر چھپر میں داخل ہوئے اور قبلہ کی جانب رُخ کرکے دعا کرنے لگے اور کہا کہ: اے اللہ! تم نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کرلے۔ اے اللہ اگر یہ تھوڑا سا گروہ ہلاک ہوا تو روئے زمین پر تیری عبادت نہیں ہوگی۔ آپ یہ بار بار فرمارہے تھے یہاں تک کہ آپ کی چادر گرگئی اور ابو بکر نے چادر اُٹھائی اور آپ کے کندھوں پر ڈال دی۔ پھر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کی اتنی مناجات کرنا کافی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا اور جبریل پانچ سو ملائک کے ساتھ میمنہ کی جانب میں اُترے۔ جہاں ابو بکر مقرر تھے۔ اور میکائیل پانچ سو ملائک کے ساتھ میسرہ میں اُترے جہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ فرشتے آدمیوں کی صورت میں اُترے جو سفید لباس میں ملبوس اور سفید عمامے باندھے ہوئے تھے اور پگڑیوں کے پلو دونوں کاندھوں کے درمیان رکھے تھے۔ بدر کے دن ملائکہ لڑے، احزاب اور حنین کے دن نہیں لڑے۔ بلکہ کبھی بھی نہیں لڑے۔ یہ تو مدد اور دفاع کے لیے تھے[129]۔

---

[129] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۳۲

غرائب القرآن ورغائب الفرقان، نظام الدین حسن بن محمد (۸۵۰ھ)، ۳ : ۳۷۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۶ھ، نزل جبرائيل في خمسمائة ملك على الميمنة وفيها أبو بكر، وميكائيل في خمسمائة على الميسرة وفيها علي بن أبي طالب في صور الرجال عليهم ثياب بيض وعمائم بيض قد أرخوا أذنابها بين أكتافهم فقاتلت۔

صحیح مسلم، کتاب: الجهاد (۳۲)، باب: الامداد بالملائکہ فی غزوۃ بدر (۱۸)، حدیث: ۴۵۸۸، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلاَثُمِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ « اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِى مَا وَعَدْتَنِى اللَّهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِى اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الإِسْلاَمِ لاَ تُعْبَدْ فِى الأَرْضِ ». فَمَازَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ. وَقَالَ يَا نَبِىَّ اللَّهِ كَذَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّى مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ مُرْدِفِينَ) فَأَمَدَّهُ اللَّهُ بِالْمَلاَئِكَةِ. قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ فَحَدَّثَنِى ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِى أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُولُ أَقْدِمْ حَيْزُومُ. فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذَلِكَ أَجْمَعُ. فَجَاءَ الأَنْصَارِىُّ فَحَدَّثَ بِذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ « صَدَقْتَ ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ ». فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ وَأَسَرُوا سَبْعِينَ. قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا أَسَرُوا الأُسَارَى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- لأَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ « مَا تَرَوْنَ فِى هَؤُلاَءِ الأُسَارَى ». فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا نَبِىَّ اللَّهِ هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةِ أَرَى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً فَتَكُونُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ لِلإِسْلاَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « مَا تَرَى يَا

[۲]روایت: ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کسی مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اس دوران اپنے اُور کوڑے اور ایک گھڑ سوار کی آواز سنی۔ جو کہہ رہا تھا کہ سینہ آگے بڑھا۔ اور جب مشرک کو دیکھا تو وہ اُس کے آگے پڑا ہوا تھا۔ اُس پر نظر ڈالی تو وہ ٹوٹا پھوٹا ہوا تھا اور اس کا چہرہ جیسے کوڑے کی ضرب سے پھٹا ہوا تھا۔ وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو ماجرا سنایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے یہ آسمانی مدد تھی۔ اُس دن انہوں نے ستر کو قید کیا اور ستر کو مارا[130]۔

مسومین:

[۱]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: «تسوّموا، فإن الملائكة قد تسوّمت بالصوف الأحمر في قلانسهم ومغافرهم»[131]

ابْنَ الْخَطَّابِ ». قُلْتُ لاَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَى الَّذِى رَأَى أَبُو بَكْرٍ وَلَكِنِّى أَرَى أَنْ تُمَكِّنَّا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ وَتُمَكِّنِّى مِنْ فُلاَنٍ - نَسِيبًا لِعُمَرَ - فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَإِنَّ هَؤُلاَءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيدُهَا فَهَوِىَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَأَبُو بَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَانِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِى مِنْ أَىِّ شَىْءٍ تَبْكِى أَنْتَ وَصَاحِبُكَ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَإِنْ لَمْ أَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « أَبْكِى لِلَّذِى عَرَضَ عَلَىَّ أَصْحَابُكَ مِنْ أَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ لَقَدْ عُرِضَ عَلَىَّ عَذَابُهُمْ أَدْنَى مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ ». شَجَرَةٍ قَرِيبَةٍ مِنْ نَبِىِّ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-. وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (مَا كَانَ لِنَبِىٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِى الأَرْضِ) إِلَى قَوْلِهِ (فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلاَلاً طَيِّبًا) فَأَحَلَّ اللَّهُ الْغَنِيمَةَ لَهُمْ.

[130] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۳۲

صحیح مسلم، کتاب: الجہاد (۳۲)، باب: الامداد بالملائکہ فی غزوۃ بدر (۱۸)، حدیث: ۴۵۸۸، قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ فَحَدَّثَنِى ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِى أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُولُ أَقْدِمْ حَيْزُومُ. فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذَلِكَ أَجْمَعُ. فَجَاءَ الأَنْصَارِىُّ فَحَدَّثَ بِذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ « صَدَقْتَ ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ ». فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ وَأَسَرُوا سَبْعِينَ۔

[131] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۵،۱۴۴

تفسیر الطبری، ۷ : ۱۸۶، روایت: ۷۷۶۲، حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا كَانَ الصُّوفُ لَيَوْمَئِذٍ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسَوَّمُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ تَسَوَّمَتْ»۔

مصنف ابن ابی شیبۃ، ۱۴ : ۳۵۸، روایت: ۳۷۸۲۲، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ ، عَنْ خَالِدٍ ،عَنْ عِكْرِمَةَ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ : هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ ، عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ۔

"خود پر نشان و علامت لگاؤ بے شک ملائکہ نے اپنی ٹوپیوں اور ڈھالوں پر سرخ اُون کا نشان لگایا ہے۔"

[۲] روایت: ضحاک اور قتادہ کہتے ہیں کہ پیشانی کے بالوں اور کانوں پر اُون لگایا ہوا تھا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ان کے گھوڑوں کی دُمیں، اور پیشانی والے بال، اور کمر پر نشان لگے ہوئے تھے۔ ربیع کہتے ہیں: وہ ابلق (سفید و کالے لکیروں والے) گھوڑوں پر سوار تھے۔ سیدنا علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ان کی پگڑیوں کے پلو ان کے کندھوں کے بیچ لٹک رہے تھے۔ ہشام بن عروہ کلبی کہتا ہے کہ اُن کی زرد پگڑیوں کے پلو اُن کے کندھوں کے درمیان آویزاں تھے[132]۔

[۳] روایت: عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ زبیر نے بدر کے دن زرد چادر اور زرد پگڑی باندھی تھی۔ تو بدر کے دن ملائک بھی زرد پگڑیاں علامت کے طور پر باندھ کر آئیں[133]۔

[۴] روایت: زبیر بن منذر اپنے دادا ابواُسید سے روایت کرتے ہیں جو کہ بدری تھے وہ کہتے ہیں کہ اگر میری بینائی سے تکلیف چلی گئی تو تم لوگ میرے ساتھ چلوگے اور میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاؤں گا جہاں سے فرشتے زرد عماموں کے پلو کندھوں کے درمیان لٹکا کر نکلے تھے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ ان پر جنگ کے نشانات تھے۔ سدی کہتے ہیں کہ ان پر مؤمنوں کی طرح نشانات تھے[134]۔

بدر صغریٰ:

---

[132] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۴، ۱۴۵

مصنف ابن ابی شیبۃ ۶ : ۴۳۷، روایت: ۳۲۲۷۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: " قِيلَ لَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ: «تَسَوَّمُوا؛ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ تَسَوَّمَتْ»، قَالُوا: فَأَوَّلُ مَا جُعِلَ الصُّوفُ لَيَوْمَئِذٍ۔

[133] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۴، ۱۴۵

تفسیر الطبری ۷ : ۱۸۷، روایت: ۷۷۷۸ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، فِي قَوْلِهِ: {بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ} [آل عمران: 125] يَقُولُ: «مُعَلَّمِينَ مَجْزُوزَةً أَذْنَابُ خَيْلِهِمْ وَنَوَاصِيهَا فِيهَا الصُّوفُ أَوْ الْعِهْنُ، وَذَلِكَ التَّسْوِيمُ»۔

[134] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۴، ۱۴۵

تفسیر الطبری ۷ : ۱۸۶، روایت: ۷۷۷۷ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا كَانَ الصُّوفُ لَيَوْمِئِذٍ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسَوَّمُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ تَسَوَّمَتْ»۔

(فَقاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ)[135]

''سو آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ، آپ صرف اپنے نفس کے مکلف ہیں''

ایساتب ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا آمنا سامنا اُحد کے دن ہوا اور جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ مکہ واپس لوٹے۔ سو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالقعدہ میں بدر صغریٰ کا وعدہ کیا۔ جب وہ وقت آپہنچا تو لوگوں نے کہا کہ دشمن کی طرف نکلو۔ تو بعض لوگوں اسے اچھا نہیں سمجھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہی آیت نازل فرمائی۔ کہ آپ دشمن سے جہاد اور کمزور مؤمنین کی دفاع بالکل نہ چھوڑے یہاں تک کہ آپ کو اکیلے کیوں ایسا کرنا نہ پڑے۔ سو وہ آپ کے ساتھ نہ نکلے آپ صرف ستر سواروں کے ساتھ چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کی جنگ کو بند کیا اورابوسفیان رضی اللہ عنہ جنگ کے لیے تیار نہ ہوئے اور نہ ہی اس کے لیے تیار ہونا مناسب تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام واپس لوٹے[136]۔

ملائک:

---

[135] سورۃ النساء ۴ : ۸۴

[136] تفسیر ثعلبی ۳ : ۳۵۲، ۳۵۳

تفسیر الطبری، ۷ : ۴۱۵، روایت:۸۲۵۵، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ، قَالَ: ثنا أَسْبَاطٌ، عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: " أُعْطِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي: حِينَ خَرَجَ إِلَى غَزْوَةِ بَدْرٍ الصُّغْرَى بِبَدْرٍ دَرَاهِمَ ابْتَاعُوا بِهَا مِنْ مَوْسِمِ بَدْرٍ، فَأَصَابُوا تِجَارَةً؛ فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ: {فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ} [آل عمران: 174] " أَمَّا النِّعْمَةُ: فَهِيَ الْعَافِيَةُ،وَأَمَّا الْفَضْلُ: فَالتِّجَارَةُ، وَالسَّوْءُ: الْقَتْلُ "۔

تفسیر ابن ابی حاتم، ۳ : ۸۱۶، روایت:۴۵۱۱، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ الطِّهْرَانِيُّ، ثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ثنا الْحَكَمُ يَعْنِي ابْنَ أَبَانَ، قَالَ عِكْرِمَةُ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ الصُّغْرَى، وَبِهِمُ الْكُلُومُ، خَرَجُوا لِمَوْعِدِ أَبِي سُفْيَانَ فَمَرَّ بِهِمْ أَعْرَابِيٌّ، ثُمَّ مَرَّ بِأَبِي سُفْيَانَ وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ يَقُولُ:

ونفرت ناقتي محمد من رفقتي ... وعجوة منثورة كَالْعَنْجَدِ.

فَتَلَقَّاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: وَيْلَكَ، مَا تَقُولُ؟ فَقَالَ: مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ تَرَكْتُهُمْ بِبَدْرٍ الصُّغْرَى، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَقُولُونَ وَيُصْدُقُونَ، وَنَقُولُ وَلا نُصْدُقُ، وَأَصَابَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئاً مِنَ الأَعْرَابِ وَانْقَلَبُوا، قَالَ عِكْرِمَةُ: فَفِيهِمْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ إِلَى قَوْلِهِ: فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ الآيَةَ۔

[۱]روایت: قتادہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد ہزار سے کی پھر یہ تین ہزار ہوئے اس کے بعد پانچ ہزار ہوئے[137]۔

[۲]روایت: شعبی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو بدر کے دن معلوم ہوا کہ کرز بن جابر مشرکین کے لیے کمک لا رہا ہے تو یہ مسلمانوں کے لیے بری خبر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ سے مُسَوِّمِينَ 'تک نازل فرمائی۔ پھر کرز کو شکست کا پتہ چلا اور وہ کمک نہیں لایا' سو کرز نہیں آیا تو اسی طرح فرشتوں کی کمک بھی نہیں آئی[138]۔

غزوہ بدر کی وجہ تسمیہ:

[۱]روایت: شعبی کہتے ہیں کہ بدر نامی آدمی کا ایک کنواں تھا۔ اُس کنویں کو مالک کے نام سے پکارا جانے لگا۔
واقدی کہتا ہے کہ میں نے شعبی کا یہ قول عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن صالح کو بتایا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ صفراء نام کیوں دیتے ہو اور جار کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ بلکہ یہ تو ایک جگہ کا نام ہے۔ یہی قول اس نے یحییٰ بن نعمان غفاری سے کہی ہے تو اس نے کہا کہ ہم نے بنی غفار سے تعلق رکھنے والے اپنے شیوخ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا کنواں اور منزل تھی اور ہمارے بعد کسی اور کے اختیار میں نہیں آیا۔ یہ جہینہ کے علاقہ میں نہیں بلکہ بنی غفار میں ہے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے پہلی جنگ لڑی۔ ضحاک کہتے ہیں کہ بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان راستے پر منیٰ میں ایک پانی کا نام ہے[139]۔

---

[137] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۲، ۱۴۱

تفسیر الطبری ۷ : ۱۷۷، روایت: ۷۷۵۴، حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَوْلُهُ: {أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ} [آل عمران: 124] «أُمِدُّوا بِأَلْفٍ، ثُمَّ صَارُوا ثَلَاثَةَ آلَافٍ، ثُمَّ صَارُوا خَمْسَةَ آلَافٍ» {بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ} [آل عمران: 125] «وَذَلِكَ يَوْمَ بَدْرٍ، أَمَدَّهُمُ اللَّهُ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ» حُدِّثْتُ عَنْ عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الرَّبِيعِ، بِنَحْوِهِ۔

[138] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۲، ۱۴۱

تفسیر ابن ابی حاتم ۳ : ۷۵۲، روایت: ۴۰۹۵، حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا وُهَيْبٌ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ: أَنَّ الْمُسْلِمِينَ، بَلَغَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ أَنَّ كُرْزَ بْنَ جَابِرٍ الْمُحَارِبِيَّ يَمُدُّ الْمُشْرِكِينَ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ} [آل عمران: 124] إِلَى قَوْلِهِ: {مُسَوِّمِينَ} [آل عمران: 125] قَالَ: فَبَلَغَتْ كُرْزًا الْهَزِيمَةَ فَلَمْ يَمُدَّ الْمُشْرِكِينَ وَلَمْ يُمَدَّ الْمُسْلِمُونَ بِالْخَمْسَةِ۔

[139] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۳۹۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بدر والوں کی خصوصی فضیلت:

[۱]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صفہ کے ایک تنگ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اہل بدر کی مہاجرین اور انصار سے زیادہ عزت کیا کرتے تھے۔ تو بدر کے کچھ لوگ آئے ان میں ثابت بن قیس بن شماس تھے۔ یہ لوگ مجلس میں آگے بیٹھ گئے تو وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے نبی! السلام علیکم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا: وعلیکم السلام۔ پھر انہوں نے وہاں بیٹھے لوگوں کو سلام کیا، انہوں نے بھی جواب دیا۔ وہ بدری اسی طرح انتظار میں کھڑے رہے۔ تاکہ ان کے لیے مجلس میں فراخی کر کے جگہ دی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو بھانپ گئے اور فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے کھڑے ہونے پر مجبور کیا ہے۔ پھر بھی لوگوں نے اُن کو جگہ نہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ گراں گزرا اور اپنے گرد بیٹھے مہاجرین وانصار اور غیر بدریوں سے فرمایا: اے فلاں تم اُٹھو اور اے فلاں تم اُٹھو۔ تو وہ اپنی مجلس میں کھڑے لوگوں کی گنتی کے مطابق اُٹھ گئے۔ کھڑے ہونے والے لوگوں میں سے بعض نے اسے برا سمجھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مزاج کی مکدر ہونے کو سمجھ گئے۔ تو منافقین نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل وانصاف کرتے ہیں۔ لیکن اس نے ان لوگوں کے ساتھ کیسا انصاف کیا؟ ان لوگوں کو کھڑا کیا جو آپ کی قربت میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ اُن کو اُٹھا کر پیچھے کیا[140]۔

تفسیر الطبری ۷ : ۱۷۱، روایت: ۷۷۳۶، حَدَّثَنَا الْحَرْثُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ، قَالَ: ثنا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: " إِنَّمَا سُمِّيَ بَدْرًا لِأَنَّهُ كَانَ مَاءً لِرَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ يُقَالُ لَهُ بَدْرٌ، وَقَالَ الْحَرْثُ: قَالَ ابْنُ سَعْدٍ: قَالَ الْوَاقِدِيُّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ، فَأَنْكَرَاهُ،وَقَالَا: فَلِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَتِ الصَّفْرَاءُ؟ وَلِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَتِ الْحَمْرَاءُ؟ وَلِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ رَابِغٌ؟ هَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ، إِنَّمَا هُوَ اسْمُ الْمَوْضِعِ " قَالَ: " وَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِيَحْيَى بْنِ النُّعْمَانِ الْغِفَارِيِّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ شُيُوخَنَا مِنْ بَنِي غِفَارٍ يَقُولُونَ: هُوَ مَاؤُنَا وَمَنْزِلُنَا، وَمَا مَلَكَهُ أَحَدٌ قَطُّ يُقَالُ لَهُ بَدْرٌ، وَمَا هُوَ مِنْ بِلَادِ جُهَيْنَةَ إِنَّمَا هِيَ بِلَادُ غِفَارٍ قَالَ الْوَاقِدِيُّ: فَهَذَا الْمَعْرُوفُ عِنْدَنَا "۔

[140] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۵۸

تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰ : ۳۳۴۳، روایت: ۱۸۸۴۶، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يَوْمَ جُمُعَةٍ وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فِي الصُّفَّةِ وَفِي الْمَكَانِ ضِيقٌ، وكان يكرم أهل بدرمن الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنَ أَهْلِ بَدْرٍ وَقَدْ سُبِقُوا إِلَى الْمَجْلِسِ، فَقَامُوا حِيَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ سَلَّمُوا عَلَى الْقَوْمِ بَعْدَ ذَلِكَ فَرَدُّوا عَلَيْهِمْ. فَقَامُوا عَلَى أَرْجُلِهِمْ يَنْتَظِرُونَ أَنْ يُوسَعَ لَهُمْ. فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُهُمْ عَلَى الْقِيَامِ فَلَمْ يُفْسَحْ لَهُمْ. فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ بَدْرٍ: قُمْ يَا فُلَانُ وَأَنْتَ يَا فُلَانُ فَلَمْ يَزَلْ يُقِيمُهُمْ بِعِدَّةِ النَّفَرِ الَّذِينَ هُمْ قِيَامٌ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ. فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى مَنْ أُقِيمَ مِنْ مَجْلِسِهِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔

بدر کے موقع پر سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کا اخلاص:

[ا]روایت: بدر کے دن ایک آدمی جو مسلمانوں کو اذیت دیا کرتا تھا۔ صہیب نے اُسے قتل کیا۔ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ عمرو بن عبد الرحمٰن نے صہیب سے کہا کہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادو کہ میں نے فلاں کو قتل کیا ہے۔ کیوں کہ فلاں نے اس کے قتل کو خود سے منسوب کیا ہے۔ صہیب نے کہا کہ میں نے اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قتل کیا ہے۔ تو عمرو بن عبد الرحمٰن نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اُسے تو صہیب نے قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ابا یحییٰ کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں' اے رسول اللہ[141]۔

بدر کے موقع پر جن قیدیوں کو قتل کیا گیا:

خلیفہ وقت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ قیدی کو قتل کرے یا معاف کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط، نضر بن حارث کو باندھ کر قتل کیا۔ بدر کے تمام قیدیوں نے فدیہ ادا کیا[142]۔

بدر کے دن کن حضرات کے پاس گھوڑے تھے:

[ا]روایت: بدر کے دن صحابہ کرام کے پاس صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک زبیر کے پاس جب کہ دوسرا مقداد بن اسود کے پاس تھا۔[143]

---

[141] تفسیر ثعلبی ۹ : ۳۰۲

ثعلبی اس روایت میں منفرد ہیں اور جس روایت میں وہ منفرد ہوتے ہیں وہ منکر ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ عبد الرزاق المہدی نے حاشیۃ الکشاف میں لکھا ہے کہ: وما ينفرد به الثعلبي فهو ضعيف أو منكر

[حاشیۃ الکشاف ۴ : ۷۷۲' دار الکتاب العربی' بیروت' ۱۴۲۲ھ]

[142] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۹، ۳۰

[143] تفسیر ثعلبی ۱۰ : ۲۶۹

تفسیر الطبری ۲۴ : ۵۵۹' حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَخْرٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ الْبَجَلِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَهُ قَالَ: " بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحِجْرِ جَالِسٌ، أَتَانِي رَجُلٌ يَسْأَلُ عَنِ {الْعَادِيَاتِ ضَبْحًا} [العاديات: 1] فَقُلْتُ لَهُ: الْخَيْلُ حِينَ تُغِيرُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى اللَّيْلِ، فَيَصْنَعُونَ طَعَامَهُمْ، وَيُورُونَ نَارَهُمْ. فَانْفَتَلَ عَنِّي،فَذَهَبَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رِضَى اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ تَحْتَ سِقَايَةِ زَمْزَمَ، فَسَأَلَهُ عَنِ {الْعَادِيَاتِ ضَبْحًا} [العاديات: 1]فَقَالَ: سَأَلْتَ عَنْهَا أَحَدًا قَبْلِي؟ قَالَ: نَعَمْ، سَأَلْتُ عَنْهَا ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: الْخَيْلُ حِينَ تُغِيرُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،قَالَ:اذْهَبْ فَادْعُهُ لِي؛ فَلَمَّا وَقَفْتُ عَلَى رَأْسِهِ قَالَ: تُفْتِي النَّاسَ بِمَا لا عِلْمَ لَكَ بِهِ، وَاللَّهِ لَكَانَتْ أَوَّلَ غَزْوَةٍ فِي

غزوہ بدر، حنین، اُحد:

[۱]روایت:وما كانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ الآية. ابن عباس سے نقل ہے۔ کہ یہ آیت اُس سرخ کپڑے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جو بدر کے دن گم ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھایا ہو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی[144]۔

[۲]روایت:ضحاک کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ہوازن کی غنیمت حنین کے دن آگئی۔ تو ایک دن ایک شخص نے اس سے سوئی چوری کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی[145]۔

[۳]روایت: کلبی اور مقاتل کہتے ہیں یہ اُحد کے غنیمت کے بارے میں نازل ہوئی جب اُن تیر اندازوں نے غنیمت کا مطالبہ کیا جنہوں نے مرکز چھوڑا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کہہ دیں کہ جس نے جو لیا وہ اس کا ہے۔ اور ہمارے درمیان بدر کے دن کی طرح غنیمت تقسیم نہ ہو۔ تو انہوں نے مرکز چھوڑ کر غنیمت کو جمع کرنا شروع کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں تاکیدی حکم نہیں دیا تھا کہ مرکز کو میرے حکم سے پہلے نہ چھوڑنا۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے چند بھائی وہاں پر چھوڑ رکھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تمہارا یہ خیال تھا کہ ہم غنیمت ہڑپ کر جائیں گے اور ہم آپس میں تقسیم نہیں کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہی آیت نازل فرمائی[146]۔

الْإِسْلَامِ لَبَدْرٌ،وَمَا كَانَ مَعَنَا إِلَّا فَرَسَانِ:فَرَسٌ لِلزُّبَيْرِ،وَفَرَسٌ لِلْمِقْدَادِ فَكَيْفَ تَكُونُ الْعَادِيَاتِ ضَبْحًا.إِنَّمَا الْعَادِيَاتُ ضَبْحًا مِنْ عَرَفَةَ إِلَى مُزْدَلِفَةَ إِلَى مِنًى؛ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَنَزَعَتْ عَنْ قُولِي، وَرَجَعْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "۔

[144] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹۵ – ۱۹۷

تفسیر الطبری ۷ : ۳۴۸، روایت:۸۱۳۶، حَدَّثَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثنا خُصَيْفٌ، قَالَ: ثنا مِقْسَمٌ، قَالَ: ثني ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ: {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ} [آل عمران: 161] " نَزَلَتْ فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: أَخَذَهَا قَالَ: فَأَكْثَرُوا فِي ذَلِكَ " فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ} [آل عمران: 161]۔

[145] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹۵ – ۱۹۷

البسيط ٦: ۱۲۸، قال –في رواية الضحّاك–: إن رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، لَمَّا وَقَعَ في يده غنائمُ هَوَازِنَ يوم حُنَيْنٍ، غَلَّهُ رجلٌ بِمِخْيَط، فأنزل الله هذه الآية.

[146] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹۵ – ۱۹۷

عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، محمد شمس الحق عظیم آبادی ۹ : ۹۶۸، المکتبۃ السلفیۃ مدینہ منورۃ، ۱۳۸۸ھ، رُوِيَ عَنْ عِكْرِمَة وَمِقْسَم عَنْ بْن عَبَّاس . وَقَالَ الْكَلْبِيّ وَمُقَاتِل نَزَلَتْ فِي غَنَائِم أُحُد حِين تَرَكَ الرُّمَاة الْمَرْكَز لِلْغَنِيمَةِ وَقَالُوا نَخْشَى أَنْ يَقُول رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ وَأَنْ لَا يَقْسِم الْغَنَائِم كَمَا لَمْ يَقْسِمهَا يَوْم بَدْر ، فَتَرَكُوا الْمَرْكَز وَوَقَعُوا

[۴]روایت: محمد بن اسحاق بن یسار کہتے ہیں کہ اس سے وحی مراد ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحی میں کچھ بھی چھپاتے نہیں۔ وہ کسی کی محبت یا نفرت یاڈراوے میں کسی بات کو نہیں چھپاتے۔ قرآن مجید میں ان کے آلہہ کی جو برائیاں بیان ہوئی تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ نہ بیان کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔[147]

شہدائے بدر:

[۱]روایت:وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتاً[148]

بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت بدر کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جو کہ چودہ آدمی تھے ان میں آٹھ انصار سے جب کہ چھ مہاجرین میں سے تھے[149]۔

[۲]روایت: یہ اُحد کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ ستر آدمی تھے۔ ان میں چار مہاجرین تھے 'سیدنا حمزہ بن عبد المطلب 'مصعب بن عمیر 'عثمان بن شماس اور عبد اللہ بن جحش[150]۔

[۳]روایت: ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں داخل کیا۔ جو کہ جنت کے نہروں میں چکر لگاتی ہیں اور وہاں ثمرات کھاتی ہیں اور جنت میں اپنی مرضی سے آیاجایا کرتی ہیں۔ رات عرش کے فانوسوں تلے گزارتی ہیں۔ جب انہوں نے یہ بہترین آرام گاہ اور طعام دیکھے اور وہ عزت بھی پالی جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ کاش اُن لوگوں کو ہمارے ان مزوں کے بارے میں پتہ چلے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا معاملہ

فِي الْغَنَائِمِ ، فَقَالَ لَهُمْ النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَعْهَد إِلَيْكُمْ أَنْ لَا تَتْرُكُوا الْمَرْكَز حَتَّى يَأْتِيكُمْ أَمْرِي ؟ قَالُوا تَرَكْنَا بَقِيَّة إِخْوَاننَا وُقُوفًا فَقَالَ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنَّا نَغُلّ وَلَا نَقْسِم ، فَأَنْزَلَ اللَّه تَعَالَى هَذِهِ الْآيَة۔ تفسیر البغوی ۱: ۵۲۹۔

[147] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹۵ – ۱۹۷

[148] سورۃ آل عمران ۳: ۱۶۹

[149] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۰۰،۲۰۱

البسیط ۶: ۱۶۶' أكثر أهل التفسير على أن هذه الآية نزلت في شهداء أحد۔

[150] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۰۰،۲۰۱

تفسیر ابن ابی حاتم '۳: ۸۱۲ 'روایت: ۴۴۸۹' حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَمْزَةَ، ثنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، فِي قَوْلِهِ: {وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا} [آل عمران: 169] قَالَ: نَزَلَتْ فِي قَتْلَى أُحُدٍ خَاصَّةً، اسْتُشْهِدَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ: حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَشَمَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ، وَاسْتُشْهِدَ مِنَ الْأَنْصَارِ سِتَّةٌ وَأَرْبَعُونَ۔

اختیار کیا۔ تاکہ وہ جہاد کی طرف راغب ہوں اوراس سے منہ نہ موڑیں۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری طرف سے میں انہیں بتادوں گا۔ وہ اس بات سے نہایت ہی خوش ہوئے۔تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی [151]۔

بدر کے موقع پر یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر تھی:

[ا]روایت: سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب سے سنا کہ جب یہ آیت: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ [152]، اُتری تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کون سی جماعت نے شکست کھائی۔جب بدر واقع ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرہ میں کھڑے دیکھا آپ کے ہونٹوں پر یہی آیت جاری تھی [153]۔

غزوہ بدر کے پہلے مبارزین:

---

[151] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۰۰، ۲۰۱

تفسیر ابن ابی حاتم ۳: ۸۱۲، روایت: ۴۴۹۱، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَرَأَ: {وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ} [آل عمران: 169] فَقَالَ: أَمَا قَدْ سَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ الْأَرْوَاحَ جُعِلَتْ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ، تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ، فَتَسْرَحُ فِي أَيِّ الْجَنَّةِ شَاءَتْ، قَالَ: فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً فَقَالَ: هَلْ تَسْتَزِيدُونِي فَأَزِيدُكُمْ؟ قَالُوا: أَلَسْنَا نَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا؟ قَالَ: ثُمَّ اطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً. فَقَالَ: هَلْ تَسْتَزِيدُونِي فَأَزِيدُكُمْ؟ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يَتْرُكُونَ قَالُوا: تَرُدُّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا، حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى. قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: تُقْرِئُ نَبِيَّنَا مِنَّا السَّلَامَ، وَتُخْبِرُهُ أَنْ قَدْ رَضِينَا وَرُضِيَ عَنَّا، وَتَرُدُّ أَرْوَاحَنَا حَتَّى تُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى۔

[152] سورۃ القمر ۵۴: ۴۵

[153] تفسیر ثعلبی ۹: ۱۷۰

البسیط ۲۱: ۱۲۰، قال المفسرون: ضرب أبو جهل فرسه يوم بدر فتقدم في الصف وهو يقول: نحن اليوم جميع منتصر من عدونا. والنبي –صلى الله عليه وسلم– يثب في درعه ويقول {سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ} فما كان بأسرع من أن قتل ابن مسعود أبا جهل بسيف أبي جهل، وولوا منهزمين.

وقال عمر –رضي الله عنه–: لما نزلت هذه الآية جعلت أقول: أي جمع يهزم؟ فلما كان يوم بدر عرفت أنه هو۔

تفسیر الطبری ۲۲: ۶۰۲، حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: ثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ {سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ} [القمر: 45] جَعَلْتُ أَقُولُ: أَيُّ جَمْعٍ يُهْزَمُ؟ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَيَقُولُ: " {سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرُ} [القمر: 45] "۔

[ا]روایت: بدر کے دن قریش کے چھ افراد ایک دوسرے کے سامنے ہوئے۔ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب اور علی بن ابی طالب، عتبہ اور شیبہ دونوں ربیعہ کے بیٹے ہیں۔ ولید بن عتبہ اور عبیدہ بن حارث[154]۔

جنگ بدر میں عباس رضی اللہ عنہ کے قید ہونے کے بعد انہیں مسلمانوں اور رشتہ داروں کے طعنے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب میرے والد بدر کے دن قید ہوئے تو مسلمانوں نے انہیں کفر اختیار کرنے پر برا بھلا کہا' قطع رحم پر بھی ملامت کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں سخت سست کہا۔ تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ تو ہماری برائیاں گن رہے ہیں جب کہ ہماری اچھائیاں یاد میں نہیں لا رہے ہیں۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تمہاری اچھائیاں بھی ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ ہم مسجد کو آباد رکھتے ہیں' کعبہ کو حجاب پہناتے ہیں' حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں' قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں نازل ہوا کہ مشرکین کے لیے روا نہیں کہ وہ مساجد آباد کریں۔[155]

جنگ بدر میں سب سے پہلا مسلمان جو شہید ہوا:

[ا]روایت: مقاتل کہتے ہیں کہ سیدنا مہجع بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ بدر کے دن اول شہید تھے۔ جسے عامر بن حضرمی نے تیر سے مارا تھا۔ تو اس دن رسول اللہ صلی

---

[154] تفسیر ثعلبی ۷ : ۱۳، ۱۴

تفسیر ابن ابی حاتم ۸: ۲۴۸۰' روایت: ۱۳۸۱۶' عَنْ أَبِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أنه كَانَ يقسم قسمًا إِنَّ هذه الآية هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ إِلَى قَوْلِهِ: إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ نزلت في الثلاثة والثلاثة الذين تبارزوا يَوْم بدر، وهم: حمزة بن عبد المطلب، وعبيدة بن الحارث وَعَلَى بن أَبِي طالب، وعتبة وشيبة ابنا ربيعة، والوليد بن عتبة، قَالَ علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أنا أول مِنْ يجثو فِي الخصومة على ركبتيه بين يدي الله يَوْم الْقِيَامَة۔

[155] تفسیر ثعلبی ۵ : ۱۷–۱۹

تفسیر مقاتل بن سلیمان' ۲ : ۱۶۲' نزلت في العباس بن عبد المطلب، وفي بني أبي طلحة، منهم شيبة بن عثمان صاحب الكعبة، وذلك أن العباس وشيبة وغيرهم أسروا يوم بدر فأقبل عليهم نفر من المهاجرين فيهم علي بن أبي طالب والأنصار وغيرهم فسبوهم وعيروهم بالشرك وجعل علي بن أبى طالب يونج العباس بقتال النبي– صلى الله عليه وسلم– وبقطيعته الرحم وأغلظ له القول، فقال له العباس: ما لكم تذكرون مساوئنا وتكتمون محاسننا. قالوا: وهل لكم محاسن؟ قال: نعم لنحن أفضل منكم أجرا، إنا لنعمر المسجد الحرام ونحجب الكعبة ونسقي الحجيج ونفك العاني– يعني الأسير–، فافتخروا على المسلمين بذلك، فأنزل الله «مَا كانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَساجِدَ اللَّهِ شاهِدِينَ عَلى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ»۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء کے سردار مہجع ہیں اور مہجع ہی اول شخصیت ہیں جسے اس اُمت میں سب سے پہلے جنت کے دروازے کی طرف بلایا جائے گا۔ مہجع کے ماں باپ اس کے لیے روئے[156]۔

[156] تفسیر ثعلبی ۷: ۱۷۰

تفسیر مقاتل بن سلیمان، ۳: ۳۷۲، نزلت في مهجع بن عَبْد اللَّه مَوْلَى عُمَر بن الخطاب- رضي الله عنه- كان أول قتيل من المسلمين يوم بدر وهو أول من يدعى إلى الجنة من شهداء أمة محمد- صلى الله عليه وسلم- فجزع عليه أبواه.وكان الله- تبارك وتعالى- بين للمسلمين أنه لا بد لهم من البلاء والمشقة فِي ذات اللَّه- عز وجل- وقال النبي- صلى الله عليه وسلم- يومئذ: سيد الشهداء مهجع. وكان رماه عامر بن الحضرمي بسهم فقتله، فأنزل الله- عز وجل- في أبويه عبد الله وامرأته «الم. أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا»۔

ذِکرِ مغازِی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

[ا]روایت: وہ تمام غزوات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود لڑے وہ تعداد میں ۲۶ ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ جو آپ نے لڑا وہ غزوہ ودان تھا۔ اس کے بعد غزوہ بواط جو رضوی کی ایک طرف لڑا گیا۔ پھر بطن ینبع میں غزوہ عشیرہ لڑا گیا۔ کرز بن جابر کے مطالبے پر غزوہ بدر اولیٰ واقع ہوئی۔ پھر غزوہ بدر کبریٰ لڑا گیا۔ جس میں صنادید قریش قتل کیے گئے۔ پھر غزوہ بنی سلیم لڑا گیا یہاں تک کہ لڑائی بنی سلیم کی پانی تک پہنچ گئی۔ پھر ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے غزوہ سویق کا مطالبہ کیا۔ یہاں تک کہ قرقرۃ تک لڑائی ہوئی۔ پھر غزوہ ذی امر نجد تک لڑا گیا جو کہ غزوہ بنی غطفان ہے۔ پھر غزوہ نجران لڑی گئی۔ یہ فرع کے اُوپر حجاز میں ایک جگہ ہے۔ پھر غزوہ اُحد پھر غزوہ الاسد' پھر غزوہ بنی نضیر' پھر غزوہ ذات الرقاع نجد سے' پھر غزوہ بدر اخیرہ' پھر غزوہ دومۃ الجندل پھر غزوہ خندق پھر غزوہ بنی قریظہ پھر غزوہ بنی لحیان پھر غزوہ بنی قردۃ پھر غزوہ بنی مصطلق بنی خزاعہ کے ساتھ' پھر غزوہ حدیبیہ جس میں آپ نے لڑائی کا ارادہ نہیں کیا تھا لیکن مشرکین نے آپ کو روکا۔ پھر غزوہ خیبر' پھر غزوہ فتح مکہ' پھر غزوہ حنین' پھر غزوہ طائف جس میں محاصرہ کیا تھا اس کے بعد غزوہ تبوک ہوا۔

ان میں سے نو غزوات میں آپ لڑے: غزوہ بدر کبریٰ' جو کہ جمعہ کے دن سترہ رمضان کو ۲ ہجری میں لڑا گیا۔ ایک شوال میں تیسرے سال لڑا گیا اور خندق' چار ہجری کو شوال میں بنی قریظہ اور بنی مصطلق لڑا گیا۔ بنی لحیان ہجرت کے پانچویں سال شعبان میں ہوا، فتح مکہ رمضان میں ۸ ہجری کو، حنین شوال میں ۸ ہجری کو ہوئی۔ اول غزوہ جو آپ نے خود لڑا وہ بدر تھا اور سب سے آخر میں جو غزوہ لڑا وہ تبوک تھا[157]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرایا کا تذکرہ:

[ا]روایت: مقسم سے روایت ہے کہ سرایا کی تعداد ۲۶ تھی۔ سیدنا عبیدہ بن حارث کی لڑائی جو ثنیۃ المرۃ سے اُترائی کے پتھروں میں ہوئی۔ حمزہ بن عبد المطلب کی لڑائی فائض کی جانب سے دریا کے کنارے ہوئی۔ بعض لوگ غزوہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کو لڑائی سیدنا عبیدہ سے پہلے شمار کرتے ہیں۔ سعد بن ابی وقاص کی لڑائی جو حجاز کی سرزمین پر خرار کے مقام پر ہوئی۔ پھر نخلہ میں عبد اللہ بن جحش کی لڑائی ہوئی۔ نجد کے پانیوں میں قردۃ کے پانی کے پاس سیدنا زید بن حارثہ کی لڑائی ہوئی۔ مقام رجیع پر سیدنا مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ منذر بن عمرو کی بئر معونہ پر لڑائی ہوئی۔ عراق کے راستے ذی القصۃ کے ساتھ سیدنا ابو عبیدۃ بن جراح کی جھڑپ ہوئی۔ بنی عامر کی زمینوں میں عمر بن خطاب کی لڑائی ہوئی۔ یمن کے پاس سیدنا علی بن ابی طالب کی جنگ ہوئی تھی۔ غالب بن عبد اللہ کلبی نے کلب

---

[157] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۰

سیرۃ ابن ہشام ۱: ۵۹۸۔

لیث کدید میں ملوح کے ساتھ جنگ لڑی تھی۔ اہل فدک میں ابوعبداللہ بن سعد کے ساتھ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جنگ ہوئی تھی۔ ابن ابی العوجاء کی لڑائی جو کہ بنی سلم کے سر زمین پر ہوئی تھی۔ عکاشہ بن محصن کی لڑائی جو غمرہ کے دوران ہوئی تھی۔ ابی سلم بن عبد الاسد کی لڑائی بنی اسد کے پانی کے پاس ہوئی تھی۔ محمد بن مسلمہ بنی حارثہ کے بھائی نے ہوازن کے مقام پر لڑائی لڑی۔ بشیر بن سعد بن کعب کی فدک کے لیے لڑائی' اسی طرح خیبر کے گاؤں حیان میں ان کی دوسری لڑائی بھی ہوئی۔ بنی سلیم کے علاقہ میں زید بن حارثہ کی لڑائی ہوئی' حسمی کی زمینوں میں بھی ان کی لڑائی ہوئی تھی۔ عراق کے راستے نخل کی جانب میں بھی زید بن حارثہ کی لڑائی ہوئی تھی۔ اسی طرح وادی قری میں بن فزارہ کے ساتھ بھی ان کی جنگ ہوئی تھی۔ عبداللہ بن رواحہ کی خیبر میں دو جنگیں ہوئی تھی۔ ایک وہ جس میں بشر یہودی سے سامنا ہوا تھا۔ عبداللہ بن عتیک کی حنین میں ابورافع بن ابوالحقیق کے ساتھ لڑائی ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ اوراس کے ہمراہ اُحد اور بدری صحابہ کو کعب بن اشرف کے قتل کے لیے بھیجا تھا۔ جنہوں نے جاکر اُسے قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن انیس نے خالد بن سفیان ہذلی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے کے لیے کہلا بھیجا تو اُسے بھی قتل کیا گیا۔ غزوہ اُمراء جو کہ زید بن حارثہ' جعفر بن ابو طالب' عبداللہ بن رواحہ نے ارض شام کے موتہ نامی مقام پر لڑی۔ کعب بن عمرو غفاری نے بھی شام کی زمین پر لڑائی لڑی تھی۔ عیینہ بن حذیفہ بن بدر فزاری کی لڑائی' غالب بن عبداللہ کلبی کی لڑائی جس میں اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مرداس بن نھیک کو قتل کیا تھا۔ جس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں سخت تنبیہ کی تھی۔ کہ تمہیں کیا ہوا؟ کہ لا الٰہ الا اللہ کا لحاظ نہیں کیا۔ عمرو بن عاص کی ذات السلاسل کی لڑائی' ابو قتادہ کی لڑائی جو کہ فتح مکہ سے پہلے بطن اضم میں ہوئی۔ غزوہ الخبط جو ابو عبیدہ الجراح نے لڑا تھا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف کی لڑی گئی لڑائی سرایا میں شامل ہے[158]۔

بطن نخلہ کا محاصرہ:

[ا]روایت: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخلہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ تو مشرکین میں ایک آدمی نے کہا کہ کیا میں تمہارے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں تو کیسا ہو گا؟ تو انہوں نے کہا کہ کیسے قتل کرو گے۔ تو اُس نے کہا کہ میں اس کے پیچھے لگوں گا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ایسا کرو۔ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جب آپ تلوار پہنے ہوئے تھے۔ اُس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی تلوار ذرا دکھایئے۔ تو آپ نے اپنی تلوار اُسے دے دی۔ وہ تلوار کو لہراتا کبھی آپ کو دیکھتا اور کبھی تلوار کو دیکھتا۔ پھر اُس نے کہا کہ اب محمد صلی اللہ

[158] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۰

علیہ وسلم تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟تو آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ صحابہ کرام نے اُسے ڈرایا دھمکایا اور سختی دکھائی تو اُس نے تلوار دے کر واپسی اختیار کی[159]۔

[159] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۵

تفسیر الطبری ۱۰ : ۱۰۶، **روایت:۱۱۵۶۵**، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ،قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، قَوْلُهُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ} الْآيَةُ ، ذُكِرَ لَنَا أَنَّهَا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِبَطْنِ نَخْلٍ فِي الْغَزْوَةِ السَّابِعَةِ ، فَأَرَادَ بَنُو ثَعْلَبَةَ وَبَنُو مُحَارِبٍ أَنْ يَفْتِكُوا بِهِ ، فَأَطْلَعَهُ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ " ذُكِرَ لَنَا أَنَّ رَجُلًا انْتَدَبَ لِقَتْلِهِ ، فَأَتَى نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيْفُهُ مَوْضُوعٌ ، فَقَالَ: آخُذُهُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ قَالَ: «خُذْهُ» قَالَ: أَسْتَلُّهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَسَلَّهُ ، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: «اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ» فَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَغْلَظُوا لَهُ الْقَوْلَ ، فَشَامَ السَّيْفُ ، وَأَمَرَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ بِالرَّحِيلِ ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ صَلَاةُ الْخَوْفِ عِنْدَ ذَلِكَ "۔

فصل سوم: غزوہ اُحد

جنگ اُحد کے موقع پر کفار کی لشکر کی تعداد اور حالت:

[۱]روایت: سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے اُحد کے دن دو ہزار حبشیوں کو مزدوری دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑنے کے لیے بلایا تھا[160]۔

غزوہ اُحد کے بعض کفار کو بد دعا:

[۱]روایت: عکرمہ اور قتادہ کہتے ہیں کہ قبیلہ ہذیل کے عبد اللہ بن قمیہ نے اُحد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بد دعا دی۔ تو اس کی موت بھی اس طرح ہوئی کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک بکرے کو مسلط کیا جس نے سینگ مار کر اُسے موت کے گھاٹ اُتارا۔ عتبہ بن ابی و قاص نے آپ کا سر مبارک زخمی کیا اور آپ رباعیہ دانت توڑے تھے۔ تو آپ نے اس کو بد دعا دی۔ کہ اے اللہ اسے سال گزرنے سے پہلے کافر اُٹھادے۔ تو سال کے اندر اندر وہ کافر مرا[161]۔

[۲]روایت: کلبی اور ربیع کہتے ہیں کہ آپ نے زخمی ہونے کے بعد اُنہیں بد دعا دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق مستقبل میں ان میں ایمان لانے والے موجود تھے[162]۔

---

[160] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۵۴

تفسیر ابن ابی حاتم ۵: ۱۶۹۷، حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا عِيسَى بْنُ أَبِي فَاطِمَةَ، ثنا يَعْقُوبُ الْقُمِّيُّ، أَنْبَأَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فِي قَوْلِهِ: " {إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنْفِقُونَهَا} [الأنفال: 36] الْآيَةَ، قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ اسْتَأْجَرَ يَوْمَ أُحُدٍ أَلْفَيْنِ مِنَ الْأَحَابِيشِ مِنْ كِنَانَةَ، فَقَاتَلَ بِهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَى مَنِ اسْتَجَاشَ مِنَ الْعَرَبِ، وَهُمُ الَّذِينَ قَالَ فِيهِمْ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

[161] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۵، ۱۴۶

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ آل عمران ۳: ۱۲۸، قال عكرمةُ وقتادة : " أدْمَى رَجُلٌ مِنْ هُذيْلٍ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللهِ بْنُ قَمِئَةَ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ أُحُدٍ ؛ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَسَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِ تَيْساً فَنَطَحَهُ حَتَّى قَتَلَهُ. وَشَجَّ عُتْبَةُ بْنُ أبي وَقَّاصٍ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَكَسَرَ رُبَاعِيَّتَهُ ؛ فَدَعَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلَيْهِ فَقَالَ : " اللَّهُمَّ لاَ يَحُولُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ حَتَّى يَمُوتَ كَافِراً " قَالَ : فَمَا حَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ حَتَّى مَاتَ كَافِراً "، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ ۔

[162] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۵، ۱۴۶

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ آل عمران ۳: ۱۲۸، وقال الكلبيُّ : (لَمَّا شُجَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ أحُدٍ وَأصِيْبَتْ رُبَاعِيَّتُهُ ؛ هَمَّ أنْ يَلْعَنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَيَدْعُو عَلَيْهِمْ ، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ لِعِلْمِهِ أنَّ كَثِيْراً مِنْهُمْ سَيَتُوبُونَ). يدلُّ عليهِ ما روَى أنسُ أنه قالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمَ أحُدٍ شُجَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي قَرْنِ حَاجِبهِ وَكُسِرَتْ

[۳]روایت: انس سے بھی روایت ہے کہ جب اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھویں کا اُوپر حصہ زخمی ہوا اورآپ کے رباعیہ دندان ٹوٹ گئے۔ آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ آپ اپنے چہرے سے خون صاف کررہے تھے۔ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم آپ کا چہرہ دھورہا تھا اورآپ یہ کہہ رہے تھے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جنہوں نے اپنے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا حالانکہ وہ نبی اُنہیں رب کی طرف دعوت دیتا ہے [163]۔

غزوہ اُحد کے موقع پر انس بن النضر کی بہادری:

[۱]روایت: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر بدر کے دن جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ اس نے قسم کھا کر کہا اگر اللہ تعالیٰ نے اس دفعہ مجھے لڑائی کا موقعہ دیا تو دیکھ کہ میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب اُحد کا دن آیا اور مسلمانوں سے وہ کام ظاہر ہوا۔ تو اس نے کہا کہ اے اللہ! میں تیرے ساتھ کافروں کا کیے سے براءت کرتا ہوں۔ مسلمانوں کے کیے کا معذرت کرتا ہوں۔ پھر تلوار لے کر روانہ ہوا۔ تو سعد بن معاذ سامنے آئے۔ اس سے کہا کہ اے سعد میں اُحد کے پاس جنت کی خوشبو محسوس کررہا ہوں۔ سعد کہتا ہے اے اللہ کے رسول! میں برداشت نہیں کرسکتا کہ انس نے پھر کیا کیا۔ ہم نے اسے مقتول میں پایا اس کے جسم پر تلوار' نیزے اور تیروں

رَبَاعِيَّتُهُ ، وَجُرِحَ فِي وَجْهِهِ ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ ، وَسَالِمُ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ : " كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَّبُواْ وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بالدَّمِ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى رَبِهِمْ " فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ.

[163] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۵،۱۴۶

تفسیر القرآن العظیم 'طبرانی' بہ ذیل سورۃ آل عمران ۳ : ۱۲۸: أنسُ أنه قالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمَ أحُدٍ شُجَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي قَرْنِ حَاجِبهِ ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَّتُهُ ، وَجُرِحَ فِي وَجْهِهِ ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ ، وَسَالِمُ مَوْلَى أبِي حُذَيْفَةَ يَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ : " كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَّبُواْ وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بالدَّمِ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى رَبِهِمْ " فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ.

تفسیر الطبری ۲۰ : ۲۴۰'حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ، قَالَ: زَعَمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: " غَابَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ يَوْمِ بَدْرٍ، فَقَالَ: غِبْتُ عَنْ قِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللَّهُ قِتَالًا لَيَرَيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ؛ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ هَؤُلَاءِ الْمُشْرِكُونَ، وَأَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ، يَعْنِي الْمُسْلِمِينَ، فَمَشَى بِسَيْفِهِ، فَلَقِيَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ: أَيْ سَعْدُ، إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ دُونَ أُحُدٍ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَصْنَعَ مَا صَنَعَ. قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَوَجَدْنَاهُ بَيْنَ الْقَتْلَى بِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ جِرَاحَةً،بَيْنَ ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ، وَطَعْنَةٍ بِرُمْحٍ، وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ، فَمَا عَرَفْنَاهُ حَتَّى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ. قَالَ أَنَسٌ: فَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ {مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ} [الأحزاب: 23] نَزَلَتْ فِيهِ، وَفِي أَصْحَابِهِ "۔

کے اسّی سے زیادہ زخم تھے۔ اس کا مثلہ بھی کیا گیا تھا۔ ہم نے اس کو نہیں پہچانا۔ یہ تو اس کی بہن نے اُسے اس کے سامنے کے دو دانتوں سے پہچان لیا۔ [164]

غزوہ اُحد کے موقع پر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی بہادری:

[۱]روایت: سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھکان کی وجہ سے نڈھال ہوئے تھے۔ ایک تیر سیدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آیا۔ جسے طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر روک لیا جو اُن کی چھوٹی انگلی میں لگا۔ پہلے تو منہ سے معمولی سی آواز نکلی۔ پھر کہا بسم اللہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس سے شروع کرتے تو فرشتے تمہیں اُٹھا کر جنت میں لے جاتے [165]۔

[۲]روایت: طلحہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زمین پر جنتی کو دیکھنا چاہے۔ تو وہ اُس آدمی یعنی طلحہ کو دیکھے جس نے اپنی منت پوری کی ہے [166]۔

[۳]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی زمین پر چلتے ہوئے شہید کو دیکھنا چاہے۔ تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔ [167]

---

[164] تفسیر ثعلبی ۸ : ۲۳

تفسیر ابن ابی حاتم، ۹ : ۳۱۲۴، روایت: ۱۷۶۳۷، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: غاب عمي أنس بن النضر عن بدر فشق عليه وقال: أول مشهد شهده رسول الله صلى الله عليه وسلم غبت عنه، لئن أراني الله مشهدًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بعد ليرين الله ما أصنع، فشهد يوم أحد فاستقبله سعد بن معاذ رضي الله عنه فقال: يا أبا عمرو إلى أين؟ قال: واها لريح الجنة أجدها دون أحد، فقاتل حتى قتل، فوجد في جسده بضع وثمانون من بين ضربة بسيف وطعنة برمح ورمية بسهم، ونزلت هذه الآية رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ وكانوا يرون أنها نزلت فيه وفي أصحابه۔

[165] تفسیر ثعلبی ۸ : ۲۴

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۲۳، ۲۴، وعن عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قالَتْ : " طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ ، ثَبَتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى أُصِيْبَتْ يَدُهُ ، فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " أوْجَبَ طَلْحَةُ الْجَنَّةَ " " وعن أبي نَجيحٍ : أنَّ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ عِنْدَ النَّبيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْجَبَلِ ، فَجَاءَ سَهْمٌ مُتَوَجِّهٌ إلَى النَّبيِّ صلى الله عليه وسلم فَاتَّقَاهُ طَلْحَةُ بيَدِهِ فَأَصَاب خِنْصَرَهُ.

[166] تفسیر ثعلبی ۸ : ۲۴

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۲۳، ۲۴، وعن عائشةَ : أنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : " مَنْ سَرَّهُ أنْ يَنْظُرَ إلَى رَجُلٍ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ وَقَدْ قَضَى نَحْبَهُ ، فَلْيَنْظُرْ إلَى طَلْحَةَ "

[167] تفسیر ثعلبی ۸ : ۲۴

غزوہ اُحد کے موقع پر کفار کی نعرہ بازی اور مسلمانوں کے جوابات:

[ا]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد کے دن زخمی ہو کر گھاٹی میں آرام کر رہے تھے۔ تو مشرکین نے آواز دی۔ ہبل کا بول بالا ہو۔ تو مسلمانوں نے جواب دیا: اللہ اعلیٰ اور اونچی شان والا ہے۔ آج کا دن اُس دن کا بدلہ ہے۔ جنگ میں کبھی کس کا پلڑا بھاری ہوتا ہے اور کبھی کس کا۔ ہمارے لیے عزیٰ ہے۔ تمہارے ساتھ کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اللہ ہمارا دوست ہے اور تمہارا کوئی دوست نہیں۔ قتل کیے گئے تو الگ ہیں۔ ہمارے شہید ساتھی جنت میں اور تمہارے مقتولین جہنم کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ [168]

غزوہ اُحد کے بعض جزئی واقعات:

[ا]روایت: اُحد کے دن ابوسفیان پہاڑی پر چڑھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے ہم پر بلند ہونا مناسب نہیں۔ ابوسفیان چند لمحے بعد کہنے لگا: ابن ابی کبشہ کہاں ہے؟ ابن ابی قحافہ کہاں ہے؟ ابن خطاب کہاں ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اللہ کے رسول' ابو بکر اور میں عمر یہاں ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ جنگ میں کبھی ایک کی جیت اور کبھی دوسرے کی جیت ہوتی ہے۔ تو عمر نے کہا کہ نہیں ہمارے شہید مقتولین جنت میں ہیں۔ اور تمہارے مارے گئے تو آگ میں ہیں۔ اس نے کہا تمہارا یہی خیال ہے تو پھر ہم نے نقصان اُٹھایا اور خسارے میں پڑ گئے۔ ابوسفیان نے کہا شاید تم اپنے مقتولوں میں مثلہ کیے ہوئے پاؤ۔ یہ

تفسیر القرآن العظیم' طبرانی' بہ ذیل سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۲۳'۲۴' وَقالَ صلى الله عليه وسلم : " مَنْ سَرَّهُ أنْ يَنْظُرَ إلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ "۔

[168] تفسیر ثعلبی ۹ : ۳۰

تفسیر ابن ابی حاتم ۳ : ۱۷۷' روایت: ۴۲۲۵' حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ الطِّهْرَانِيُّ، ثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْعَدَنِيُّ، ثنا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: وَنَدِمَ الْمُسْلِمُونَ كَيْفَ خَلُّوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَبَلَ، وَجَمَعَ أَبُو سُفْيَانَ جَمْعَهُ، وَكَانَ مِنْ أَمْرِهِمْ مَا كَانَ، فَلَمَّا صَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَبَلَ، جَاءَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَلَا تَخْرُجُ؟ الْحَرْبُ سِجَالٌ يَوْمٌ لَنَا وَيَوْمٌ لَكُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَجِيبُوا» ، لِأَصْحَابِهِ، وَقُولُوا: «لَا سَوَاءٌ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ» قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: عُزَّى لَنَا وَلَا عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " قُولُوا: اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ " قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أُعْلُ هُبَلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ» فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: مَوْعِدُنَا وَمَوْعِدُكُمْ بَدْرٌ الصُّغْرَى، وَنَامَ الْمُسْلِمُونَ وَبِهِمُ الْكُلُومُ. قَالَ عِكْرِمَةُ: فَفِيهِمْ نَزَلَتْ: {إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ} [آل عمران: 140]۔

ہمارے بڑوں کی رائے پر نہیں ہوا۔ پھر وہ جاہلیت کے تکبر کے انداز میں سوار ہوا۔ پھر کہا جب ایسا ہو تو ہم اسے برا نہیں سمجھتے[169]۔

[۲]روایت:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد کے لیے نکلے تو وادی میں سات سو آدمیوں کے ساتھ ٹھہرے۔ عبداللہ بن جبیر بنی عمر سے اور عمر بن عوف جو کہ خوات بن جبیر کے بھائی ہیں۔اُن کو پچاس تیر اندازوں پر مقرر کیا۔اور ساتھ تاکید کی کہ دشمن کو ہم سے تیروں سے دفع کرنا۔ وہ ہم پر پیچھے سے حملہ نہ کرے۔ اگر ہم فتح یاب ہو جائیں یا شکست کھا جائیں لیکن تم نے اپنی جگہوں سے حرکت نہیں کرنی۔ قریش آئے ان کے میمنہ میں خالد بن ولید اور میسرہ میں عکرمہ بن ابی جہل تھے۔ان کے ساتھ دف بجانے والی عورتیں بھی تھیں اور یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

---

[169] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۷۷-۱۷۷

تفسیر ابن ابی حاتم ۳: ۷۸۶،روایت:۴۳۲۵، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، ثنا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَا نُصِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْطِنٍ كَمَا نُصِرَ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَنْكَرْنَا ذَلِكَ عَلَيْهِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَيْنِي وَبَيْنَ مَنْ أَنْكَرَ ذَلِكَ كِتَابُ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي يَوْمِ أُحُدٍ: {وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ} [آل عمران: 152] وَإِنَّمَا عَنَى بِهَذَا الرُّمَاةَ، وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَهُمْ فِي مَوْضِعٍ، ثُمَّ قَالَ: «احْمُوا ظُهُورَنَا، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا نُقْتَلُ فَلَا تَنْصُرُونَا، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا قَدْ غَنِمْنَا فَلَا تَشْرَكُونَا» فَلَمَّا غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَاحُوا عَسْكَرَ الْمُشْرِكِينَ انْتَفَضَتِ الرُّمَاةُ جَمِيعًا، فَدَخَلُوا الْعَسْكَرَ يَنْتَبِهُونَ، وَقَدِ انْتَفَضَتْ صُفُوفُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُمْ كَذِي، وَشَبَّكَ أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَالْتَبَسُوا، فَلَمَّا أَخْلَى الرُّمَاةُ تِلْكَ الْخُلَّةَ الَّتِي كَانُوا فِيهَا، دَخَلْتِ الْخَيْلُ مِنْ ذَلِكَ الْمَوْضِعِ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا الْتَبَسُوا، وَقُتِلَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ نَاسٌ كَثِيرٌ، وَقَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ النَّهَارِ، حَتَّى قُتِلَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَصْحَابُ لِوَاءِ الْمُشْرِكِينَ تِسْعَةٌ أَوْ سَبْعَةٌ، وَجَالَ الْمُشْرِكُونَ جَوْلَةً نَحْوَ الْجَبَلِ وَلَمْ يَبْلُغُوا حَيْثُ يَقُولُ النَّاسُ: الْغُرَّ إِنَّمَا كَانُوا تَحْتَ الْمِهْرَاسِ، وَصَاحَ الشَّيْطَانُ: قُتِلَ مُحَمَّدٌ، فَلَمْ يَشُكُّوا بِهِ أَنَّهُ حَقٌّ، فَمَا زِلْنَا كَذَلِكَ مَا نَشُكُّ أَنَّهُ قَدْ قُتِلَ حَتَّى طَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ السَّعْدَيْنِ نَعْرِفُهُ بِكَتِفَيْهِ إِذَا مَشَى، قَالَ: فَفَرِحْنَا حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يُصِبْنَا مَا أَصَابَنَا، فَرَقَى نَحْوَنَا وَهُوَ يَقُولُ: «اشْتَدَّ غَضِبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ رَمَوْا وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ» ، وَيَقُولُ مَرَّةً أُخْرَى: «اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَعْلُونَا حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا» ، مَكَثَ سَاعَةً، فَإِذَا أَبُو سُفْيَانَ فِي أَسْفَلِ الْجَبَلِ: اعْلُ هُبَلُ اعْلُ هُبَلُ يَعْنِي إِلَهَهُ – أَيْنَ ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: أَلَا أُجِيبُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: فَلَمَّا قَالَ: اعْلُ هُبَلُ. قَالَ عُمَرُ: اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَيْنَ ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ أَيْنَ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذَا أَبُو بَكْرٍ، وَهَا أَنَا ذَلِكَ. فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، الْأَيَّامُ دُوَلٌ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ. قَالَ عُمَرُ: لَا سَوَاءٌ، قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ. قَالَ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ ذَاكَ لَقَدْ خِبْنَا إِذًا وَخَسِرْنَا، ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي قَتْلَاكُمْ مُثْلَةً، وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ عَنْ رَأْيِ سَرَاتِنَا، ثُمَّ أَدْرَكَتْهُ حَمِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: أَمَا أَنَّهُ إِذَا كَانَ ذَلِكَ لَمْ نَكْرَهْهُ۔

نحن بنات طارق ... نمشي على النمارق

الدر في المخانق ... والمسك في المفارق

إن تقبلوا نعانق ... ونفرش النمارق

أو تدبروا نفارق ... فراق غير وامق[170]

''ہم آسمانوں کی بیٹیاں' قالینوں پر چلتی ہیں۔ اگر تم بڑھ کر لڑو گے تو تم سے گلے ملیں گی اور قالین چھوڑ دیں گے اور پیچھے قدم ہٹاؤ گے تو ہم تم سے ہمیشہ کے لیے الگ ہو جائیں گی۔''

سب سے پہلے ابو عامر عبد عمرو بن صیفی احابیش اور مکہ کے غلاموں سے لڑا' اتنی سخت لڑائی ہوئی کہ جنگ گرم ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اس تلوار کا حق ادا کرے گا اور اس سے دشمن کا کام تمام کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کا منہ موڑ دے۔ ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاری نے اسے لیا۔ یہ بڑے بہادر تھے جو جنگ میں بڑی چالیں چلایا کرتے تھے۔ جب اُس نے تلوار لی اور سرخ پگڑی باندھ لی اور شان میں چل کر کہنے لگا:

أنا الذي عاهدني خليلي ... ونحن بالسفح لدى النخيل

ألّا أقوم الدهر في الكيول ... أضرب بسيف الله والرسول[171]

''میں وہی ہوں جس سے میرے محبوب دوست نے عہد لیا ہے۔

اس حال میں جب پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے۔

وہ عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی صف میں کھڑے نہ ہوں گا۔

اور اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے اللہ کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چلن اللہ تعالیٰ بالکل پسند نہیں کرتا لیکن ایسے مواقع پر پسند کرتا ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے مشرکین پر حملہ کیا یہاں تک کہ انہیں شکست دی۔ سیدنا علی بن ابی طالبؓ نے طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا جو قریش کا جھنڈا لیے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اپنی نصرت اُتاری۔ زبیر بن عوامؓ کہتے ہیں کہ میں نے ہند اور اس کے ساتھ عورتوں کو دیکھا جو پہاڑی کی طرف کھلے منہ بھاگی ہوئی چڑھ رہی تھیں۔ جب تیر اندازوں نے قوم کو دیکھا کہ دشمن کا حملہ ٹل چکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں۔ وہ بھی غنیمت جمع کرنے کے لیے اُترے۔ ان میں باہم اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا خلاف نہیں کریں گے۔ بعض نے کہا کہ جنگ تو ختم ہو چکی ہے۔ پھر ان میں اکثر نیچے اُترے اور عسکر سے ملے۔ جب خالد بن ولید نے تیر اندازوں کی قلت

---

[170] الروض الانف' ۵ : ۳۰۷۔

[171] الروض الانف شرح سیرۃ ابن ہشام' عبد الرحمٰن السہیلی' ۳ : ۲۴۷۔

کو دیکھا اور دوسرے مسلمانوں کو مال غنیمت میں مشغول پایا۔ ان کی پشت کو خالی دیکھا۔ تو مشرکین کے سواروں کو حملہ کے لیے آواز دی۔ انہوں نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ انہیں شکست دی اور قتل کیا۔ عبداللہ بن قمیہ حارثی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مار کر آپ کی ناک مبارک زخمی کی آپ کے چار دانت گرے۔ آپ کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہوا۔ جس سے آپ گراں مزاج ہوئے۔ آپ کے ساتھی بھی تتر بتر ہوئے۔ عبداللہ بن قمیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رُخ کیا۔ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ تھا۔ تو مصعب بن عمیر نے اُسے دور کیا۔ مصعب بن عمیر کے ساتھ عقاب نامی جھنڈا تھا۔ جو بدر اور اُحد کے دن آپ کے ساتھ تھا۔ عبداللہ بن قمیہ نے اُسے قتل کیا۔ اُس نے سمجھا کہ شاید اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا۔ اس نے آواز اُٹھائی کہ میں نے محمد کو قتل کیا۔ کسی نے بلند آواز سے کہا کہ سنو محمد قتل کیے گئے۔ ایسا بھی کہا جاتا ہے کہ یہ آواز ابلیس لعین کی تھی۔ تو لوگ واپس ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بلا رہے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ کے بندو! میری طرف آجاؤ، اللہ کے بندو میری طرف آجاؤ۔ تیس آدمی آپ کے گرد جمع ہوئے۔ انہوں نے مل کر حملہ کیا اور مشرکوں کو آپ سے بھگا دیا۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے اتنے تیر پھینکے یہاں تک کہ ان کے قوس کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ طلحہ کے ہاتھ پر وار کر کے ہاتھ سوکھ گیا۔ جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیر منع کر رہے تھے۔ قتادہ بن نعمان کی آنکھ زخمی ہوئی یہاں تک کہ ضرب سے باہر نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے واپس اپنی جگہ پر کر دیا اور وہ پہلے سے زیادہ خوب صورت ہو گئی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ہٹے ابی بن خلف جمحی نے آپ کو جالیا اور کہا۔ اگر تم بچ گئے تو اب نہیں بچو گے۔ ساتھیوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہم میں سے کسی پر چھوڑ دیجئے۔ آپ نے کہا نہیں اسے آنے دو۔ یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس پہنچا۔ اُبی اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا اور کہا تھا کہ میرے پاس خاص قسم کا گھوڑا ہے۔ جسے میں روزانہ چارہ ڈالتا ہوں میں اُس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں تمہیں قتل کروں گا۔ پھر جب اُحد کا دن ہوا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن صمہ سے چھوٹا سا نیزہ لیا۔ پھر اُس کی طرف رُخ کر کے اس کے گردن میں تھوڑا سا زخم لگایا۔ وہ گھوڑے سے گر کر بیل کی طرح چیخنے لگا۔ کہ محمد نے مجھے قتل کیا۔ اُسے اس کے ساتھیوں نے اُٹھایا۔ اور کہا کہ تم بالکل ٹھیک ٹھاک ہو۔ اس نے کہا نہیں میں کہاں ٹھیک ہوں۔ اگر یہ معمولی سا زخم ربیعہ اور مضر کے قبیلے پر ہو تو وہ انہیں ہلاک کر دیتا۔ کیا اس نے مجھے نہیں کہا تھا کہ میں ان شاء اللہ تجھے قتل کروں گا۔ اگر اس بات کے بعد یہ مجھ پر تھوکتا بھی تو مجھے قتل کر دیتا۔ ایک دن کے بعد وہ مقام صرف میں مر گیا۔ حسان نے اسی کے بارے میں اشعار کہے ہیں:

لقد ورث الضلالة عن أبيه ... أبي حين بارزه الرسول

أتيت إليه تحمل رم عظم ... وتوعده وأنت به جهول

يقول فكيف يحيي الله هذا ... وهذا العظم عار ومستحيل

وقد قتلت بنو النجار منكم ... أمية إذا يغوث: يا عقيل

وتب ابنا ربيعة إذ أطاعا ... أبا جهل لأمهما الهبول

وأفلت حارث لما شغلنا ... بأسر القوم، أسرته فليل[172]

"اس نے اپنے والد سے میراث میں کفر پائی ہے۔جب اُبی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مبارزا کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بوسیدہ ہڈی لایا۔اس سے دوسروں کوڈراتاہے اور تم خود اس سے ناواقف ہو۔کہتاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کیسے زندہ کرے گا؟یہ تو ناممکن سی بات ہے۔تم میں بنو نجار کو قتل کیا گیاہے۔جب امیہ عقیل کو بلانے کی فریاد کررہاتھا۔ربیعہ کے دونوں بیٹے تب ہلاک ہوئے۔جب ابوجہل نے ان دونوں کی لاولدماں کی بات مانی۔حارث سے خلاصی نصیب ہوئی جب اُس کے خاندان نے ہماری تلوار کو قوم کی بیخ کندی پر مجبور کیا۔"

وقال حسان بن ثابت أيضا:

ألا من مبلغ عني أبيّا ... فقد ألقيت في جوف السعير

تمنى بالضلالة من بعيد ... وقول الكفر يرجع في غرور

فقد لاقتك طعنة ذي حفاظ ... كريم الأصل ليس بذي فجور

له فضل على الأحياء طرّا ... إذا نابت ملمّات الأمور

"میری طرف سے کوئی اُبی کو یہ بات پہنچادے کہ میں نے اُسے جہنم کی وسط میں دیکھاہے۔وہ دور سے کفر کا ارمان کررہاہے۔کفر کی بات ناکام ہی ہوکر رہتی ہے۔تم کریم اور نیک انسان کے طعنوں کے لائق ہو۔جسے زندوں پر بے حساب فضیلت حاصل ہے۔جب مشکل وقت کی گھڑی آجاتی ہے۔"

لوگوں میں بات پھیل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کیے گئے ہیں۔تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ کاش ہم عبداللہ بن ابی کو کوئی آدمی بھیج دیتے اور وہ ابوسفیان سے ہمارے لیے امان طلب کردے۔بعض صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔منافقین میں سے بعض نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوئے تو پرانے دین کو پکڑلو۔انس بن نضر انس بن مالک کے چچانے کہا۔اے لوگو!اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کیے گئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تو مرا نہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ان لوگوں سے لڑو اس بات پر جس پر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے اور اسی پر مرو۔پھر کہا کہ یااللہ!ان مسلمانوں کی باتوں پر میں معافی چاہتاہوں۔ان منافقوں نے جو کہا اس سے میں براءت کرتاہوں۔پھر تلوار باندھ کر لڑے یہاں تک کہ

---

[172] الروض الانف ٦ : ٦۔

شہید کیے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صخرہ کی جانب گئے۔ اور لوگوں کو بلا رہے تھے۔ کعب بن مالک نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ اس نے کہا کہ میں نے خود کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو پہچان لیا۔ جو چمک رہی تھی۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ۔ یہ اللہ کے رسول تو زندہ ہیں۔ تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔ پھر آپ کے ساتھی اکٹھے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرار پر ملامت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں آپ کی شہادت کی خبر مل چکی تھی۔ تو ہمارے دلوں میں رعب آیا اور ہم بھاگ چلے [173]۔

---

[173] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۷۶-۱۷۷

تفسیر ابن جریر الطبری، ۷: ۲۵۵، روایت: ۷۹۴۳، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: ثنا أَسْبَاطٌ عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: " لَمَّا بَرَزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ إِلَيْهِمْ – يَعْنِي إِلَى الْمُشْرِكِينَ – أَمَرَ الرُّمَاةَ فَقَامُوا بِأَصْلِ الْجَبَلِ فِي وَجْهِ خَيْلِ الْمُشْرِكِينَ، وَقَالَ: «لَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ إِنْ رَأَيْتُمُونَا قَدْ هَزَمْنَاهُمْ، فَإِنَّا لَنْ نَزَالَ غَالِبِينَ مَا ثَبَتُّمْ مَكَانَكُمْ» وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُبَيْرٍ أَخَا خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ، ثُمَّ شَدَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَهَزَمَاهُمْ، وَحَمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، فَهَزَمُوا أَبَا سُفْيَانَ؛ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَهُوَ عَلَى خَيْلِ الْمُشْرِكِينَ قَدِمَ، فَرَمَتْهُ الرُّمَاةُ فَانْقَمَعَ، فَلَمَّا نَظَرَ الرُّمَاةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فِي جَوْفِ عَسْكَرِ الْمُشْرِكِينَ يَنْتَهِبُونَهُ، بَادَرُوا الْغَنِيمَةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نَتْرُكُ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ عَامَّتُهُمْ فَلَحِقُوا بِالْعَسْكَرِ؛ فَلَمَّا رَأَى خَالِدٌ قِلَّةَ الرُّمَاةِ، صَاحَ فِي خَيْلِهِ، ثُمَّ حَمَلَ فَقَتَلَ الرُّمَاةَ، وَحَمَلَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى الْمُشْرِكُونَ أَنَّ خَيْلَهُمْ تُقَاتِلُ، تُبَادَرُوا فَشَدُّوا عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَهَزَمُوهُمْ وَقَتَلُوهُمْ، فَأَتَى ابْنُ قُمَيْئَةَ الْحَارِثِيُّ أَحَدُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ كِنَانَةَ، فَرَمَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرٍ فَكَسَرَ أَنْفَهُ وَرَبَاعِيَتَهُ، وَشَجَّهُ فِي وَجْهِهِ فَأَثْقَلَهُ، وَتَفَرَّقَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، وَدَخَلَ بَعْضُهُمُ الْمَدِينَةَ، وَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ فَوْقَ الْجَبَلِ إِلَى الصَّخْرَةِ، فَقَامُوا عَلَيْهَا، وَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو النَّاسَ: «إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ» فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ ثَلَاثُونَ رَجُلًا، فَجَعَلُوا يَسِيرُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَقِفْ أَحَدٌ إِلَّا طَلْحَةُ وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، فَحَمَاهُ طَلْحَةُ، فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فِي يَدِهِ فَيَبِسَتْ يَدُهُ، وَأَقْبَلَ أُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ الْجُمَحِيُّ – وَقَدْ حَلَفَ لَيَقْتُلَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَلْ أَنَا أَقْتُلُكَ» – فَقَالَ: يَا كَذَّابُ أَيْنَ تَفِرُّ؟ فَحَمَلَ عَلَيْهِ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنْبِ الدِّرْعِ، فَجُرِحَ جُرْحًا خَفِيفًا، فَوَقَعَ يَخُورُ خَوَرَانَ الثَّوْرِ، فَاحْتَمَلُوهُ وَقَالُوا: لَيْسَ بِكَ جِرَاحَةٌ، قَالَ: أَلَيْسَ قَالَ: لَأَقْتُلَنَّكَ؟ لَوْ كَانَتْ لِجَمِيعِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ لَقَتَلَتْهُمْ، وَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ حَتَّى مَاتَ مِنْ ذَلِكَ الْجُرْحِ، وَفَشَا فِي النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ الصَّخْرَةِ: لَيْتَ لَنَا رَسُولًا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ، فَيَأْخُذَ لَنَا أَمَنَةً مِنْ أَبِي سُفْيَانَ يَا قَوْمُ إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ، فَارْجِعُوا إِلَى قَوْمِكُمْ قَبْلَ أَنْ يَأْتُوكُمْ فَيَقْتُلُوكُمْ قَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَا قَوْمُ إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ قَدْ قُتِلَ، فَإِنَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ يُقْتَلْ، فَقَاتِلُوا عَلَى مَا قَاتَلَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ هَؤُلَاءِ، ثُمَّ شَدَّ بِسَيْفِهِ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو النَّاسَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى أَصْحَابِ الصَّخْرَةِ؛ فَلَمَّا رَأَوْهُ وَضَعَ رَجُلٌ سَهْمًا فِي قَوْسِهِ فَأَرَادَ أَنْ يَرْمِيَهُ، فَقَالَ: «أَنَا رَسُولُ اللَّهِ» ، فَفَرِحُوا حِينَ وَجَدُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا، وَفَرِحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ

غزوہ اُحُد کے بعد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا خیال:

[ا]روایت:جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ اوراس کے ساتھی'اُحد میں مسلمانوں کو چھوڑ کر روحاء[174]تک چلے گئے۔تو وہاں پر اپنے واپس ہونے پر پشیمان ہوئے اور کہا کہ نہ تو تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا اور نہ ہی وہ جوان عورتیں' ان کا پیچھا کرو اور قتل کرو یہاں تک کہ صرف بھگوڑے رہ جائیں۔تم نے انہیں چھوڑ دیا ہے واپس جا کر ان کے جڑ کاٹ دو۔یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔آپ نے دشمن کا ارادہ جانا اوران کو اپنی اور ساتھیوں کی مضبوطی دکھانی بھی چاہی۔اپنے ساتھیوں کو نکلنے اور ابوسفیان کا پیچھا کرنے کے لیے تیار کیا۔سو فرمایا کہ ایک گروہ اللہ کے حکم کے لیے تیار ہو۔سو ایک گروہ تیار ہوا۔اگرچہ وہ اُحد کے زخموں سے چُور تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ کل جو ہمارے ساتھ شریک ہوئے تھے وہ ہمارے ساتھ نکلیں گے۔جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میرے والد پیچھے میری سات بہنوں کی رکھوالی کے لیے رُکے

رَأَى أَنَّ فِي أَصْحَابِهِ مَنْ يَمْتَنِعُ. فَلَمَّا اجْتَمَعُوا وَفِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَهَبَ عَنْهُمُ الْحُزْنُ، فَأَقْبَلُوا يَذْكُرُونَ الْفَتْحَ وَمَا فَاتَهُمْ مِنْهُ وَيَذْكُرُونَ أَصْحَابَهُ الَّذِينَ قُتِلُوا، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلَّذِينَ قَالُوا: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَارْجِعُوا إِلَى قَوْمِكُمْ: {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ} [آل عمران: 144]۔

سیرۃ ابن اسحاق ۳:۳۰۶' أخبرنا عبد الله بن الحسن الحراني ، قال : حَدَّثَنَا النفيلي ، قال : حَدَّثَنَا ابن سلمة عن محمد بن اسحاق قال حدثني عاصم بن عمر بن قتادة أن أبا عامر صيفي بن مالك بن النعمان بن أمية أحد بني ضبيعة قد كان خرج حين خرج من مكة مواعدا لرسول الله عليه السلام بخمسين غلاما من الأوس منهم عثمان بن حنيف وبعض الناس يقول كانوا خمسة عشر فكان أبو عامر يعد قريشا أن لو قد لقي قومه لم يتخلف منهم رجلان فلما التقى الناس كان أول من لقيهم أبو عامر في الأحابيش وعبدان أهل مكة فنادى يا معاشر الأوس أنا أبو عامر فقالوا لا أنعم الله بك عينا يا فاسق وكان أبو عامر يسمى في الجاهلية الراهب فسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم الفاسق فلما سمع ردهم عليه قال لقد أصاب قومي بعدي شر ثم قاتلهم قتالا شديدا ورضخهم بالحجارة فلما التقى الناس ودنا بعضهم من بعض قامت هند بنت عتبة في النسوة اللاتي معهما وأخذن الدفوف يضربن بها خلف الرجال يحرضنهم فقالت هند فيما تقول نحن بنات طارق ان تقبلوا نعانق ونفرش النمارق وان تدبروا نفارق فراق غير وامق فاقتتل الناس حتى حميت الحرب وقاتل أبو دجانة سماك بن خرشة حتى أمعن في الورد وحمزة وعلي ابن أبي طالب في رجال من المسلمين فأنزل الله نصره وصدقهم وعده فحسوهم بالسيوف حتى كشفوهم وكانت الهزيمة لا شك فيها۔

[174] مدینہ منورہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔رَوح اور روحاء استراحت سے نکلے ہیں۔تبع نے جب اہل مدینہ سے لڑائی کی تو واپسی میں اس مقام پر سستانے کے لیے رک گئے تھے۔اسی وجہ سے اس کا نام روحاء پڑ گیا۔[معجم البلدان ۳: ۷۶'وفاء الوفاء باخبار المصطفیٰ ۴: ۸۳]

ہوئے ہیں۔مجھے کہا تھا کہ مجھے اور تمہیں انہیں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہیے۔میں تمہیں خود پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے پر ترجیح نہیں دیتا۔لہٰذا تم اپنی بہنوں کے ساتھ رک جاؤ۔چنانچہ میں وہاں رک گیا۔سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اجازت دی۔وہ آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن پر رعب ڈالنے کے لیے نکلے تھے۔تاکہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان کے تعاقب میں نکلے ہیں تو وہ آپ کو طاقت ور سمجھیں گے اور آپ کو جو تکالیف ملی ہیں ان سے آپ اور آپ کے ساتھی کمزور نہیں ہوئے ہیں۔آپ کے ہمراہ ستر آدمی جن میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبد الرحمٰن بن عوف، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن یمان، ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔آپ مدینہ سے تین میل کی دوری پر حمراء الاسد[175] پہنچے[176]۔

غزوہ اُحد سے پہلے مشورہ:

[ا]روایت: اُحد کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے۔آپ پیدل اُحد پہنچے۔آپ اپنے ساتھیوں کی صفیں درست کرنے لگے گویا انہیں لکڑی کے ڈنڈے سے سیدھا کر رہے ہوں۔جب کسی کا سینہ باہر کو نکلا ہوا دیکھتے تو فرماتے پیچھے ہو جاؤ۔آپ اس لیے اُحد گئے تھے کہ مشرکین وہاں جمع ہوئے تھے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے وہاں ڈیرا ڈالنے کے بارے میں سنا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بلایا۔اس سے پہلے کبھی اس کو نہیں بلایا تھا۔اس سے مشورہ طلب کیا۔چنانچہ عبد اللہ بن ابی نے اور اکثر انصار نے یہ مشورہ دیا کہ اے اللہ کے رسول! مدینہ میں رہیے۔ہم جب کبھی بھی مدینہ سے نکلے ہیں۔تو ہم نے شکست کھائی ہے۔اور جب کبھی دشمن ہم پر مدینہ میں داخل ہوا تو دشمن نے شکست کھائی ہے۔ہم شکست کیسے کھا سکتے ہیں؟ حالانکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔آپ انہیں وہاں چھوڑ دیں اگر وہ وہاں رہیں تو بہت بری صحبت میں رہیں گے۔اگر یہاں ہم پر حملہ آور ہو۔تو ہمارے آدمی ان سے لڑیں گے۔اور عورتیں اور بچے اُوپر سے ان پر پتھر پھینکیں گے۔تو وہ ناکام لوٹیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی۔بعض صحابہ

---

[175] مدینہ منورہ سے آٹھ میل کی دوری پر ایک جگہ کا نام ہے۔[معجم البلدان ۲ : ۳۰۱]

[176] تفسیر ثعلبی ۳ : ۲۰۷ - ۲۱۰

تفسیر ابن ابی حاتم ۳ : ۸۱۷، روایت: ۴۵۱۳، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، أَنْبَأَ الْعَبَّاسُ، ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ثنا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَوْلَهُ: {لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ} [آل عمران: 172] فَذَلِكَ يَوْمَ أُحُدٍ بَعْدَ الْقَتْلِ وَالْجِرَاحَةِ، وَبَعْدَ مَا انْصَرَفَ الْمُشْرِكُونَ وَأَبُو سُفْيَانَ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَلَا عِصَابَةٌ تَنْتَدِبُ لِأَمْرِ اللَّهِ فَتَطْلُبُ عَدُوَّهَا۔

نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں ان خنزیروں کے پاس لے چلو۔ وہ سوچیں گے کہ ہم بزدل اور کمزور ہوگئے ہیں۔ نعمان بن مالک انصاری آکر کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! مجھے جنت سے محروم نہ کرو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے تمہیں بر حق بھیجا ہے۔ میں ضرور جنت داخل ہوں گا۔ آپ نے کہا کیسے؟ اس نے کہا اس طرح کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں جنگ سے بھاگنے والا نہیں۔ آپ نے کہا تم نے سچ کہا۔ اُسے اُسی دن اُحد میں قتل کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں گائے کو دیکھا ہے۔ اسے میں نے بہتری سے تعبیر کیا ہے۔ میں نے اپنی تلوار کی دھار کو مڑا ہوا دیکھا۔ میں نے اُسے شکست سے تعبیر کیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا ہے کہ میں نے اپنا ہاتھ زرہ میں ڈالا ہے۔ میں نے اسے مدینہ سے تعبیر کیا ہے۔ اگر تمہاری مرضی ہو کہ ہم مدینہ میں رہیں اور انہیں بری مجلس میں چھوڑ دیں اگر وہ مدینہ میں داخل ہوں تو ہم ان سے لڑیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں رہنا پسند تھا کہ مشرکین ان پر یہاں داخل ہوں اور آپ ان سے لڑیں۔ تو بدر سے رہنے والوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے دشمنوں کے پاس لے چل۔ انہیں اللہ نے اُحد کے دن شہادت سے سرفراز کیا۔ وہ دشمن سے ملاقات کے اتنے شوقین تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور زرہ پہن کر باہر نکلے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ آپ نے زرہ اور اسلحہ پہن رکھا ہے تو اپنی باتوں پر پشیمان ہوئے اور کہا کہ ہم نے تو بہت برا کام کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مشورہ دیا حالانکہ وحی تو آپ پر ہی آتی ہے۔ کھڑے ہوئے اور معذرت کی۔ اور کہا کہ آپ وہ کریں جو آپ کو اچھا لگے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب وہ زرہ پہنے اور پھر بغیر جنگ کیے اسے اُتار دے۔

مشرکین احد میں بدھ کے دن سے ڈھیرے ڈالے ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بعد نماز جمعہ پڑھ کر اُحد روانہ ہوئے۔ اُسی دن انصار میں ایک آدمی فوت ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا جنازہ پڑھا پھر اُحد چل دیئے۔ ہفتہ کے دن نصف شوال تین ہجری کو اُحد کی گھاٹی میں پہنچے[177]۔

---

[177] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۳۷-۱۳۹

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ آل عمران ۳: ۱۲۱، قال مجاهدُ والكلبيُّ : " غَدَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ مَنْزِلِ عَائِشَةَ يَمْشِي عَلَى رِجْلَيْهِ إلَى أحُدٍ ، وَصَفَّ أصْحَابَهُ لِلْقِتَالِ كَمَا يَصُفُّهُمْ لِلصَّلاَةِ ، وَذَلِكَ أنَّ الْمُشْرِكِيْنَ نَزَلُواْ بأُحُدٍ يَوْمَ الأَرْبِعَاءِ ، فَلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بنُزُولِهِمْ اسْتَشَارَ أصْحَابَهُ ؛ فَقَالَ أكْثَرُهُمْ : يَا رَسُولَ اللهِ ؛ أقِمْ بالْمَدِيْنَةِ لاَ تَخْرُجْ إلَيْهِمْ ، فَإنْ أقَامُواْ هُنَاكَ أقَامُواْ فِي شَرِّ مَجْلِسٍ ، وَإنْ دَخَلُواْ إلَيْنَا قَاتَلَهُمُ الرِّجَالُ فِي وُجُوهِهِمْ وَرَمَاهُمُ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانُ بالْحِجَارَةِ مِنْ فَوْقِهِمْ وَرَجَعُواْ كَمَا جَاءُواْ ، فَأعْجَبَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم هَذا الرَّأيَ. وَقَالَ : بَعْضُ الصَّحَابَةِ : يَا رَسُولَ اللهِ ؛ أخْرُجْ بنَا إلَى هَؤُلاَءِ الأكْلَب لاَ يَرَوْنَ أنَّهُ جَبُنَّا عَنْهُمْ وَضَعُفاً. وأتَاهُ النُّعْمَانُ بْنُ مَالِكٍ الأنْصَارِيُّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ؛ لاَ تَحْرِمْنِي الْجَنَّةَ ، فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ نَبيّاً لأَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ ، فَقَالَ لَهُ : " بِمَ ؟ " قَالَ : بأنِّي أشْهَدُ أنْ لاَ إلَهَ إلاَّ اللهُ وَأنِّي لاَ أفِرُّ مِنَ الزَّحْفِ ، فَقَالَ : " صَدَقْتَ " فَقُتِلَ يَوْمَئِذٍ شَهِيْداً ".

غزوہ اُحد کی مزید تفصیلات اور صحابہ کی تعداد:

[ا]روایت: إِذْ هَمَّتْ طائِفَتانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلا: یعنی بزدلی اور کمزوری دکھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ یہ خزرج سے بنو اسامہ اور اوس سے بنو حارثہ تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے جناح میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہزار آدمی لے کر اُحد کو نکلے تھے۔ نو سو کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے۔ زجاج کہتے ہیں کہ اُحد میں لڑائی کے دوران آپ کے صحابہ کی تعداد تین ہزار تھی۔ آپ اُحد کے لیے نکلے لیکن ساتھیوں سے فتح کا وعدہ صبر کے شرط پر کیا تھا۔ جب آپ شوط کے مقام پر پہنچے تو عبد اللہ بن ابی خزرجی لوگوں کے تہائی حصے کو لے کر تین سو آدمیوں کے ہمراہ واپس ہوا۔ کہا کہ ہم کس لیے خود کو اور اپنے اولاد کو قتل کریں۔ ابو جابر سلمی نے جا کر ان سے کہا کہ اللہ کی قسم دے کر تمہیں نبی اور تمہارے نفسوں کے بارے میں کہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم اسے قتال سمجھتے تو تمہارے پیچھے چل دیتے۔ بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے بھی عبد اللہ بن ابی کے ساتھ واپس جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل دیئے۔ [178]

فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ فِي مَنَامِي أَنَّ فِي ذُبَابَةَ سَيْفِي ثَلَماً فَأَوَّلْتُهَا هَزِيْمَةً ، ورأَيْتُ أَنِّي أَدْخُلُ يَدِي فِي دِرْعٍ حَصِيْنَةٍ فَأَوَّلْتُهَا الْمَدِيْنَةَ ، فَكَرِهْتُ الْخُرُوجَ إِلَيْهِمْ ، فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُقِيْمُوا بالْمَدِيْنَةِ وَتَدْعُوهُمْ ، فَإِنْ أَقَامُوا أَقَامُوا عَلَى شَرِّ مُقَامٍ ، وَإِنْ دَخَلُوا المدِيْنَةَ قَاتَلْنَاهُمْ فِيْهَا " وَكَانَ صلى الله عليه وسلم يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْخُلُوا الْمَدِيْنَةَ فَيُقَاتَلُواْ فِي الأَزِقَّةِ ، فَقَالَ رجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِمَّنْ فَاتَهُمْ يَوْمُ بَدْرٍ وَأَرادَ اللهُ لَهُمْ الشَّهَادَةَ يَوْمَ أُحُدٍ : أُخْرُجْ بنَا إِلَى أَعْدَائِنَا يَا رَسُولَ اللهِ ، فَكَرِهَ الْخُرُوجَ إِلَيْهِمْ وَأَمَرَ بتَبْوِئَةِ الْمَقَاعِدِ لِلْقِتَالِ إِلَى أَنْ يُوافِيَهُمُ الْمُشْرِكُونَ – وَالْمَقَاعِدُ هِيَ الْمَوَاطِنُ وَالأَمَاكِنُ – فَلَمْ يَزَالُواْ برَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَحُثُّونَهُ عَلَى لِقَائِهِمْ حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ ، فَلَبسَ لاَمَتَهُ وَعَزَمَ عَلَى الْخُرُوجِ ، فَنَدِمَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُواْ : بئْسَمَا صَنَعْنَا ؛ نُشِيْرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالْوَحْيُ يَأْتِيْهِ ، فَقَامُواْ وَاعْتَذرُواْ إِلَيْهِ وَقَالُواْ : اصْنَعْ مَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ ، فَقَالَ : " لاَ يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَلْبَسَ لاَمَتَهُ فَيَضَعَهَا حَتَّى يُقَاتِلَ "

وكان قد أقامَ المشركون بأُحُدٍ يومَ الأربعاء والخميسِ ، فخرجَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يومَ الجمُعة بعدما صلَّى بأصحابهِ الجمعةَ ، فأصبحَ بالشِّعب مِن أُحُدٍ يومَ السبتِ من النِّصف من شَوَّالَ سنةَ ثلاثٍ من الهجرةِ ، وكان مِنْ أمرِ حرب أُحُدٍ ما كانَ ؛ فذلك قولهُ عَزَّ وَجَلَّ : { وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّىءُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ }۔

[178] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۳۹

تفسیر ابن ابی حاتم ۳: ۷۴۹، روایت: ۴۰۷۳، الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ أَنْبَأَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَ سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: {إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا} [آل عمران: 122] قَالَ: نَحْنُ هُمْ: بَنُو حَارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ ۔

تفسیر الطبری ۷: ۱۶۱، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: ثنا عَبَّادٌ، عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ: {وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ} [آل عمران: 121] قَالَ: يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَا يُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ " وَأَوْلَى هَذَيْنِ الْقَوْلَيْنِ بِالصَّوَابِ قَوْلُ مَنْ قَالَ: عَنَى بِذَلِكَ يَوْمَ أُحُدٍ؛ لِأَنَّ

فصل چہارم: یہود کے ساتھ معاہدات اور سرایا

غزوہ اَحزاب اور غزوہ بنو قریظہ کی بعض تفصیلات:

[ا] روایت: عبد اللہ بن اوفیٰ کہتے ہیں کہ ہم بنو قریظہ اور نضیر کو محاصرہ میں لیے ہوئے تھے۔ جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے چاہی تھی۔ لیکن ہمارے لیے کوئی راستہ نہیں کھلا۔ تو ہم واپس ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہانے اور ستھرائی کے لیے برتن منگوائی۔ جس میں آپ ابھی سر دھو رہے تھے کہ جبریل آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں نے اسلحہ رکھ لیا۔ حالانکہ ملائک نے ابھی تک اسلحہ نہیں رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا منگوایا۔ جو اپنے سر سے لپیٹا اور اسے دھویا نہیں۔ پھر ہمیں آواز دی۔ تو ہم تیزی سے آپ کے پیچھے نکلے۔ ہمیں چلنے سے کوئی تھکن محسوس نہیں ہوئی۔ یہاں تک ہم بنو قریظہ اور نضیر پہنچے۔ اُسی دن اللہ تعالیٰ نے تین ہزار ملائک سے ہماری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح یسیر دلادی۔ اور ہم اللہ کی نعمت اور فضل سے لوٹے۔ [179]

غزوہ بنو قریظہ، سنہ ۵ ہجری، ذی القعدہ:

[ا] روایت: قوله عزّ وجلّ: وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ: یعنی انہوں نے قریش اور غطفان کے لشکروں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف مدد کی تھی۔ یہ بنو قریظہ والے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے جانے کے بعد صبح کو مسلمانوں کے ہمراہ خندق سے واپسی اختیار کی۔ اور اسلحہ رکھا۔ جب ظہر کا وقت ہوا۔ تو جبریل ریشم کی پگڑی باندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں خچر پر حاضر ہوئے جس پر رحالہ

اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ فِي الْآيَةِ الَّتِي بَعْدَهَا: {إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا} [آل عمران: 122] وَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ التَّأْوِيلِ أَنَّهُ عَنَى بِالطَّائِفَتَيْنِ بَنِي سَلَمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ السِّيَرِ وَالْمَعْرِفَةِ بِمَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِهِمَا إِنَّمَا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ دُونَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ۔

[179] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۴۲

تفسیر الطبری ۷: ۱۷۸، روایت: ۷۷۵۸ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ زَيْدٍ أَبُو إِدَامٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: " كُنَّا مُحَاصِرِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ نُحَاصِرَهُمْ، فَلَمْ يُفْتَحْ عَلَيْنَا، فَرَجَعْنَا، فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ، إِذْ جَاءَهُ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ وَضَعْتُمْ أَسْلِحَتَكُمْ، وَلَمْ تَضَعِ الْمَلَائِكَةُ أَوْزَارَهَا، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِرْقَةٍ، فَلَفَّ بِهَا رَأْسَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ، ثُمَّ نَادَى فِينَا فَقُمْنَا كَالزَّمِعِينَ لَا نَعْبَأُ بِالسَّيْرِ شَيْئًا، حَتَّى أَتَيْنَا قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ، فَيَوْمَئِذٍ أَمَدَّنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، وَفَتَحَ اللَّهُ لَنَا فَتْحًا يَسِيرًا، فَانْقَلَبْنَا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ "۔

بندھاہوا تھا جس پر دیباج کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے ہاں تھے۔ وہ آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں۔ ایک حصہ اس نے دھویا تھا۔ جبریل نے کہا کہ اے رسول اللہ! تم نے اسلحہ رکھ دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہاں۔ جبریل نے کہا اللہ تم کو بخش دے۔ لیکن فرشتوں نے چار دن سے اسلحہ نہیں رکھا ہے اور نہ ہی ایک قوم کا پیچھا کرنے سے واپس ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بنو قریظہ کے پاس جانے کا حکم دیتا ہے۔ میں تو وہاں جارہا ہوں۔ تم بھی کھڑے ہو۔ کیوں کہ میں نے ان کے قوس کے تار کاٹ دیئے ہیں۔ ان کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور انہیں زلزلوں اور تکالیف میں چھوڑ دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرنے والے سے کہا کہ آواز لگادو۔ کہ جو کوئی کان رکھے اور بات سنے تو وہ عصر قریظہ میں پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ میں علی بن ابی طالب کو علم عطا کیا۔ اور لوگ ان کے ہمراہ چل دیئے۔ یہاں تک کہ ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو اس نے وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہایت ہی غلط گفتگو سنی۔ تو واپس ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے میں ملے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ان خبیثوں کے قریب مت جایئے۔ آپ نے کہا شاید تم نے ان سے میری برائی سنی ہے؟ علی نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ایسا نہیں کہہ پائیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قلعوں کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! کیا تم نے اللہ کی توہین کی اور تم پر اس کی عذاب آگئی؟ انہوں نے کہا اے ابو القاسم تم جاہل نہیں ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے دو دیواروں کے درمیان سے گزر گئے۔ تو فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی یہاں سے گزر گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر گزرے ہیں جس پر دیباج کا کپڑا اور کجاوہ تھا۔ آپ نے کہا کہ یہ جبریل تھا جو کہ بنو قریظہ بھیج دیا گیا ہے۔ ان کے قلعوں میں زلزلہ اور دلوں پر رعب طاری کریں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ پہنچے تو ان کے کنوؤں میں سے ایک کنویں پر ان کے اموال سے دور رکے۔ اس کنویں کو یراق کہا جاتا تھا۔ مغرب کے بعد کچھ اور لوگ پہنچے جنہوں نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نماز بنی قریظہ ہی میں پڑھنا ہے۔ تو انہوں نے مغرب کے بعد عصر کی نماز پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کا کوئی عیب بیان نہیں کیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس کام کو برا سمجھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پچیس راتیں محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ محاصرہ ان کے بس سے باہر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔ قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حیی بن اخطب قریظہ کے ہاں قلعہ میں داخل ہوا۔ کعب بن اسد نے اسے وہ معاہدہ یاد دلایا۔ جب انہیں یہ یقین ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے والے نہیں تو انہیں ڈر لاحق ہوا۔ کعب بن اسد نے انہیں کہا اے یہود کے گروہ تم یہ حالات دیکھ رہے ہو جو تم پر آئے ہیں۔ میں

تمہارے سامنے تین باتیں رکھتا ہوں۔ ان میں ایک کو پسند کرو۔ انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہیں؟ ہم اس آدمی کی تصدیق کرلیتے ہیں۔ اللہ کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہے۔ یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ اپنے گھربار اور اہل کو محفوظ کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تورات کے احکام کسی دوسرے کتاب سے کبھی بھی تبدیل نہیں کریں گے اور نہ ہی اس سے جدا ہوں گے۔ تو اس نے کہا کہ جب تم نے انکار کیا تو آؤ کہ اپنے بیوی بچے کو قتل کریں۔ پھر تلواریں لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کے پاس چلے جائیں اور اپنے پیچھے کوئی غم نہ چھوڑیں۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی فیصلہ کرے۔ اگر ہم مرجائیں تو ایسے مریں گے کہ پیچھے کوئی نہیں بچے گا اور نہ ہی کسی کا غم رہے گا۔ اگر ہم زندہ رہے تو عورتیں اور بچے اور مل جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان بے چاروں کو قتل کردیں گے ان کے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں رہے گا۔ تو اس نے کہا جب تم اس سے بھی انکار کرتے ہو۔ تو شاید ہفتہ کی رات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی خود کو مامون سمجھیں۔ تو وہ آرام کریں گے اور ہم ان پر حملہ کردیں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے سبت کو خراب کریں تاکہ پہلے لوگوں کی طرح ہم پر بھی مسخ کا عذاب آجائے۔ تو اس نے کہا کسی بھی آدمی نے تم میں ایک رات زمانے میں یقینی نہیں گزاری ہوگی جب سے اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجئے جو کہ بنی عمرو بن عوف کا بھائی ہے یہ اوس کے حلیف تھے۔ ہم ذرا ان سے مشورہ کرنا ہے۔ جب انہوں نے اسے آتے دیکھا تو آدمی ان کے لیے کھڑے ہوئے اور عورتوں اور بچوں نے ان کے سامنے واویلا اور فریاد شروع کیا۔ تو وہ ان کے لیے نرم پڑ گئے۔ انہوں نے کہا۔ ابولبابہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نیچے اُتریں؟ تو اس نے کہا ہاں۔ اپنے ہاتھ گلے کے کاٹنے کا اشارہ کیا۔ ابولبابہ کہتا ہے کہ اللہ کی قسم میں وہاں ٹھہر نہ سکا کہ میں جان گیا کہ میں نے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی ہے۔ پھر ابولبابہ سیدھا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا۔ مسجد میں جاکر خود کو ستون سے باندھ دیا۔ کہا کہ میں یہاں سے ہرگز نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرا توبہ قبول کرے۔ اللہ کے ساتھ یہ عہد کیا کہ وہ بنو قریظہ میں پیر نہیں رکھے گا اور نہ ہی اللہ مجھے کبھی اس علاقہ میں دیکھے گا جہاں میں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی ہے۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے مغفرت طلب کرتا۔ لیکن جب اس نے ایسا کیا ہے تو میں اسے کھول نہیں سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا توبہ قبول کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابولبابہ کا توبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ اس وقت آپ ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا ابولبابہ کا توبہ قبول ہوا۔ میں نے کہا کیا میں اسے خوش خبری نہ دوں۔ آپ نے کہا کیوں نہیں۔ اس وقت

پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ وہ ابولبابہ کو یہ خوش خبری دینے اپنے گھر کے دروازے میں کھڑی ہوئی۔ کہا کہ ابولبابہ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارا توبہ قبول کیا۔ لوگ اسے کھولنے کے لیے چلے۔ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم جب تک مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے نہ کھولیں۔ جب آپ اس کے پاس سے صبح کے وقت گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا۔ پھر ثعلبہ بن شعبہ اور اسید بن شعبہ اور اسید بن عبید جو کہ بنی ہزل سے تھے بنی قریظہ اور بنو نضیر سے نہیں تھے۔ ان کا نسب ان سے بھی اونچا تھا۔ بلکہ اس قوم کے چچازاد تھے۔ اسی رات ایمان لائے۔ جس رات بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اُترے تھے۔ اسی رات عمرو بن سعدی القرظی بھی نکلے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے کے پاس سے گزرے۔ اس رات محمد بن مسلمہ انصاری کا پہرہ تھا۔ جب محمد بن مسلمہ نے اسے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا عمرو بن سعدی۔ عمرو نے بنو قریظہ کے چال میں شریک ہونے سے انکار کیا تھا۔ کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دھوکہ ہرگز نہیں کروں گا۔ محمد بن مسلمہ نے جب اسے جان لیا تو کہا اے اللہ مجھے ایسے عزت مندوں سے محروم نہ رکھ۔ پھر اس کو جانے دیا۔ وہ سیدھا لوٹا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں وہی رات گزاری۔ پھر اللہ تعالیٰ کی زمین میں کسی نامعلوم جگہ چلا گیا اور آج تک معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے اس کی وفا کی وجہ سے نجات دی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ان لوگوں میں باندھ دیا گیا تھا جب بنو قریظہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اترے تھے۔ تو اس کی رسی ڈھیلی ہوگئی اور وہ کہیں نکل گیا تبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کی تھی۔ واللہ اعلم۔ جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اُترے اور اوس وہاں برقرار رہے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! خزرج کے علاوہ وہ ہمارے موالی ہیں۔ خزرج کے موالی کے ساتھ آپ نے کل جو کیا وہ آپ کو معلوم ہے۔ بنو قریظہ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ جو کہ خزرج کے حلفاء تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قلعوں سے اُترے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں مانگا۔ تو آپ نے اسے وہ حوالہ کیے۔ جب اوس نے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میں سے کوئی تمہارا فیصلہ کردے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم راضی ہیں۔ سعد بن معاذ ان دنوں مسجد نبوی میں زیر علاج تھے۔ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک عورت کو علاج کے لیے مقرر کیا تھا۔ جسے رفیدہ کہا جاتا تھا۔ جو اس کے زخموں پر مرہم لگایا کرتی تھی۔ وہ مسلمانوں کے زخمیوں کا علاج کرتی تھی۔ جب وہ جنگ خندق میں زخمی ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کہا کہ اسے رفیدہ کے خیمے میں لے جاؤ تاکہ میں قریب سے اس کی عیادت کرسکوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے

بارے میں فیصلہ کرنا چاہاتو اس کے لوگ آ کر اسے گدھے پر اُٹھا کر لے گئے۔ اس طرح سے کہ ان کے پیچھے چمڑے کا تکیہ رکھاہوا تھا۔ وہ بڑے بھاری بھر کم جسم والے تھے۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کہہ کر لے گئے۔ اے ابو عمرو! آپ موالیک سے اچھا سلوک کرنا۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تیرے حوالہ کیاہے۔ تاکہ تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جب انہوں نے بار بار ایسا کہاتو اس نے کہا کہ سعد کو یہ بات یاد آگئی کہ وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کے ملامت کرنے سے نہ ڈرے۔ اس کے ہاں سے بعض بنی اشہل کے گھر کو لوٹے۔ تو بنو قریظہ والوں نے انہیں فریاد کی۔ اس سے پہلے کہ سعد بن معاذ کی باتیں ان تک پہنچتیں جو انہوں نے سعد سے سنی تھیں۔ جب باتیں پوری ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور اس کو جگہ دو۔ سب کھڑے ہوئے۔ اور کہا اے ابا عمرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تمہارے رشتہ دار حوالہ کیے ہیں تاکہ تم ان میں فیصلہ کرو۔ سعد نے کہا تم تو اللہ تعالیٰ کے اس عہد اور میثاق کے پابند رہو جس کا فیصلہ ہوا ہے کیا میں فیصلہ کروں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعب اور عزت کی وجہ سے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم ہی فیصلہ کرو۔ سعد نے کہا میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے آدمی قتل کیے جائیں' ان کے مال تقسیم کیے جائیں' ان کی بیویاں اور باندیاں قیدی بنائیں جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے کہا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق فیصلہ کیاہے۔ پھر ان لوگوں کو اتارا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنی نجار کے بنت حارث کے گھر میں ٹھہر الیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے بازار میں نکلے جو آج مدینہ کا بازار ہے۔ وہاں پر ایک خندق کھودی گئی تو انہیں کہلا بھیجا۔ پھر ان کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔ یہود اسی خندق میں ہیں ان میں اللہ کا دشمن حیی بن اخطب اور کعب بن اسد قوم کا سردار بھی تھا۔ یہ چھ سو یا سات سو ہوں گے۔ ان کی تعداد کے بارے میں کئی اقوال ہیں کہ وہ آٹھ سو یا نو سو تھے۔ ایسا کہا گیاہے کہ جب کعب بن اسد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتے تو کعب بن اسد سے کہتے کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟ تو کعب بن اسد کہتا کہ تم کسی بھی موقع پر عقل سے کام نہیں لیتے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ بلانے والا بس نہیں کرتا اور جانے والا آتا نہیں۔ وہ تو اللہ کی قسم قتل ہو تا ہے۔ اس وقت تک ایسا ہو تا رہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے فارغ نہ ہوئے۔ پھر حیی بن اخطب کو لایا گیا جو ایک قیمتی حلہ پہنے ہوئے تھا جو اس نے ہر طرف سے انگلی کی مقدار کے برابر پھاڑا ہوا تھا۔ تاکہ یہ اس سے سلب نہ کی جائے۔ اس کے ہاتھ رسی سے گردن میں باندھ دیئے گئے تھے۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا اللہ کی قسم میں نے خود کو تیری دشمنی میں ملامت نہیں کیا۔ لیکن جسے اللہ رسوا کرے وہ

رسوا ہو ہی جاتا ہے۔ پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے کہا: اے لوگو! اللہ کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ' اللہ کی کتاب اور اس کی تقدیر اور خون بنی اسرائیل پر لکھا گیا ہے۔ پھر بیٹھ گیا اور اس کی گردن اُڑادی گئی[180]۔

---

[180] تفسیر ثعلبی ۸: ۲۴-۳۰

تفسیر القرآن العظیم' طبرانی' بہ ذیل سورۃ الاحزاب ۳۳: ۲۶' وذلك أنَّ بني قريظةَ كانوا فقد عاهَدُوا رسولَ الله صلى الله عليه وسلم أن لاَ ينصرُوا أعداءَهُ عليهِ ، فلما رَأوا الأحزابَ وَكَثرَتَهم ظنُّوا أنَّهم يستأصِلُون المؤمنينَ ، فنَقَضُوا العهدَ ولَحقوا بهم. فَلَمَّا هَزَمَ اللهُ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَجَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إلَى بَيْتِهِ ، أرَادَ أنْ يَنْزَعَ لاَمَتَهُ ، فَسَمِعَ هَسِيْساً ، فَنَظَرَ فَإذا جِبْرِيْلُ عليه السلام فِي دِرْعِهِ وَسِلاَحِهِ ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ : أتَنْزَعُ لاَمَتَكَ يا رَسُولَ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةُ لَمْ يَنْزِعُواْ حَتَّى يُقَاتِلُواْ بَنِي قُرَيْظَةَ وَيُصَلَّى فِيهِمْ الْعَصْرُ؟! فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " وَكَيْفَ لِي بِقِتَالِهِمْ وَهُمْ فِي حُصُونِهِمْ؟! " فَقَالَ جِبْرِيْلُ : لأُلْهِمَنَّكَ ذلِكَ ، فَوَاللهِ لأَدُقَّنَّهُمُ الْيَوْمَ كَمَا يُدَقُّ الْبَيْضُ عَلَى الصَّفَا. فَنَادَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي الأَصْحَاب ، فَخَرَجُواْ إلَى حُصُونِ بَنِي قُرَيْظَةَ ، فَأُلْقِي الرُّعْبُ فِي قُلُوب الْقَوْمِ حَتَّى طَلَبُواْ الصُّلْحَ ، وَأبَواْ إلاَّ أنْ يَنْزِلُواْ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

وَكَانَ سَعْدُ قَدْ أصَابَهُ سَهْمٌ فِي أكْحَلِهِ فِي حَرْب الْخَنْدَقِ ، فَسَأَلَ اللهَ أنْ يُؤَخِّرَهُ إلَى أنْ يَرَى قُرَّةَ عَيْنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، فَاسْتَجَابَ اللهُ دُعَاءَهُ. فَلَمَّا طَلَبَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ النُّزُولَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ ، رَضِيَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، فَحُمِلَ سَعْدٌ إلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَدِ احْتَبَسَ أكْحَلُهُ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم : " احْكُمْ فِيْهِمْ ". فَقَالَ : حَكَمْتُ فِيْهِمْ بأنَّ يُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَيُسْبَى ذرَارِيَهُمْ وَنِسَاؤُهُمْ وَأمْوَالُهُمْ. فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " حَكَمْتَ فِيْهِمْ مِثْلَ مَا حَكَمَ اللهُ فِيْهِمْ ". فَلَمَّا قُتِلَتْ مُقَاتِلَتُهُمْ وَسُبِيَتْ نِسَاؤُهُمْ وَذرَارِيَهُمْ ، انْفَجَرَ أكْحَلُ سَعْدٍ فَمَاتَ رَحِمَهُ اللهُ ".

والصَّيَاصِيُّ : جمعُ صِيصَةٍ ، وصِيْصَةُ الثَّور قَرْنُهُ ، سُمِّي بذلكَ ؛ لأنَّ قَرْنَهُ حِصْنُهُ الَّذِي يَتَحَصَّنُ بهِ.

ورُوي : " أنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَمَّا رَجَعَ مِنْ اللَّيْلَةِ الَّتِي انْصَرَفَ فِيهَا الأَحْزَابُ ، وَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالْمُؤْمِنُونَ إلَى الْمَدِيْنَةِ ، وَوَضَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم السِّلاَحَ ، أتَى جِبْرِيْلُ عليه السلام إلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُعْتَجِراً بعِمَامَةٍ مِنْ اسْتَبْرَقَ عَلَى بَغْلَةٍ عَلَيْهَا قَطِيْفَةٌ مِنْ دِيْبَاجٍ ، وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ زَيْنَبَ بنْتِ جحْشٍ يَغْسِلُ رَأسَهُ وَقَدْ مَشَّطَتْ عِقْصَتَهُ ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ : قَدْ وَضَعْتَ السِّلاَحَ يَا رَسُولَ اللهِ؟! قَالَ : " نَعَمْ " قَالَ : عَفَا اللهُ عَنْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَوَاللهِ مَا وَضَعَتِ الْمَلاَئِكَةُ السِّلاَحَ مُنْذُ أرْبَعِيْنَ لَيْلَةٍ ، إنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ بالسَّيْرِ إلَى بَنِي قُرَيْظَةَ. وَكَانَ هَذا فِي وَقْتِ الظُّهْرِ ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُنَادِياً يُنَادِي : " مَنْ كَانَ سَامِعاً مُطِيْعاً فَلاَ يُصَلِّيَنَّ الْعَصْرَ إلاَّ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ ". وَقَدَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلِيَّ بْنَ أبِي طَالِبٍ برَايَتِهِ إلَيْهِمْ ، فَسَارَ إلَيْهِمْ عَلِيٌّ رضي الله عنه حَتَّى إذا دَنَا مِنَ الْحُصُونِ سَمِعَ مِنْهُمْ مَقَالَةً قَبِيْحَةً فِي رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، فَرَجَعَ عَلِيٌّ رضي الله عنه حَتَّى لَقِيَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بالطَّرِيْقِ. فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ لاَ عَلَيْكَ أنْ تَدْنُو مِنْ هَؤُلاَءِ الْخَبَائِثِ ، قَالَ : " أظُنُّكَ سَمِعْتَ مِنْهُمْ أذى ؟ " قَالَ : نَعَمْ. فَسَارَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُمْ حَتَّى دَنَا مِنْ حُصُونِهِمْ ، فَقَالَ لَهُمْ : " يَا إخْوَانَ الْقِرَدَةِ أخْزَاكُمُ اللهُ ، وَأنْزَلَ فِيْكُمْ نِقْمَتَهُ " قَالُواْ : يَا أبَا الْقَاسِمِ! مَا كُنْتَ جَهُولاً. فَحَاصَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً حَتَّى جَهَدَهُمُ الْحِصَارُ ، وَقَذفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ. فَلَمَّا أيْقَنُواْ أنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم

غَيْرُ رَاجِعٍ عَنْهُمْ ، قَالَ لَهُمْ كَعْبُ بْنُ أَسَدٍ : يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ ؛ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ بِكُمْ مِنَ الأَمْرِ مَا تَرَوْنَ ، وَإِنِّي سَأَعْرِضُ عَلَيْكُمْ ثَلاَثَ خِصَالٍ ، فَخُذُواْ بِأَيِّهَا شِئْتُمْ. قَالُواْ : وَمَا هِيَ ؟

قَالَ : أَمَّا الأُوْلَى فَنُبَايِعُ هَذا الرَّجُلَ وَنُصَدِّقُهُ فَوَاللهِ لَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ أَنَّهُ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ ، وَأَنَّهُ الَّذِي تَجِدُونَهُ فِي كِتَابِكُمْ ، فَتَأْمَنُواْ عَلَى دِمَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَنِسَائِكُمْ. قَالُواْ : لاَ نُفَارِقُ دِيْنَنَا أَبَداً ، وَلاَ نَسْتَبْدِلُ بِهِ غَيْرَهُ.

قَالَ : فَإِنْ أَبَيْتُمْ هَذِهِ عَلَيَّ ، فَهَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا ، ثُمَّ نَخْرُجَ إِلَى مُحَمَّدٍ رِجَالاً مُصَلِّتِينَ بِالسُّيُوفِ ، وَلَمْ يَكُنْ وَرَاءَنَا ثِقْلٌ يَهُمُّنَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ. قَالُواْ : نَقْتُلُ هَؤُلاَءِ الْمَسَاكِيْن! فَلاَ خَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَهُمْ.

قَالَ : فَإِنَّ أَبَيْتُمْ هَذِهِ ، فَاعْلَمُواْ أَنَّ هَذِهِ لَيْلَةَ السَّبْتِ ، وَإِنَّهُ عَسَى أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ قَدْ أَمِنُواْ فِيْهَا ، فَانْزِلُواْ لَعَلَّنَا نُصِيْبُ مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ غِرَّةً. قَالُواْ : نُفْسِدُ سَبْتَنَا وَنُحْدِثُ فِيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ أَحْدَثَ فِيْهِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا ، وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ الَّذِينَ أَحْدَثُواْ فِيهِ الأَحْدَاثَ مُسِخُواْ ، وَلَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ مَنْ هُمْ.

قَالَ : ثُمَّ إِنَّهُمْ بَعَثُواْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أن ابْعَثْ إِلَيْنَا أَبَا لُبَابَةَ أَخَا بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ، وَكَانُواْ حُلَفَاءَ الأَوْسِ ، نَسْتَشِيْرُهُ فِي أَمْرِنَا ، فَأَرْسَلَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيْهِمْ. فَسَأَلُوهُ إِنْ نَنزِلَ عَلَى حُكْمِ مُحَمَّدٍ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ : أَنَّهُ الذبْحُ. قَالَ أَبْو لُبَابَةَ : فَعَلِمْتُ أَنِّي قَدْ خُنْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ ، ثُمَّ انْطَلَقَ أَبُو لُبَابَةَ عَلَى وَجْهِهِ ، وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى ارْتَبَطَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى عَمُودٍ مِنْ أَعْمِدَتِهِ ، وَقَالَ : لاَ أَبْرَحُ حَتَّى يَتُوبَ اللهُ عَلَيَّ مِمَّا صَنَعْتُ ، وَعَاهَدَ اللهَ تَعَالَى أَنْ لاَ يَطَأَ أَرْضَ بَنِي قُرَيْظَةَ أَبَداً ، وَقَالَ : لاَ يَرَانِي اللهُ فِي بَلَدٍ خُنْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ فِيْهِ. فَلَمَّا عَلِمَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَدْ مَضَى عَلَى وَجْهِهِ وَلَمْ يَأْتِهِ قَالَ : " أَمَا إِنَّهُ لَوْ جَاءَنِي لاسْتَغْفَرْتُ لَهُ ، فَأَمَّا إذا فَعَلَ مَا فَعَلَ ، فَمَا أَنَا بِالَّذِي أُطْلِقُهُ حَتَّى يَتُوبَ اللهُ عَلَيْهِ. ثُمَّ إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَنْزَلَ تَوْبَتَهُ ، فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " تُبْتُ عَلَى أَبِي لُبَابَةَ " فَثَارَ النَّاسُ إِلَى أَبِي لُبَابَةَ لِيُطْلِقُوهُ ، فَقَالَ : وَاللهِ لاَ حَتَّى يَكُونَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ الَّذِي يُطْلِقُنِي بِيَدِهِ. فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَطْلَقَهُ.

قَالَ : فَلَمَّا أَصْبَحَ بَنُو قُرَيْظَةَ نَزَلُواْ عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، فَتَوَاثَبَتِ الأَوْسُ وَقَالُواْ : يَا رَسُولَ اللهِ ؛ إِنَّهُمْ مَوَالِيْنَا – أَيْ حُلَفَاؤُنَا – دُونَ الْخَزْرَجِ ، وَقَدْ فَعَلْتَ فِي مَوَالِي الْخَزْرَجِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ بَنِي قُرَيْظَةَ حَاصَرَ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَكَانُواْ حُلَفَاءَ الْخَزْرَجِ ، فَنَزَلُواْ عَلَى حُكْمِهِ ، فَسَأَلَهُمْ إِيَّاهُ عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي سَلُولٍ فَوَهَبَهُمْ لَهُ. فَلَمَّا كَلَّمَهُ الأَوْسُ ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : " يَا مَعْشَرَ الأَوْسِ ؛ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ أُحَكِّمَ فِيْهِمْ رَجُلاً مِنْكُمْ ؟ " قَالُواْ : بَلَى ، قَالَ : " فَذاكَ " إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ، وَكَانَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَدْ جَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي خَيْمَةِ امْرَأَةٍ مِنَ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا رُفَيْدَةُ ، تُدَاوي الْجَرْحَى وَتَخْدِمُ الْمَرْضَى. فَلَمَّا حَكَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَنِي قُرَيْظَةَ ، أَتَاهُ قَوْمٌ فَاحْتَمَلُوهُ عَلَى حِمَار ، وَقَدْ وَطَّأُواْ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدْمٍ ، وَكَانَ رَجُلاً جَسِيْماً. ثُمَّ أَقْبَلُواْ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُمْ يَقُولُونَ : يَا أَبَا عَمْرٍو! أَحْسِنْ فِي مَوَالِيْكَ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّمَا وَلاَّكَ ذلِكَ لِتُحْسِنَ فِيْهِمْ. فَلَمَّا أَكْثَرُواْ عَلَيْهِ ؛ قَالَ : لَقَدْ آنَ لِسَعْدٍ أَنْ لاَ تَأْخُذهُ فِي اللهِ لَوْمَةُ لائِمٍ. فَعَرَفُواْ أَنَّ بَنِي قُرَيْظَةَ مَقْتُولُونَ.

فَلَمَّا انْتَهَى سَعْدٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : " قُومُواْ إِلَى سَيِّدِكُمْ ، فَأَنْزِلُوهُ " فَقَامُواْ إِلَيْهِ ، فَقَالَ : يَا أَبَا عَمْرٍو ؛ إِنَّ رَسُولَ اللهِ قَدْ وَلاَّكَ مَوَالِيكَ لِتَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ، فَقَالَ سَعْدٌ : عَلَيْكُمْ عَهْدُ اللهِ وَمِيْثَاقُهُ أَنَّ الْحُكْمَ فِيْهِمْ مَا حَكَمْتُ ؟ قَالُواْ : نَعَمْ. قَالَ : أَحْكُمُ فِيْهِمْ أَنْ يُقْتَلَ الرِّجَالُ وَتُقْسَمَ الأَمْوَالُ وَتُسْبَى الذرَاري وَالنِّسَاءُ. فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ يَا سَعْدُ بِحُكْمِ اللهِ مِنْ فَوْقِ سَبْعَةِ أَرْقِعَةٍ ". ثُمَّ اسْتُنْزِلُوا ، فَحَبَسَهُمْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم

[۲]روایت:عروہ بن زبیر'سیدہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو قریظہ کی عورتوں میں صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا۔وہ میرے ساتھ بیٹھی ہوئی ہنس رہی تھی۔جب کہ اس کے آدمیوں کو قتل کیا جارہا تھا۔کہ اسی اثناء میں کسی نے اس کا نام لیا۔اے فلانہ۔اس نے کہا کیا مجھے بلایا ہے ؟میں نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا ہے ؟اس نے کہا:مجھے قتل کیا جائے گا۔میں نے کہا کیوں؟اس نے کہا کہ وہ بات جو میں نے کہی تھی۔عائشہؓ کہتی ہے کہ اسے لے جایا گیا۔اوراس کا گردن کاٹ دیا گیا۔عائشہ کہتی ہے کہ واللہ !میں ایک عرصہ تک اس کی عجیب وغریب ہنسنانہ بھول پائی ہوں۔حالانکہ اسے معلوم تھا کہ اسے قتل کیا جائے گا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس عورت کا نام بنانہ تھا جو کہ حکم قرظی کی بیوی تھی۔اس نے خلاد بن سوید کو قتل کیا۔اس نے خلاد بن سوید پر آٹے کا برتن پھینکا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر خلاد بن سوید کے قصاص میں قتل کیا تھا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بنو قریظہ کے گردن کاٹتے تھے۔جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھے ہوئے تھے [181]۔

[۳]روایت:زبیر بن باطا قرظی'کنیت:ابوعبد الرحمٰن'اس نے جاہلیت میں ثابت بن قیس بن شماس میں یوم بعاث کے دن احسان کیا تھا۔کہ اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر چھوڑا تھا۔جب وہ قریظہ کے دن آیا تو بہت بوڑھا تھا۔ثابت بن قیس نے کہا اے ابوعبد الرحمٰن تم مجھے جانتے ہو؟اس نے کہا:کیا مجھ جیسا تجھ کو کبھی بھول سکتا ہے ثابت نے کہا کہ میں نے چاہا ہے کہ تجھے مجھ پر کیے گئے احسان کے بدلے میں احسان سے نوازوں۔ابوعبد الرحمٰن نے کہا کہ کریم ہی کریم کا بدلہ اُتارتا ہے۔پھر ثابت بن قیسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔اور کہا کہ اے اللہ کے

فِي دَار " ابْنَةِ الْحَارِثِ " امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّار ، ثُمَّ بَعَثَ إلَيْهِمْ مَنْ يُخْرِجُهُمْ إلَيْهِ إرْسَالاً ، وَأمَرَ بضَرْب أعْنَاقِهِمْ. وَكَانَ فِيْهِمْ يَوْمئِذٍ عَدُوُّ اللهِ حَيِيُّ بْنُ أخْطَبَ وَكَعْبُ بْنُ أسْدٍ رَأسُ الْقَوْمِ فِي سَبْعِمِائَةٍ. وَقِيْلَ : مِنْ ثَمَانِمِائَةٍ إلَى تِسْعِمِائَةٍ ، فَقَالُواْ لِكَعْبٍ وَهُوَ يَذْهَبُ بِهِمْ إلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أرْسَالاً : يَا كَعْبُ مَا تَرَى مَا يُصْنَعُ بنَا ؟ قَالَ : مَا لَكُمْ لاَ تَعْقِلُونَ! ألاَ تَرَوْنَ مَنْ ذهَبَ مِنْكُمْ لاَ يَرْجِعُ ، هُوَ وَاللهِ الْقَتْلُ ، فَلَمْ يَزَلْ ذلِكَ دَأبُهُمْ حَتَّى فَرَغَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، ثُمَّ أُتِيَ بحُيَيِّ بْنِ أخْطَبَ عَدُوِّ اللهِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ لَهُ فَقَّاحِيَّةٌ وَيَدَاهُ مَغْلُولَتَانِ إلَى عُنُقِهِ بحَبْلٍ ، ثُمَّ أُجْلِسَ فَضُرِبَ عُنُقُهُ "۔

[181] تفسیر ثعلبی ۸ : ۲۸

تفسیر الطبری ۲۰ : ۲۴۹' حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، قَالَتْ: وَاللَّهِ إِنَّهَا لَعِنْدِي تَحَدَّثُ مَعِي وَتَضْحَكُ ظَهْرًا، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بِالسُّوقِ، إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا: أَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا وَاللَّهِ. قَالَتْ: قُلْتُ: وَيْلَكِ مَا لَكِ؟ قَالَتْ: أُقْتَلُ؟ قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَتْ: لِحَدَثٍ أَحْدَثْتُهُ؛ قَالَ: فَانْطُلِقَ بِهَا، فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا، فَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: مَا أَنْسَى عَجَبِي مِنْهَا، طِيبُ نَفْسٍ، وَكَثْرَةُ ضَحِكٍ، وَقَدْ عَرَفَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ "۔

رسول!زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا احسان چکادوں۔میری وجہ سے اس کا خون معاف کردیجئے۔ آپ نے فرمایاوہ تیرا ہوا۔ثابت اس کے پاس جاکر بولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تیرا خون بخش دیاہے۔اس نے کہا کہ جب عمر رسیدہ بوڑھے کا کوئی اہل وعیال نہ ہوتو وہ زندہ رہ کر کیا کرے گا؟تو ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوبارہ آیااورزبیر کے اہل وعیال کی جان بخشی مانگی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا۔پھر ثابت نے زبیر کے مال کی حوالگی کا مطالبہ کیاوہ بھی منظور کیا گیا۔پھر اس نے بڑے بڑے سرداروں کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا بنا۔پتہ چلا کہ سبھی قتل کر دیئے گئے ہیں۔توپھر اس نے بھی قتل ہونا پسند کیاتو اسے قتل کیا گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تمام قیدیوں کو قتل کیا۔سلیمی بنت قیس ام المنذر جو سلیط بن قیس کی بہن تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالاؤں میں سے ایک تھی۔اس نے آپ سے رفاعہ بن سموٴال مانگا۔کہا کہ اس کا خیال ہے کہ وہ نماز پڑھے گااوراونٹ کا گوشت کھائے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رفاعہ دیا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کی بیویاں اور بچے مسلمانوں میں تقسیم کیے۔اس دن گھوڑوں کے لیے دوسہام تھے اوردوسہام مردوں کے لیے تھے۔اس سے خمس بھی نکالا تھا۔سوار کے تین سہام'دوسہام گھوڑے کے لیے اورایک سوار کے لیے تھا۔پیدل جس کے ساتھ گھوڑانہ تھااس کے لیے ایک سہم۔بنو قریظہ کے دن ۳۶ گھوڑے تھے۔یہ پہلا مال فے تھا جس میں دوسہام مقرر ہوئے۔پھراسی طریقے پر مغازی میں مال فے تقسیم کیاجاتا رہا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید انصاری (بنی اشہل کے بھائی) کو بنو قریظہ کے قیدیوں کے ہمراہ نجد بھیجا۔انہیں وہاں فروخت کرکے ان کے بدلے گھوڑے اوراسلحہ آپ کے لیے خرید کرلایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عورتوں میں اپنے لیے ریحانہ بنت عمروبن حنافہ جو کہ بنی عمروبن قریظہ سے تھی کو پسند کیا۔وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھی۔یہاں تک کہ آپ فوت ہوئے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اس سے شادی کرے اوراس پر پردہ ڈالے۔اس نے قید کے دوران اسلام سے انکار کیا تھااور یہودیت پر قائم رہنا پسند کیا تھا۔تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑدیا۔آپ نے اپنے دل میں اس سے کچھ محسوس کیا۔جب آپ صحابہ کے ہمراہ بیٹھے تھے اتنے میں جوتوں کی آوز سنائی دیاتو وہ ثعلبہ تھے انہوں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریحانہ کے ایمان کی خوش خبری سنائی۔اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔جب فجر کے وقت بنو قریظہ کا معاملہ ختم ہوا۔توسعد بن معاذ نکلے۔انہوں نے بنو قریظہ کے فیصلے کے بعد دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے وہ قوم کبھی محبوب نہیں ہوئی اور میں نے ان سے جہاد کیا۔جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی ہے۔اے اللہ اگر قریش کی کوئی لڑائی آپ کے ساتھ باقی ہوتو مجھے زندہ رہنے دیجئے ورنہ مجھے موت دیجئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس اسی خیمہ میں بھیج دیاجو مسجد میں ان کے علاج کے لیے نصب کیا تھا۔عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اورابو بکراور عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس آئے۔اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے میں عمراورابو بکر کے رونے کو سمجھ رہی تھی۔حالانکہ میں اپنے کمرے میں تھی[182]۔

فصل پنجم: غزوہ بنی نضیر

غزوہ بنوالنضیر کی تفصیلات (یعنی ان کی جلاوطنی):

[ا]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔تو بنو نضیر نے آپ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ نہ تو آپ کے ساتھ لڑیں گے اور نہ آپ کے خلاف لڑیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ قبول کیا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں لڑے اور مشرکین پر غلبہ حاصل کیا۔تو بنو نضیر نے کہاواللہ یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر اور نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ان کا جھنڈا کبھی گرے گا نہیں۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد میں لڑے اور مؤمنوں نے شکست کھائی۔توانہوں نے شک کر کے منافقت اختیار کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ظاہر کرنے لگے۔کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کو لے کر مکہ چلا گیا۔وہاں قریش سے یہ عہد وپیمان کیا کہ ہم سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکٹھے لڑیں گے۔پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے)چالیس آدمیوں کو لے کر اور کعب بن اشرف اپنے چالیس آدمیوں کے ساتھ کعبہ داخل ہوئے اوراستار کعبہ کے سامنے یہی عہد کیا۔پھر کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی مدینہ لوٹے۔تو جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی۔آپ نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دے دیا۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جو اس کا رضاعی بھائی تھا اس نے جا کر قتل کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اسی خیانت کے بارے میں انہیں خبردار کرنے اوردو مسلمانوں کی دیت مانگنے ان کے پاس گئے تھے۔اس وقت آپ کے ساتھ ابو بکر،عمراور علی رضوان اللہ علیہم موجود تھے۔ان دو آدمیوں کو عمرو بن امیہ ضمری نے بئر معونہ سے لوٹتے ہوئے قتل کیا تھا۔انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھا کر آپ سے مہلت مانگی اور آپ کو مارنے کی غرض سے آپ پر قلعے کے اُوپر سے پتھر پھینکنے چاہتے تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی اور آپ کو بچالیا۔

---

[182] تفسیر ثعلبی ۸: ۲۸

المغازی،محمد بن عمرواقدی،۲: ۵۱۹،دار الاعلمی،بیروت،۱۹۸۹ء

جب کعب قتل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بنو نضیر جانے کا حکم دیا۔ وہ زہرہ نامی گاؤں میں رہائش پذیر تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو وہ کعب پر نوحہ کر رہے تھے۔ جوان کا سردار تھا۔ انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میت کے پیچھے رونا ہی رونا اور رونا کے بعد رونا ہے؟ آپ نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم اپنے زخموں پر روئے۔ پھر ہم تیرے بارے میں کوئی مشورہ کرتے ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ سے نکلو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس سے موت کو زیادہ قریب سمجھتے ہیں۔ وہ جنگ کے لیے تیار ہوئے۔ عبد اللہ بن ابی اور اس کے منافقین ساتھیوں نے انہیں یہ بات پہنچادی کہ قلعہ سے مت نکلیں۔ اگر مسلمان تمہارے ساتھ لڑیں گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہیں ذلیل نہیں ہونے دیں گے۔ اگر تمہیں نکال دیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ بنو نضیر والوں نے اپنے مشکیزے بھر کر ان کے منہ بند کیے اور قلعہ بند ہوئے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دینے کا مشورہ کیا۔ کہا کہ ہم میں سے تیس نکلیں گے اور تیس تمہارے ساتھی آئیں۔ فلاں فلاں جگہ میں ہم آدھے آدھے جمع ہو کر تمہاری بات سنیں گے۔ اگر انہوں نے تمہاری تصدیق کی تو ہم بھی مان لیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح تیس صحابہ کو ہمراہ لیا اور یہودی تیس احبار کے ساتھ آئے۔ جب وہ کھلی جگہ پہنچے تو یہودیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس سے کس طرح چھٹکارا پاؤ گے؟ اس کے ساتھ تو تیس آدمی ہیں۔ تب آپ کی طرف کہلا بھیجا کہ تین ساتھیوں کے ساتھ نکل۔ ہم ساٹھ آدمی کس طرح بات سمجھ سکتے ہیں۔ تین ہم سے نکلیں گے۔ ان تینوں نے جو فیصلہ کیا۔ وہ ہمیں منظور ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین صحابہ لے کر روانہ ہوئے۔ ان یہودیوں نے خنجر ساتھ لیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ بنی نضیر کی ایک عورت نے اپنے مسلمان بھائی کو ان کے اس ارادے کے بارے میں کہلا بھیجا۔ تو ان کا بھائی جلدی سے موقع پہنچا۔ ابھی تک دونوں اطراف کا ایک دوسرے سے سامنا نہیں ہوا تھا۔ آپ کو جب پتہ چلا تو واپس لوٹ آئے اور اگلی صبح ہوئی لشکر کشی کر کے انہیں اکیس دن محاصرہ میں رکھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔ اور منافقین کی مدد سے مایوس ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کا مطالبہ کیا۔ لیکن آپ نے انکار کیا اور مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ انہوں نے جلاوطنی قبول کی۔ اس شرط پر صلح ہوئی کہ اپنے ساتھ صرف ایک اونٹ کا ہلکا بار اور اسلحہ لے جاسکتے ہیں اور اپنا باقی سارا مال و اسباب آپ کے لیے چھوڑیں گے۔ [183]

غزوہ بنو النضیر کی غنیمت میں انصار کی ایثار:

---

[183] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۶۶

تفسیر البغوی ۵ : ۵۱، اسباب النزول، واحدی، ص: ۲۷۸۔

[ا]روایت:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے مال فے کو مہاجرین میں تقسیم کیا۔انصار میں سے صرف تین افراد کو اس میں کچھ حصہ دیا۔باقی کو کچھ نہیں دیا۔سب انصار نے اس فیصلے کو خوش دلی سے قبول کیااور کچھ بھی نہ کہا[184]۔

فصل ششم:واقعہ افک

[ا]روایت:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی سفر پر جاتے تو ازواج میں قرعہ ڈالتے۔سو جس کا قرعہ نکل آتا وہ سفر میں ساتھ جاتی۔عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک غزوہ کے دوران جب قرعہ ڈالا گیاتو میرا نام نکلا۔یہ حجاب کے نزول کے بعد کی بات تھی۔میں اپنے ہودج میں سوار ہوتی اور اسی سے اُترتی تھی۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب ہوئے۔انہوں نے جانے کی منادی کی۔میں نے جیسے ہی آواز سنی میں بھی اُٹھی۔یہاں تک لشکر سے تجاوز کرگئی۔جب میں نے اپنی قضائے حاجت سے فارغ ہوئی تو اپنی سواری کے پاس گئی۔جب میں نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا تو اپنے ہار کو گم پایا۔مجھے اس کی تلاش نے روکے رکھا۔میرے گروپ نے سفر شروع کیااور میرے ہودج کو اُٹھاکر سواری پر رکھا۔ان کے خیال کے مطابق میں اس میں بیٹھی تھی۔اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں۔ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہیں ہوا کرتا تھا۔کھانے میں صرف ساگ کھایا کرتی تھیں۔تو لوگوں نے ہودج کو اُٹھاتے ہوئے ہلکا یابھاری محسوس نہیں کیا۔اسی طرح ہی رکھا۔اس وقت میں نوعمر لڑکی تھی۔انہوں نے اونٹ کو اُٹھایااور چلے گئے۔جب لشکر چلا گیاتو میں نے اپنا ہار پایا۔تو میں ان کے رکے ہوئے مقام پر گئی۔جہاں پر وہ قیام کیے ہوئے تھے۔وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔میں وہاں اپنی جگہ پر بیٹھ گئی جہاں پر میں پہلے رکی ہوئی تھی۔یہی گمان کیا کہ شاید قوم جب مجھے نہیں پائے گی تو میری طرف لوٹ کر آئے گی۔میں جیسی ہی بیٹھی تو اسی دوران مجھ پر نیند طاری ہوئی۔صفوان بن معطل [185]جو لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔وہ میرے پاس

---

[184] تفسیر ثعلبی۹ : ۲۷۸-۲۸۰

تفسیر الطبری ۲۳ : ۲۸۳' أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ دُونَ الْأَنْصَارِ، إِلَّا رَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَعْطَاهُمَا لِفَقْرِهِمَا، وَإِنَّمَا فِعْلُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً۔

[185] صفوان بن المعطل بن رحضہ السّلمی الذکوانی' اَبو عمرو'صحابی' تمام غزوات میں شرکت کی۔۱۹ہجری بمطابق ۶۸۰ء کو شہادت پائی۔

[الاصابہ ۳: ۴۴۰۔۔۔۔ الاعلام ۳: ۲۰۶]

آئے۔ انہوں نے سوتے ہوئے انسان کا کالا سایہ دیکھا۔ انہوں نے حجاب کے حکم سے پہلے میرا چہرہ دیکھا تھا۔ اس لیے وہ مجھے پہچانتے تھے۔ میں ان کے انا للہ وانا الیہ رٰجعون سن کر جاگی۔ جب انہوں نے مجھے جان لیا تو ایسا کہا تھا۔ تو میں نے پردے میں اپنا منہ چھپا لیا۔ اللہ کی قسم اس نے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ یہاں تک کہ اپنی سواری کو بٹھایا تو میں اُونٹ کو ہاتھوں سے پکڑ کر اس پر سوار ہوئی۔ وہ پیدل میری سواری کی قیادت کرتے ہوئے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم ظہر کے بعد لشکر میں پہنچ گئے۔ میرے معاملے میں وہی ہلاک ہوا جسے ہلاک ہونا تھا۔ میں مدینہ آئی میں نے گرمی کی شکایت کی۔ لوگ افک کے بارے میں باتیں کرتے تھے اور مجھے اس کا پتہ ہی نہیں تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم توجہی اور مجھ پر وہ لطف نہ رہا۔ جب میں نے انہیں شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو کر مجھے سلام کرتے ' صرف میرا حال پوچھتے۔

مجھے کسی شر کا پتہ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ مسطح کی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کو نکلی۔ وہاں ہم رات ہونے کے بعد جایا کرتی تھیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم نے گھر کے قریب قضائے حاجت کے لیے مواضع نہیں بنوائے تھیں۔ پہلے ہم بھی عرب کی تنزہ کے لیے نکلتیں۔ گھر میں جائے قضائے حاجت بنانا ہمیں اچھا نہیں لگتا تھا۔ میں اور ام مسطح عاتکہ بنت ابی رہم بن عبد المطلب بن عبد مناف روانہ ہوئیں۔ اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی ' ابو بکر صدیق کی خالہ تھیں۔ اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ[186] بن عباد بن مطلب تھا۔ جب ہم دونوں قضائے حاجت سے فارغ ہوئیں اور گھر کی طرف روانہ ہوئیں۔ تو بنت ابی رہم کو ٹھوکر لگی۔ اس نے مسطح کو ہلاکت کی دعا دی۔ تو میں نے کہا تم نے بہت برا کہا وہ تم نے نہیں سنا۔ میں نے کہا کہ تم ایسے آدمی کو برا کہتی ہو جو بدر میں شریک ہوا۔ تو اس نے مجھے کہا کہ اس نے جو کہا ہے وہ تم نے نہیں سنا ہے؟ میں نے کہا اس نے کیا کہا ہے؟ اس نے مجھے افک کا سارا واقعہ سنایا۔ میرا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ میں گھر لوٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس گھر تشریف لائے۔ اس نے مجھ سے مزاج گرامی معلوم کیا؟ میں نے کہا کیا میں والد کے گھر جاؤں؟ وہ کہتی ہے کہ میں اس وقت ان دونوں سے پہلے اس خبر کا یقینی پتہ کرنا چاہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی۔ تو میں اپنے والد کے پاس آئی اور میں نے اپنی ماں سے کہا اے اماں! یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ اس نے کہا اے بیٹی اللہ تجھ پر آسانی لائے۔ اللہ کی قسم یہ بیوی کے لیے اس کے محبوب شوہر کے سامنے بڑا مشکل ہوتا ہے جب اس کی سوکن بھی ہو۔ تو میں نے

---

[186] مسطح [عوف] بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف ' قرشی ' ابو عباد ' صحابی ہیں۔ بہادر اور اشراف میں سے ہیں۔ ان کا اصل نام عوف ہے جب کہ مسطح جو ان کا لقب ہے ان کے اصل نام پر غالب آیا۔ ۲۲ قبل ہجری=۶۰۱ھ کو پیدا ہوئے۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ ۳۴ھ = ۶۵۴ء کو وفات پائی۔ [الاستیعاب ۱: ۱۶۶ '۴۶۳۔۔۔ اسد الغابہ ۲: ۳۷۹۔۔۔ الاصابہ ۱: ۳۷۹۔۔۔ الاعلام ۷: ۶۱۵]

کہاسبحان اللہ کیالوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں؟اس نے کہا:ہاں۔عائشہؓ فرماتی ہے کہ میں نے وہ ساری رات روتے ہوئے گزاری۔ نیند مجھے آئی ہی نہیں۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اوراسامہ بن زید[187] کوبلایا۔جب آپ پر وحی نازل ہونے میں تاخیر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے اپنے اہلیہ کے متعلق مشورہ کیا۔اُسامہ نے کہاکہ میں براءت کے بارے میں بھی جانتاہوں اورمحبت کے بارے میں بھی جانتاہوں۔اس نے کہا اے اللہ کے رسول وہ آپ کی اہلیہ ہیں مجھے اس سے زیادہ بہتر آپ کے لیے معلوم نہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اللہ آسانی فرمائے۔اس نے کہاکہ عورتیں بہت ہیں۔آپ کسی بھی لڑکی کامطالبہ کریں تو میں لادوں گا۔عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ بریرہؓ[188] کوبلایااوراس سے پوچھاکیاتم نے عائشہ میں خامی والی کوئی بات پائی ہے؟بریرہ نے کہا۔اس ذات کی قسم جس نے تمہیں حق پر مبعوث کیاہے۔وہ تو چھوٹی بچی ہے۔اس میں صرف یہ عیب ہے کہ آٹا گوندھنے کے بعد سو جاتی ہے اور بکری آکر اسے کھاجاتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہافرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر عبداللہ بن ابی بن سلول سے عذر طلب کیا۔فرمایاکہ اے مسلمانوں کے گروہ!کون مجھ سے اس آدمی کاعذر بیان کرے گاجو میرے اہل پر الزام لگائے۔حالانکہ میں اپنے اہل کے بارے میں خیر ہی کاعلم رکھتاہوں۔انھوں نے میرے اہل پر ایک آدمی کے داخل ہونے کاذکر کیاہے۔اس آدمی کے بارے میں بھی مجھے خیر کاعلم ہے۔میرے اہل کے پاس میرے سوا کوئی نہیں جاتا۔

سعد بن معاذ نے کہااے اللہ کے رسول میں آپ کوعذر پیش کرتاہوں اگر وہ اوس میں سے ہو تو میں اس کاگردن اڑادیتاہوں اوراگر وہ ہمارے بھائی خزرج میں سے ہوتو آپ اس کی نشان دہی کریں میں اُسے قتل کردیتاہوں۔

عائشہؓ نے فرمایا کہ سیدناسعد بن عبادہؓ جو خزرج کا سردار اور نیک آدمی تھا۔ غیرت میں آکر سیدنا سعد بن معاذؓ سے کہنے لگا۔واللہ تم نے صحیح بات نہیں کی۔سعد نے کہاواللہ ہم اسے قتل کریں گے۔اس لیے کہ تم منافق

---

[187] اُسامہ بن زید بن حارثہ'ابو محمد'جلیل القدر صحابی ہیں۔۷ قبل ھ=۶۱۵ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔مسلمانی میں پلے بڑھے۔ مدینہ منورہ کو ہجرت کی'اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پاجانے کے بعد مکہ منتقل ہوئے'وہاں سے دمشق اور پھر مدینہ منورہ واپس لوٹے۔جرف میں ۵۴ھ=۶۷۴ء کووفات پائی۔ [تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۲: ۳۹۱۔۔۔الاعلام ۱: ۲۹۱]

[188] سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا'اس کے شوہر کانام مغیث رضی اللہ عنہ تھا۔بریرہ رضی اللہ عنہاسیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہاکی باندی تھی۔جسے عائشہ رضی اللہ عنہانے آزاد کیا تھا۔[الطبقات الکبریٰ ۸: ۲۵۶]

ہو اور منافقوں کی طرف سے لڑتے ہو۔ تو اوس اور خزرج میں پھوٹ پڑ گئی یہاں تک کہ وہ دونوں لڑتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور انہیں خاموش کیا عائشہؓ فرماتی ہے کہ میں نے وہ دن بھی روتے ہوئے گزاری۔ میری آنکھ نہیں لگی۔ میرے ماں باپ کہتے تھے کہ رونا دل کے لیے اچھا نہیں۔ اس وقت کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے ہوئے رو رہے تھے کہ اتنے میں انصار کی ایک عورت نے مجھ سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ میں نے اسے اندر بلایا وہ بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہوئے۔ وہ بیٹھ گئے۔ مجھ سے وہ کئی دن پہلے بات کرنے کے بعد بات نہیں کی تھی۔ ایک مہینہ گزرا تھا اور آپ پر میرے بارے میں وحی نہیں آ رہی تھی۔ عائشہؓ فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا اور پھر فرمایا اما بعد اے عائشہ تمہارے بارے میں مجھے یہ یہ معلوم ہوا ہے۔ اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں بری کرے گا۔ اگر تم سے یہ گناہ صادر ہوا ہو تو تم اللہ تعالیٰ سے استغفار مانگو۔ اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے عائشہؓ فرماتی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات مکمل کی تو میرے آنسو خشک ہوئے ایک بھی قطرہ نہیں نکل رہا تھا۔ میں نے والد سے کہا کہ میری طرف سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں۔ اس نے کہا کہ میں اللہ کے رسول کو کیا کہوں۔ مجھے معلوم ہی نہیں۔ میں نے ماں سے کہا کہ آپ جواب دیں۔ اس نے بھی یہی کہا کہ میں اللہ کے رسول کو کیا جواب دوں؟ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا۔ اس وقت میں قرآن سے بخوبی اور زیادہ واقف نہیں تھی۔ کہ یقیناً اللہ کی قسم مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں نے یہ بات سنی یہاں تک کہ تم نے اسے دلوں میں بھی بٹھالیا اور اس کا یقین کر لیا۔ اگر میں کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ میں بری ہوں۔ تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ اللہ کی قسم میں تم لوگوں اور اپنے لیے کوئی بہتر مثال نہیں پاتی۔ مگر وہ جو ابو یوسف نے کہا تھا۔ اس وقت میں یعقوب علیہ السلام کا نام ہی بھول گئی۔ کہ میرا کام صبر جمیل ہے۔ اور تم جو باتیں کرتے ہو اللہ تعالیٰ ہی بہتر امداد کرنے والا ہے۔

وہ فرماتی ہے کہ پھر میں وہاں سے جا کر اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ واللہ اسی وقت مجھے معلوم تھا کہ میں بری ہوں۔ اور اللہ مجھے بری ثابت کرے گا۔ لیکن میں یہ نہیں جانتی تھی کہ میرے بارے میں تلاوت ہونے والی آیات اُتریں گی۔ میں خود کو اس سے عاجز اور کمزور سمجھتی تھی۔ میں تو یہ سمجھتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ خواب میں مجھے بری دکھادے گا۔

سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی وہ مجلس نہیں چھوڑی تھی اور نہ گھر والوں سے کوئی باہر نکلا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل کی۔ آپ پر وحی کے اثرات نمایاں دکھائی دینے لگے۔ وحی کے بوجھ

کی وجہ سے آپ کے پیشانی پر پسینہ آتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجھ ہلکاہوا تو ہنسے۔ سب سے پہلے یہی بات کی کہ عائشہ خوش ہو جاؤ۔ اللہ نے تمہیں بری ثابت کیا۔ میری ماں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کوشکریہ) کے لیے اُٹھ کھڑی ہو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اس کے لیے کبھی کھڑی نہیں ہوں گی۔ میں تو اللہ کا حمد ادا کرتی ہوں جس نے مجھے بری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں دس آیات نازل کیے۔ تو ابو بکر نے کہا کہ میں مسطح پر خرچ نہیں کروں۔ وہ رشتہ داری کی وجہ سے اس پر خرچ کیا کرتے تھے۔ اس نے عائشہ پر الزام لگایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَلا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ إلى قوله أَلا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ. نازل کر کے اسے منع کیا۔

سیدنا ابو بکر نے کہا کہ واللہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے۔ پھر سے مسطح پر خرچہ کرنے لگے۔ یہ بھی کہا کہ میں کبھی اس پر خرچ بند نہیں کروں گا۔

عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے پوچھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ تم کیا جانتی ہو؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں اپنے کانوں اور آنکھوں کو بچاتی ہوں۔ میں تو صرف اچھی رائے رکھتی ہوں۔

عائشہ فرماتی ہیں کہ ازواج النبی میں مجھے یہی تنگ کیا کرتی تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے عجز کی وجہ سے بچالیا۔ اس کی بہن حمنہ بنت جحش نے اس میں زبان چلائی تھی۔ تو وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئی۔ [189]

---

[189] تفسیر ثعلبی ۷ : ۷۲-۸۰

البسیط ۱۶ : ۱۵۸، صحیح بخاری، کتاب: الشہادات (۵۵)، باب: تعدیل النساء بعضهن بعضا (۱۵)، حدیث: ۲۶۶۱، عَنْ عَائِشَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِنْهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكُلُّهُمْ ، حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا وَبَعْضُهُمْ أَوْعَى مِنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتُ لَهُ اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيثَ الَّذِي ، حَدَّثَنِي ، عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا زَعَمُوا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ أَذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي ، وَكَانَ

يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُعَرِّسِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الإِفْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا يُفِيضُونَ مِنْ قَوْلِ أَصْحَابِ الإِفْكِ وَيَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لاَ أَرَى مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَمْرَضُ إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيكُمْ لاَ أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرَّزُنَا لاَ نَخْرُجُ إِلاَّ لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ ، أَوْ فِي التَّنَزُّهِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِي رُهْمٍ نَمْشِي فَعَثُرَتْ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ يَا هَنْتَاهْ أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا إِلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ ائْذَنْ لِي إِلَى أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَأَتَيْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لأُمِّي مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّأْنَ فَوَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلاَّ أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ ، وَلَقَدْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبِتُّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ ، وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللهِ ، وَلاَ نَعْلَمُ وَاللَّهِ إِلاَّ خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَرِيرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ فِيهَا شَيْئًا يَرِيبُكِ فَقَالَتْ بَرِيرَةُ لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ ، عَنِ الْعَجِينِ فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ خَيْرًا وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا وَاللَّهِ أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ أَمْرَكَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ ، وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلاً صَالِحًا وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لاَ تَقْتُلُهُ ، وَلاَ تَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ وَاللَّهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ ، عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ وَبَكَيْتُ يَوْمِي لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ ، وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ فَأَصْبَحَ عِنْدِي أَبَوَايَ قَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا حَتَّى أَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي– قَالَتْ – فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي إِذِ اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِنْ يَوْمِ قِيلَ فِيَّ مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكُثَ شَهْرًا لاَ يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي شَيْءٌ– قَالَتْ – فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَقُلْتُ لأَبِي أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لأُمِّي أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيمَا قَالَ : قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لاَ أَقْرَأُ كَثِيراً مِنَ الْقُرْآنِ فَقُلْتُ إِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مَا

فصل ہفتم: غزوہ احزاب

غزوہ خندق:

[ا]روایت: عمرو بن عوف سے مروی ہے کہ میں، سلمان، حذیفہ، نعمان بن مقرن مزنی اور چھ انصار خندق کی کھدائی میں چالیس گز پر مقرر تھے۔ ہم خندق کھود رہے تھے ہم ایک مشکل جگہ پر پہنچے۔ یہ ایک سخت پتھر تھا جس نے ہمارے لوہے توتوڑ دیئے مگر وہ ہم سے نہ ٹوٹ سکا۔ ہم نے سلمان سے کہا کہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لایئے۔ اور انہیں اس پتھر کے بارے میں بتا دیجیے۔ یا تو ہم اسے چھوڑ کر دوسری جگہ کھود لیں گے، یا ہمیں کوئی اور حکم مل جائے۔ کیوں کہ ہم خط سے بھی ہٹنا نہیں چاہتے۔

توسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لیے خندق سے نکلے۔ جو ترکی قبہ پہنے ہوئے تھے۔ اس نے کہااے اللہ کے رسول! ایک سفید پتھر خندق کے وسط میں نمودار ہوا ہے۔ جس نے ہمارے لوہے توڑ دیئے ہیں۔ اس سے کم الگ ہوتا ہے اور نہ زیادہ۔ ہمیں کوئی حکم دیں کیوں کہ ہم آپ کے کھینچے ہوئے لکیر سے ہٹنا بھی نہیں چاہتے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمان کے ساتھ خندق میں اُترے اور جب کہ ہم نولوگ خندق کے کنارے کھڑے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان سے ہتھوڑا لیا۔ اسے ایک ضرب لگایا تو وہ پھٹ

يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرَ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَبَرِيئَةٌ لاَ تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلاً إِلاَّ أَبَا يُوسُفَ إِذْ قَالَ {فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ} ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَرِّئَنِي اللَّهُ وَلَكِنْ وَاللَّهِ مَا ظَنَنْتُ أَنْ يُنْزِلَ فِي شَأْنِي وَحْيًا وَلأَنَا أَحْقَرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يُتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي أَمْرِي وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ فَوَاللَّهِ مَا رَامَ مَجْلِسَهُ ، وَلاَ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاتٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي يَا عَائِشَةُ احْمَدِي اللَّهَ فَقَدْ بَرَّأَكِ اللَّهُ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ : لاَ وَاللَّهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ ، وَلاَ أَحْمَدُ إِلاَّ اللَّهَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى : {إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ} الآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهِ لاَ أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى : {وَلاَ يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ} إِلَى قَوْلِهِ {غَفُورٌ رَحِيمٌ} فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتِ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلاَّ خَيْرًا قَالَتْ وَهْيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ۔

گیااوراس سے ایک چمک بلند ہوئی جس سے سارا مدینہ چمک اُٹھا۔جیسے تاریک گھر میں کسی نے چراغ روشن کیاہو۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے اللہ اکبر کہا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دوسرا وار کیا۔پھر وہی ہوا اور تکبیر کہا گیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا سلمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر اُوپر چڑھ آئے۔تو سلمان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔میں نے جو کچھ دیکھا ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف رخ کر کے کہا کہ سلمانؓ نے جو کچھ دیکھا کیا وہ تم نے بھی دیکھا؟انہوں نے کہا کہ اے رسول اللہ!ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضرب کے وقت موج کی طرح ایک چمک دیکھی۔ہم نے آپ کو تکبیر پڑھتے دیکھا تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔اس کے علاوہ کچھ اور نہیں دیکھا۔آپ نے فرمایا کہ پہلی ضرب کی چمک میں مجھے حیرہ کے بنگلے اور کسریٰ کے شہر دکھائی دیئے۔گویا کتے کے دانت ہو۔دوسری ضرب کی روشنی میں روم کی زمین کو کتے کی دانتوں کی طرح دیکھا۔جبریل نے مجھے خبر دی کہ تیری امت ان کو فتح کرے گی۔پھر جب میں نے تیسری ضرب لگائی۔تو اس کی چمک میں مجھے صنعاء کے بنگلے کتے کے دانتوں کی طرح دکھائی دیئے۔جبریل نے مجھے کہا کہ تیری امت اسے بھی فتح کرے گی۔سو تمہیں خوش خبری ہو اور مسلمانوں کو بھی یہ خوش خبری دو۔تو اللہ تعالیٰ کی ستائش اور حمد ہو وہی ہوا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔[190]

غزوہ احزاب اور غزوہ بنو قریظہ کی بعض تفصیلات:

---

[190] تفسیر ثعلبی ۳: ۴۰،۴۱

تفسیر ابن ابی حاتم، ۹: ۳۱۱۷، من طريق كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عوف المزني عن أبيه عن جده قَالَ: «خَطَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم الخندق عام الأحزاب، فخرجت لنا من الخندق صخرة بيضاء مدورة فكسرت حديدنا وشقت علينا، فشكونا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فأخذ المعول من سلمان، فضرب الخصر ضربة صدعها وبرقت منها برقة أضاءت ما بين لابتي المدينة، حتى لكأن مصباحا في جوف ليل مظلم، فكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم. وكبر المسلمون، ثم ضربها الثانية فصدعها وبرق منها برقة أضاء ما بين لابتيها. فكبر وكبر المسلمون، ثم ضربها الثالثة فصدعها وبرق منها برقة أضاء ما بين لابتيها، فكبر وكبر المسلمون فسألناه، فقال: أضاء لي في الأولى قصور الحيرة ومدائن كسرى كأنها أنياب الكلاب، فأخبرني جبريل أن أمتي ظاهرة عليها، وأضاء لي في الثانية قصور الحمر من أرض الروم كأنها أنياب الكلاب، وأخبرني جبريل أن أمتي ظاهر عليها وأضاء لي في الثالثة قصور صنعاء كأنها أنياب الكلاب، أخبرني جبريل أن أمتي ظاهرة عليها. فأبشروا بالنصر، فاستبشر المسلمون وقالوا: الحمد لله موعد صادق بأن وعدنا النصر بعد الحصر، فطلعت الأحزاب فقال المسلمون: هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إلا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا وقال المنافقون: ألا تعجبون! يحدثكم ويعدكم ويمنيكم الباطل، يخبر انه يبصر من يثرب قصور الحيرة ومدائن كسرى وأنها تفتح لكم، وإنكم تحفرون الخندق ولا تستطيعون أن تبرزوا، وأنزل القرآن وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إلا غُرُورًا.

[۱]روایت: اللہ تعالیٰ نے رات میں ان پر ٹھنڈی ہوا بھیج دی۔ ان پر ملائک بھیجیں جنہوں نے ان کے خیمے اکھیڑ لیے اور خیموں کے طناب کاٹ دیئے، ان کی آگ بجادیئے، ان کی ہانڈیاں اُلٹ دیں۔ ان کے گھوڑے ایک دوسرے میں چھوڑدیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب بھیج دیا۔ ان میں لشکروں کے اطراف میں ملائک کی تکبیرات بلند ہوئیں۔ یہاں تک کہ ہر قبیلہ کا سردار کہتا تھا کہ فلاں کی اولاد ہماری طرف آجا۔ جب وہ ان کے پاس جمع ہوئے۔ تو سردار اس سے کہتا اچھاہوا کہ تم خیریت سے آ گئے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب بھیجا تھا۔ وہ بغیر شکست کے ناکام ہوئے[191]۔

[۲]روایت: محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ کوفہ کے ایک آدمی سے حذیفہ بن یمان کی بات ہوئی۔ تو حذیفہ نے اسے کہا کہ بھائی میں نے خندق کے دوران احزاب کی ٹھنڈی رات دیکھی تھی۔ نہ تو اس سے پہلے میں نے اس قسم کی ٹھنڈی رات دیکھی تھی نہ بعد میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز مختصر پڑھی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کون جا کر اس قوم کی خبر ہمیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ تو ہم سے کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔ پھر آپ نے رات کی نماز ہلکی سی پڑھی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر اسی طرح حکم دیا۔ لوگ خاموش رہے اور کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکی سی نماز پڑھی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر اسی طرح فرمایا کہ جو وہاں جائے گا۔ وہ جنت میں میرا ساتھی ہو گا۔ خوف کی شدت 'بھوک کی شدت اور سخت سردی کی وجہ سے کوئی بھی ہم میں کھڑا نہیں ہوا۔ جب ہم میں کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا۔ اے حذیفہ! آپ نے جب مجھے بلایا تو میرے لیے جانا لازمی ہوا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں کھڑے ہو کر چل دیا اور میرا دل اس بات سے ڈرتا تھا۔ آپ نے میرے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ پھر فرمایا: اس قوم کے پاس جا کر ان کی خبر لاؤ۔ ان میں کسی سے کوئی بات نہ کرو۔ یہاں تک کہ مجھے واپس پلٹو۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ حذیفہ کی آگے اور پیچھے 'دائیں اور بائیں سے 'اُوپر اور نیچے سے حفاظت کر۔ تو میرا حوصلہ بنا اور میں نے تیر کمان لیا۔ پھر میں ان کی طرف روانہ ہوا۔ میں جا کر ان میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا بھیج دی جس نے ان کے طناب اکھیڑ لیے اور ان کے خیمہ اُڑادیئے اور ان کے گھوڑے بھگادیئے 'ان کا سب کچھ برباد کر کے چھوڑدیا۔ ابوسفیان بیٹھا خود کو گرم کر رہا تھا۔ میں نے اپنی کمان اس کے جگر پر رکھی لیکن مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آگئی کہ ان میں کسی سے کوئی تعرض نہ کرنا یہاں تک واپس ہو جاؤ۔ تو میں نے تیر واپس ترکش میں رکھ دیا۔ جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ہوا کسی بھی چیز کو قائم رہنے نہیں دے

---

[191] تفسیر ثعلبی ۸: ۱۱

فتح القدیر 'شوکانی '۴: ۳۰۵ 'البغوی ۳: ۶۱۱

رہی۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا: اے قریش والو! تم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کا ہاتھ پکڑ کر دیکھ لے کہ وہ کون ہے؟ میں نے اپنے پاس بیٹھے ساتھی کا ہاتھ پکڑا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ سبحان اللہ کیا تم مجھے نہیں جانتے۔ میں فلاں ابن فلاں ہوں۔ وہ ہوازن کا کوئی شخص تھا۔ پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اے قریش والو! ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔ اور بنو قریظہ والوں نے ہم سے وعدہ خلافی کی۔ ان کی طرف سے ہمیں وہ بات پہنچی۔ جو ہم پسند نہیں کرتے تھے۔ ہمیں اسی تیز آندھی نے گھیر لیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ تو چلو کوچ کرو میں بھی کوچ کرنے والا ہوں۔ پھر وہ اپنے اونٹ کی طرف بڑھا جو وہاں بندھا ہوا تھا اس پر بیٹھ کر اسے اُٹھانے کے لیے تین دفعہ مارا۔ اور تب تک اس کی رسی نہیں کھولی جب تک وہ سیدھا کھڑا نہیں ہوا۔ غطفان نے قریش کے بارے میں جب یہ سنا تو وہ بھی اپنے گھروں کو لوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے ان احزاب کو پسپا کیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا اور مجھے گرمی لگ رہی تھی۔ میں نے جب آپ کو ان کی خبر سنادی۔ تو اتنا ہنسے کہ رات کی تاریکی میں آپ کے دانتوں کی سفیدی نمودار ہوئی۔ پھر مجھ سے وہ گرمی دور ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے قدموں کے پاس سلا دیا اور مجھ پر اپنے چادر کا ایک کونہ ڈال دیا۔ میں نے اپنا سینہ ان کے پیر کے نچلی طرف سے لگا دیا[192]۔

---

[192] تفسیر ثعلبی ۸ : ۱۱

صحیح مسلم، کتاب الجهادوالسیر(۳۲)، باب:غزوۃ الاحزاب(۳۶)، حدیث: ۴۷۴۰، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ رَجُلٌ لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذَلِكَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- لَيْلَةَ الأَحْزَابِ وَأَخَذَتْنَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَقُرٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « أَلاَ رَجُلٌ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ». فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ ثُمَّ قَالَ « أَلاَ رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ». فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ ثُمَّ قَالَ « أَلاَ رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ». فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ فَقَالَ « قُمْ يَا حُذَيْفَةُ فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ ». فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا إِذْ دَعَانِى بِاسْمِى أَنْ أَقُومَ قَالَ « اذْهَبْ فَأْتِنِى بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَلاَ تَذْعَرْهُمْ عَلَىَّ ». فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِى فِى حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِى ظَهْرَهُ بِالنَّارِ فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِى كَبِدِ الْقَوْسِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « وَلاَ تَذْعَرْهُمْ عَلَىَّ ». وَلَوْ رَمَيْتُهُ لأَصَبْتُهُ فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِى فِى مِثْلِ الْحَمَّامِ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ فَأَلْبَسَنِى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّى فِيهَا فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ « قُمْ يَا نَوْمَانُ ».

تاریخ ابن عساکر، المعروف بہ: تاریخ دمشق، علی بن حسن(۵۷۱ھ)، ۱۲ : ۲۷۸، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۹۵ء۔

تفسیر الطبری ۲۰ : ۲۱۵، حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ: قَالَ: ثني مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: قَالَ فَتًى مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحِبْتُمُوهُ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا ابْنَ أَخِي، قَالَ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ كُنَّا نَجْهَدُ، قَالَ الْفَتَى: وَاللَّهِ لَوْ أَدْرَكْنَاهُ مَا تَرَكْنَاهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، لَحَمَلْنَاهُ عَلَى أَعْنَاقِنَا. قَالَ حُذَيْفَةُ: يَا ابْنَ أَخِي، وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ

[۳]روایت: یہود کے چند لوگ جن میں سلام بن ابی الحقیق ٬حیی بن اخطب ٬کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور ہوذہ بن قیس شامل تھے۔ ابو عمار وائلی نے بنو نضیر کے چند لوگوں کے ساتھ اور بنی وائل کے بعض افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف احزاب کی چڑھائی کی سازش کی تھی۔ یہاں تک کہ یہ سب قریش کے ہاں گئے اورانہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی۔ اوران سے کہا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے ساتھ ان کی جڑ اکھیڑیں گے۔ قریش نے انہیں کہا کہ اے یہود کے معشر!تم ہم سے پہلے کتابی ہو۔ اوراب ایک علمی بات میں ہم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مختلف ہوئے ہیں۔ کیاہمارا دین بہتر ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا؟انہوں نے کہانہیں بلکہ تمہارادین بہتر ہے٬اور تم ان سے زیادہ حق کے مستحق ہو۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمائی:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيباً مِنَ الْكِتابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِسے لے کر وَكَفى بِجَهَنَّمَ سَعِيراًتک۔ جب انہوں نے قریش سے یہ کہاتو وہ بہت خوش ہوئے اورر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے خوب شوق میں آ گئے۔ وہ جمع ہوئے۔ اور جنگ کی تیاری شروع کی۔ یہود کا یہ گروہ نکل کر پھر غطفان میں قیس بن غیلان کے ہاں پہنچااورانہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی دعوت دی اوراپنے ساتھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَنْدَقِ وَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ فَيَنْظُرُ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ؟» يَشْرُطُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَرْجِعْ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ، فَمَا قَامَ أَحَدٌ، ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ،ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ مِثْلَهُ، فَمَا قَامَ مِنَّا رَجُلٌ، ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ فَيَنْظُرُ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ ثُمَّ يَرْجِعُ، يَشْتَرِطُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجْعَةَ، أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ» ، فَمَا قَامَ رَجُلٌ مِنْ شِدَّةِ الْخَوْفِ، وَشِدَّةِ الْجُوعِ، وَشِدَّةِ الْبَرْدِ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ أَحَدٌ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُنْ لِي بُدٌّ مِنَ الْقِيَامِ حِينَ دَعَانِي، فَقَالَ: «يَا حُذَيْفَةُ اذْهَبْ فَادْخُلْ فِي الْقَوْمِ فَانْظُرْ مَا يَفْعَلُونَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنَا» . قَالَ: فَذَهَبْتُ فَدَخَلْتُ فِي الْقَوْمِ، وَالرِّيحُ وَجُنُودُ اللَّهِ تَفْعَلُ بِهِمْ مَا تَفْعَلُ، لَا تُقِرُّ لَهُمْ قِدْرًا، وَلَا نَارًا، وَلَا بِنَاءً؛ فَقَامَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، لِيَنْظُرِ امْرُؤٌ مَنْ جَلِيسُهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: فَأَخَذْتُ بِيَدِ الرَّجُلِ الَّذِي إِلَى جَنْبِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ؛ ثُمَّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّكُمْ وَاللَّهِ مَا أَصْبَحْتُمْ بِدَارِ مَقَامٍ، وَلَقَدْ هَلَكَ الْكُرَاعُ وَالْخُفُّ، وَاخْتَلَفَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ، وَبَلَغَنَا عَنْهُمُ الَّذِي نَكْرَهُ، وَلَقِينَا مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ مَا تَرَوْنَ، وَاللَّهِ مَا يَطْمَئِنُّ لَنَا قِدْرٌ، وَلَا تَقُومُ لَنَا نَارٌ، وَلَا يَسْتَمْسِكُ لَنَا بِنَاءٌ، فَارْتَحِلُوا فَإِنِّي مُرْتَحِلٌ. ثُمَّ قَامَ إِلَى جَمَلِهِ وَهُوَ مَعْقُولٌ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ ضَرَبَهُ فَوَثَبَ بِهِ عَلَى ثَلَاثٍ، فَمَا أَطْلَقَ عِقَالَهُ إِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ. وَلَوْلَا عَهْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا تُحْدِثَ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي، لَوْ شِئْتُ لَقَتَلْتُهُ بِسَهْمٍ؛ قَالَ حُذَيْفَةُ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ لِبَعْضِ نِسَائِهِ، فَلَمَّا رَآنِي أَدْخَلَنِي بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَطَرَحَ عَلَيَّ طَرَفَ الْمِرْطِ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ وَإِنِّي لَفِيهِ؛ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، وَسَمِعَتْ غَطَفَانُ بِمَا فَعَلَتْ قُرَيْشٌ، فَانْشَمَرُوا رَاجِعِينَ إِلَى بِلَادِهِمْ "۔

دینے اور قریش کے وعدے کا بھی بتادیا۔ تو وہ بھی ان سے متفق ہوئے۔ قریش نکلے اوران کا قائد ابوسفیان بن حرب تھا، غطفان نکلے اور ان کے قائدین بنو فزارہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر، بنی مرہ سے حریث بن عون بن ابی جاریہ مری اور مسعود بن جبلہ بن نویرہ بن طریف (اپنی قوم میں سب سے بہادر تھے) کر رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں سنا اور باہمی مشورہ سے مدینہ کے گرد خندق کھودی۔ یہ مشورہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ یہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے تھے۔ اس دن بہت گرمی تھی۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! جب فارس میں ہم پر مختلف اطراف سے محاصرہ کیا جاتا ہے۔ تو ہم خندق کھود لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مشورہ پر عمل کیا۔[193]

---

[193] تفسیر ثعلبی ۸ : ۱۳

تفسیر الطبری **۲۰ : ۲۱۸**، حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، قَالَ: ثني مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَمَّنْ لَا أَتَّهِمُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، وَعَنْ غَيْرِهِمْ مِنْ عُلَمَائِنَا: أَنَّهُ كَانَ مِنْ حَدِيثِ الْخَنْدَقِ أَنَّ نَفَرًا مِنَ الْيَهُودِ مِنْهُمْ سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ النَّضْرِيُّ، وَحُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ النَّضْرِيُّ، وَكِنَانَةُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ النَّضْرِيُّ، وَهَوْذَةُ بْنُ قَيْسٍ الْوَائِلِيُّ، وَأَبُو عَمَّارٍ الْوَائِلِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ وَنَفَرٍ مِنْ بَنِي وَائِلٍ، وَهُمُ الَّذِينَ حَزَّبُوا الْأَحْزَابَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجُوا حَتَّى قَدِمُوا مَكَّةَ عَلَى قُرَيْشٍ فَدَعَوْهُمْ إِلَى حَرْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالُوا: إِنَّا سَنَكُونُ مَعَكُمْ عَلَيْهِ حَتَّى نَسْتَأْصِلَهُ. فَقَالَ لَهُمْ قُرَيْشٌ: يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، إِنَّكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ الْأَوَّلِ وَالْعِلْمِ بِمَا أَصْبَحْنَا نَخْتَلِفُ فِيهِ نَحْنُ وَمُحَمَّدٌ، أَفَدِينُنَا خَيْرٌ أَمْ دِينُهُ؟ قَالُوا: بَلْ دِينُكُمْ خَيْرٌ مِنْ دِينِهِ، وَأَنْتُمْ أَوْلَى بِالْحَقِّ مِنْهُ، قَالَ: فَهُمُ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ: {أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا} [النساء: 51] ، إِلَى قَوْلِهِ {وَكَفَى بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا} [النساء: 55] ، فَلَمَّا قَالُوا ذَلِكَ لِقُرَيْشٍ سَرَّهُمْ مَا قَالُوا وَنَشَطُوا لِمَا دَعَوْهُمْ لَهُ مِنْ حَرْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْتَمَعُوا لِذَلِكَ وَاتَّعَدُوا لَهُ. ثُمَّ خَرَجَ أُولَئِكَ النَّفْرُ مِنَ الْيَهُودِ حَتَّى جَاءُوا غَطَفَانَ مِنْ قَيْسِ عَيْلَانَ فَدَعَوْهُمْ إِلَى حَرْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْبَرُوهُمْ أَنَّهُمْ سَيَكُونُونَ مَعَهُمْ عَلَيْهِ، وَأَنَّ قُرَيْشًا قَدْ تَابَعُوهُمْ عَلَى ذَلِكَ، فَاجْتَمَعُوا فِيهِ، فَأَجَابُوهُمْ فَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ وَقَائِدُهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَخَرَجَتْ غَطَفَانُ وَقَائِدُهَا عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فِي بَنِي فَزَارَةَ، وَالْحَارِثُ بْنُ عَوْفِ بْنِ أَبِي حَارِثَةَ الْمُرِّيُّ فِي بَنِي مُرَّةَ، وَمِسْعَرُ بْنُ رُخَيْلَةَ بْنِ نُوَيْرَةَ بْنَ طَرِيفِ بْنِ سَحْمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِلَالِ بْنِ خَلَاوَةَ بْنِ أَشْجَعَ بْنِ رَيْثِ بْنِ غَطَفَانَ فِيمَنْ تَابَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ أَشْجَعَ، فَلَمَّا سَمِعَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا اجْتَمَعُوا لَهُ مِنَ الْأَمْرِ ضَرَبَ الْخَنْدَقَ عَلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ، أَقْبَلَتْ قُرَيْشٌ حَتَّى نَزَلَتْ بِمُجْتَمَعِ الْأَسْيَالِ مِنْ رُومَةٍ بَيْنَ الْجُرُفِ وَالْغَابَةِ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ مِنْ أَحَابِيشِهِمْ وَمَنْ تَابَعَهُمْ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ وَأَهْلِ تِهَامَةَ، وَأَقْبَلَتْ غَطَفَانُ وَمَنْ تَابَعَهُمْ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، حَتَّى نَزَلُوا بِذَنَبِ نَقَمَى إِلَى جَانِبِ أُحُدٍ، وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ حَتَّى جَعَلُوا ظُهُورَهُمْ إِلَى سَلْعٍ فِي ثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَضَرَبَ هُنَالِكَ عَسْكَرَهُ، وَالْخَنْدَقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقَوْمِ، وَأَمَرَ بِالذَّرَارِي وَالنِّسَاءِ فَرُفِعُوا فِي الْآطَامِ، وَخَرَجَ عَدُوُّ اللَّهِ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ النَّضْرِيُّ حَتَّى أَتَى كَعْبَ بْنَ أَسَدٍ الْقُرَظِيَّ صَاحِبَ عَقْدِ بَنِي قُرَيْظَةَ وَعَهْدِهِمْ، وَكَانَ قَدْ وَادَعَ رَسُولَ اللَّهِ

[۴]روایت: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی کھدائی سے فارغ ہوئے۔ تو قریش اپنے دس ہزار ساتھیوں حبشیوں، بنی کنانہ اوراہل تہامہ کے ہمراہ سیلابی پانی جمع ہونے کی جگہ اور جنگل کی جانب میں جمع ہوئے۔ غطفان اوراہل نجد والے اُحد کی جانب رُکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ باہر نکلے۔ اپنی پشت میں سلع کو رکھا۔ وہاں اپنی فوج تعینات کی۔ آپ کے اور دشمن کے درمیان خندق تھی۔ عورتوں اور بچوں کو آطام میں پہنچایا۔ اللہ کا دشمن حیی بن اخطب نکل کر کعب بن اسد قرظی کے پاس پہنچا۔ جو بنو قریظہ کا صاحب عہد تھا۔ اس نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمِهِ وَعَاهَدَهُ عَلَى ذَلِكَ وَعَاقَدَهُ، فَلَمَّا سَمِعَ كَعْبٌ بِحُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ أَغْلَقَ دُونَهُ حِصْنَهُ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَأَبَى أَنْ يَفْتَحَ لَهُ، فَنَادَاهُ حُيَيٌّ: يَا كَعْبُ، افْتَحْ لِي، قَالَ: وَيْحَكَ يَا حُيَيُّ، إِنَّكَ امْرُؤٌ مَشْئُومٌ، إِنِّي قَدْ عَاهَدْتُ مُحَمَّدًا، فَلَسْتُ بِنَاقِضٍ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَلَمْ أَرَ مِنْهُ إِلَّا وَفَاءً وَصِدْقًا، قَالَ: وَيْحَكَ افْتَحْ لِي أُكَلِّمْكَ، قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ. قَالَ: وَاللَّهِ إِنْ أَغْلَقْتَ دُونِي إِلَّا تَخَوَّفْتَ عَلَى جَشِيشَتِكَ أَنْ آكُلَ مَعَكَ مِنْهَا، فَأَحْفَظَ الرَّجُلَ، فَفَتَحَ لَهُ، فَقَالَ: يَا كَعْبُ جِئْتُكَ بِعِزِّ الدَّهْرِ وَبِبَحْرٍ طَمٍّ، جِئْتُكَ بِقُرَيْشٍ عَلَى قَادَاتِهَا وَسَادَاتِهَا، حَتَّى أَنْزَلْتُهُمْ بِمُجْتَمَعِ الْأَسْيَالِ مِنْ رُومَةَ، وَبِغَطْفَانَ عَلَى قَادَاتِهَا وَسَادَاتِهَا حَتَّى أَنْزَلْتُهُمْ بِذَنَبِ نَقَمَى إِلَى جَانِبِ أُحُدٍ، قَدْ عَاهَدُونِي وَعَاقَدُونِي أَنْ لَا يَبْرَحُوا حَتَّى يَسْتَأْصِلُوا مُحَمَّدًا وَمَنْ مَعَهُ، فَقَالَ لَهُ كَعْبُ بْنُ أَسَدٍ: جِئْتَنِي وَاللَّهِ بِذُلِّ الدَّهْرِ وَبِجِهَامٍ قَدْ هَرَاقَ مَاؤُهُ يُرْعِدُ وَيَبْرُقُ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، فَدَعْنِي وَمُحَمَّدًا وَمَا أَنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ أَرَ مِنْ مُحَمَّدٍ إِلَّا صِدْقًا وَوَفَاءً، فَلَمْ يَزَلْ حُيَيٌّ بِكَعْبٍ يَفْتِلُهُ فِي الذُّرْوَةِ وَالْغَارِبِ حَتَّى سَمَحَ لَهُ عَلَى أَنْ أَعْطَاهُمْ عَهْدًا مِنَ اللَّهِ وَمِيثَاقًا لَئِنْ رَجَعَتْ قُرَيْشٌ وَغَطَفَانُ وَلَمْ يُصِيبُوا مُحَمَّدًا أَنْ أَدْخُلَ مَعَكَ فِي حِصْنِكَ حَتَّى يُصِيبَنِي مَا أَصَابَكَ، فَنَقَضَ كَعْبُ بْنُ أَسَدٍ عَهْدَهُ وَبَرِئَ مِمَّا كَانَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرُ، وَإِلَى الْمُسْلِمِينَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ امْرِئِ الْقَيْسِ أَحَدَ بَنِي الْأَشْهَلِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ الْأَوْسِ، وَسَعْدَ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ دَيْلَمٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، وَمَعَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ أَخُو بِلْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَخَوَّاتُ بْنُ جُبَيْرٍ أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ: «انْطَلِقُوا حَتَّى تَنْظُرُوا أَحَقٌّ مَا بَلَغَنَا عَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ أَمْ لَا؟ فَإِنْ كَانَ حَقًّا فَالْحَنُوا لِي لَحْنًا أَعْرِفُهُ، وَلَا تَفُتُّوا فِي أَعْضَادِ النَّاسِ، وَإِنْ كَانُوا عَلَى الْوَفَاءِ فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَاجْهَرُوا بِهِ لِلنَّاسِ» . فَخَرَجُوا حَتَّى أَتَوْهُمْ فَوَجَدُوهُمْ عَلَى أَخْبَثِ مَا بَلَغَهُمْ عَنْهُمْ، وَنَالُوا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا: لَا عَهْدَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ وَلَا عَقْدَ، فَشَاتَمَهُمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَشَاتَمُوهُ، وَكَانَ رَجُلًا فِيهِ حِدَّةٌ، فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: دَعْ عَنْكَ مُشَاتَمَتَهُمْ، فَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ أَرْبَى مِنَ الْمُشَاتَمَةِ، ثُمَّ أَقْبَلَ سَعْدٌ وَسَعْدٌ وَمَنْ مَعَهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالُوا: عَضَلٌ وَالْقَارَةُ: أَيْ كَغَدْرِ عَضَلٍ وَالْقَارَةِ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِ الرَّجِيعِ، خُبَيْبِ بْنِ عَدِيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ، أَبْشِرُوا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ» ، وَعَظُمَ عِنْدَ ذَلِكَ الْبَلَاءُ، وَاشْتَدَّ الْخَوْفُ، وَأَتَاهُمْ عَدُوُّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ، وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، حَتَّى ظَنَّ الْمُسْلِمُونَ كُلَّ ظَنٍّ وَنَجَمَ النِّفَاقُ مِنْ بَعْضِ الْمُنَافِقِينَ، حَتَّى قَالَ مُعَتِّبُ بْنُ قُشَيْرٍ أَخُو بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ: كَانَ مُحَمَّدٌ يَعِدُنَا أَنْ نَأْكُلَ كُنُوزَ كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَأَحَدُنَا لَا يَقْدِرُ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْغَائِطِ، وَحَتَّى قَالَ أَوْسُ بْنُ قَيْظِيٍّ أَحَدُ بَنِي حَارِثَةَ بْنِ الْحَارِثِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ بُيُوتَنَا لَعَوْرَةٌ مِنَ الْعَدُوِّ، وَذَلِكَ عَنْ مَلَإٍ مِنْ رِجَالِ قَوْمِهِ، فَأْذَنْ لَنَا فَلْنَرْجِعْ إِلَى دَارِنَا، وَإِنَّهَا خَارِجَةٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً قَرِيبًا مِنْ شَهْرٍ، وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْقَوْمِ حَرْبٌ إِلَّا الرَّمْيُ بِالنَّبْلِ وَالْحِصَارُ "۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کیا تھا۔ جب اس نے حیی بن اخطب کے بارے میں سنا کہ وہ آیا ہے تو قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ حیی کہنے لگا اے کعب دروازہ کھولو۔ تو اس نے کہا تمہارا برا ہو تم بے برکت آدمی ہو۔ میں نے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہے میں کبھی بھی اس کا خلاف نہیں کروں گا۔ میں بھی اس سے وفاء اور سچائی کی اُمید رکھتا ہوں۔ اس نے کہا تمہارا برا ہو دروازہ تو کھولو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ اس نے کہا میں ایسا نہیں کرنے والا۔ اگر تم نے میرے لیے دروازہ بند کیا تو میں تیرے ساتھ حشیش کھاؤں گا۔ سو آدمی نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔ تو اس نے کہا اے کعب میں تمہارے پاس اچھے موقع پر آیا ہوں۔ ایک گہرے پانی والے دریا کے ہاں سے آیا ہوں۔ قریش اور ان کے سرداروں کی خبر لایا ہوں کہ وہ باہر رکے ہیں۔ غطفان اور اس کے ساتھیوں کی خبر لایا ہوں جو اُحد کے قریب رکے ہیں۔ میں نے ان سے عہد کیا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں۔ تو کعب بن اسد نے کہا کہ واللہ تم میرے پاس بہت خراب وقت میں آئے ہو۔ ایسے پانیوں سے آئے ہو جہاں رعد و برق کے سوا کچھ نہ ہو۔ مجھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عہد پر چھوڑ دو۔ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صدق اور وفا کی اُمید رکھتا ہوں۔ حیی بن اخطب اسے مجبور کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسے عہد توڑنے پر مجبور کیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن معاذ بن نعمان بنی اشہل کا ایک فرد جو کہ اس وقت اوس کا سردار تھا۔ اور سیدنا سعد بن عبادہ بن دلیم بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کو بھیجا جو اس وقت خزرج کا سردار تھا۔ ان دونوں کے ہمراہ سیدنا عبد اللہ رواحہ رضی اللہ عنہ بنی خزرج سے اور خوات بن جبیر بنی عمرو بن عوف سے بھیج دیئے۔ ان سے کہا کہ جا کر پتہ کرو کہ ہمیں ان کے بارے میں جو معلومات پہنچ چکی ہیں وہ حق پر مبنی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ بات سچی ہو تو ان کی بات مجھ تک پہنچاؤ۔ ارد گرد لوگوں سے بتانا نہیں۔ اگر وہ اپنے عہد پر قائم ہو۔ تو لوگوں میں یہ بات کھل کر بیان کرو۔ جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں اسی طرح بد عہد پایا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ کون ہے؟ ہمارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی بھی عہد نہیں۔ سعد بن عبادہ نے ان کو سخت سست کہا انہوں نے بھی اُسے برا بھلا کہا۔ وہ عزت واکرام والا آدمی تھا تو سعد بن معاذ نے اسے کہا کہ چھوڑ ایک دوسرے کو کیوں برا بھلا کہتے ہو۔ یہ ہم کو کوئی فائدہ دینے والا نہیں۔ پھر دونوں سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ اصحاب رجیع خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں جیسا دھوکہ کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر، مسلمانوں خوش خبری سنو۔ اسی دوران مسلمانوں پر سختی اور زیادہ ہوئی۔ ان پر دشمن اوپر سے اور تحت سے داخل ہو یہاں تک کہ مؤمنوں نے عجیب عجیب گمان کر لیے۔ منافقوں کی منافقت بھی ظاہر ہوئی۔ یہاں تک معتب بن

قشیر نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے ساتھ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کا وعدہ کرتا ہے اب دیکھو ہم میں کوئی قضائے حاجت کے لیے جانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ اوس بن قبطی بنی حارثہ میں سے کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔ ہمیں اجازت دیجئے کہ مدینہ سے باہر اپنے گھروں میں پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین اکیس سے زیادہ راتیں وہاں ٹھہرے رہے۔ مہینے کے قریب دن۔ ان کے اور دشمن کے درمیان صرف تیر انداز اور پتھر پھینکنے کے سوا کوئی خاص جنگ نہیں ہوئی۔ جب لوگوں پر تکلیف سخت ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصین اور حارث بن عوف کے پاس پیغام بھیجا جو کہ غطفان کے سردار تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو مدینہ کے پیداوار کا تیسرا حصہ دیا۔ اس شرط پر دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیں۔ ان میں صلح نامہ کی بات چلی۔ یہاں تک کہ انہوں ایک صلح نامہ لکھا لیکن گواہ پیش نہیں کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے کہی اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اگر اللہ نے اس بارے میں کوئی حکم دیا ہے۔ تو وہ کریں ہم بھی ضرور وہی کریں گے۔ یا کوئی بات جو آپ پسند کرتے ہیں تو آپ کریں یا ہم کوئی راستہ نکال لیتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ تم کچھ کرو۔ واللہ میں کچھ کرنے والا نہیں۔ میں نے تو عرب کو دیکھا جو تم کو ہر جانب سے گھیرے میں لیے ہوئے ہیں اور متفقہ تم پر وار کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے اسلحے کا منہ تم سے موڑوں۔ سعد بن معاذ نے آپ سے کہا اے اللہ کے رسول ہم اور یہ لوگ شرک پر تھے اور بتوں کو پوجا کرتے تھے۔ ہم اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے اور نہ اس کو پہچانتے تھے۔ وہ اس سے کچھ بھی نہیں کھائیں گے یا تو خرید کر لیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام سے عزت دلائی تو کیا ہم اپنے مال انہیں دیں؟ ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں۔ ہم تو انہیں صرف تلوار دیں گے جو ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے فرمایا کہ تم یہ کہتے ہو۔ تو سعد نے وہ کاغذ اُٹھائی اور جو کچھ اس میں تھا اسے مٹا دیا۔ پھر کہا اب وہ ہمیں آزمالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان اُٹھے اور مشرک انہیں گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ اب تک کوئی خاص جنگ نہیں ہوئی تھی۔ صرف قریش کے چند گھڑ سوار خندق پھلانگ کر آئے تھے جن میں عمرو بن عبد ود، عکرمہ بن ابو جہل، ہبیرہ بن ابو وہب، نوفل بن عبد اللہ، ضرار بن خطاب اور بنی محارب سے مرداس، وہ جنگ کے لیے تیار ہو کر آئے تھے اور بنو کنانہ والوں کے پاس سے اپنے گھوڑوں پر گزرے۔ بنو حارث نے کہا اے بنی کنانہ آج تمہیں صحیح گھڑ سوار معلوم ہو جائے گا۔ پھر وہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ خندق کے پار رُکے۔ جب انہوں نے خندق کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو ایک چال ہے۔ عرب تو اس کو نہیں جانتے۔ پھر وہ خندق میں تنگ جگہ دیکھنے لگے۔ تو انہوں نے خندق اور سلع کے درمیان ایک جگہ پائی جس میں گھوڑے پار کیے۔ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے

چند افراد کے ساتھ نکلے۔ عمرو بن عبد ودبدر میں زخمی ہوا تھا جس کی وجہ سے اُحد میں شرکت نہیں کی تھی۔ خندق کے دن اس نے خود پر نشان لگایا تاکہ دور سے دکھائی دے۔ جب وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا رُکا۔ علی نے اس سے کہا کہ واللہ کہ قریش تمہیں کسی بھی دوستیوں میں بلائیں گے مگر تم ان میں کسی ایک کو قبول کرتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ تو میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ تو اس نے کہا کہ میں تمہیں نیچے اُترنے کا کہتا ہوں۔ اس نے کہا کیوں اے میرے بھائی؟ میں تو تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میں بھی تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ اس سے عمرو کو غصہ آیا۔ وہ گھوڑے سے اُترا اور اسے بھگادیا۔ وہ علی رضی اللہ عنہ کے سامنے گیا دونوں اُلجھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ اس کا گھوڑا خندق سے واپس کھودا۔ عمرو کے ساتھ دو اور آدمی منبہ بن عثمان (جس کے ہاتھ میں تیر لگا اور مکہ میں وہ مر گیا) اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی جو خندق پار کرتے ہوئے خندق میں پھسلا۔ اور اسے پتھروں سے مارا جانے لگا۔ تو اس نے کہا اے عرب! کہ کیا تم مجھے اس طرح سے قتل کروگے تو سیدنا علی نے نیچے اُتر کر اسے قتل کیا۔ مسلمان اس کے جسد پر جھپٹ پڑے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی لاش کو فروخت کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اس سے منع کیا کہ ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں[194]۔

[۵] روایت: محمد بن اسحاق بن یسار سے مروی ہے کہ سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب 'سیدنا حسان بن ثابت کے ہمراہ اس قلعہ میں تھیں۔ جہاں پر بچوں اور عورتوں کو رکھا گیا تھا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہود کا ایک آدمی ہمارے قلعہ سے گزرا۔ حالانکہ بنو قریظہ نے اپنا عہد توڑا تھا اور ہمارے خلاف جنگ میں شامل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان دوسری طرف مشغول تھے۔ یہاں کوئی نہیں تھا کہ انہیں ہم سے دفع کرتا۔ میں نے سیدنا حسان بن ثابت سے کچھ کرنے کو کہا کہ جا کر اُسے قتل کرے۔ لیکن حسان بن ثابت نے کہا کہ اللہ آپ کو معاف کرے اے بنت عبد المطلب! تمہیں معلوم ہے کہ میں اس کام کا نہیں۔ جب اس نے ایسا کہا تو میں نے ڈنڈا اُٹھایا۔ اور قلعہ سے اُتر کر اسے مار کر قتل کیا۔ جب میں اس سے فارغ ہوئی میں نے حسان سے کہا کہ جا کر اس کا اسلحہ لے لے۔ اس نے کہا اے بنت عبد المطلب مجھے اس کی ضرورت نہیں۔[195]

---

[194] تفسیر ثعلبی ۸ : ۱۵

تفسیر الطبری ۲۰ : ۲۱۸، نفس روایت، تفسیر البغوی ۳ : ٦١٦۔

[195] تفسیر ثعلبی ۸ : ١٦، محمد بن اسحاق جو کہ مدلس راوی ہے۔ اس کے عنعنہ کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

سنن الکبریٰ، احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)، ٦ : ۵۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۳ء، وَبِإِسْنَادِهِ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ , عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي حِصْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ خَنْدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَتْ صَفِيَّةُ: " فَمَرَّ بِنَا رَجُلٌ مَنْ يَهُودَ، فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْحِصْنِ، فَقُلْتُ

غزوہ احزاب کے موقع پر منافقین کی حرکتیں:

[۱]روایت: مقاتل سے مروی ہے کہ یہود نے منافقین کو کہلا بھیجا۔ کہ تم کیوں خود کو ابوسفیان کے ہاتھوں مروانا چاہتے ہو۔ اگر وہ تم پر غالب آئے تو تم میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔ ہم تو تم پر ترس کھاتے ہیں۔ کیوں کہ تم ہمارے بھائی اور پڑوسی ہو۔ ہمارے پاس چلے آؤ۔ تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرانا شروع کیا۔ کہا کہ اگر وہ تم پر اس دفعہ غالب آئے تو تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ یہ بھی کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اُمید رکھتے ہو؟ ہم تو اس سے خیر کی اُمید نہیں رکھتے اور نہ ہی اس کے اختیار میں خیر ہے۔ وہ تو ہمیں یہاں قتل کیے رہے گا۔ ہمارے ساتھ ہمارے یہودی بھائیوں کے پاس چلو۔ ان سب باتوں نے مؤمنوں کے ایمان میں اضافہ کیا۔[196]

[۲]روایت: ابن زید سے مروی ہے کہ احزاب کے دن ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے چل دیا تو اپنے بھائی کو دیکھا کہ اس کے سامنے روٹی، نبیذ، روسٹ کیا ہوا گوشت پڑا ہے۔ تو اس نے کہا کہ تم یہاں بھنے ہوئے گوشت، نبیذ اور روٹی کے سامنے بیٹھے ہو۔ اُدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں تیروں، تلواروں اور نیزوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ اس نے اسے ساتھ چلنے کو کہا لیکن وہ نہیں چلا۔ اس کے بھائی نے کہا کہ میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتا ہوں۔ جب وہاں پہنچا تو جبریل نے آپ کو خبر کر دی تھی[197]۔

لِحَسَّانَ: إِنَّ هَذَا الْيَهُودِيَّ يُطِيفُ بِالْحِصْنِ كَمَا تَرَى، وَلَا آمَنُهُ أَنْ يَدُلَّ عَلَى عَوْرَتِنَا، فَانْزِلْ إِلَيْهِ فَاقْتُلْهُ "، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللهُ لَكِ يَا بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَاللهِ لَقَدْ عَرَفْتِ مَا أَنَا بِصَاحِبِ هَذَا، قَالَتْ صَفِيَّةُ: " فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ احْتَجَزْتُ وَأَخَذْتُ عَمُودًا، ثُمَّ نَزَلْتُ مِنَ الْحِصْنِ إِلَيْهِ فَضَرَبْتُهُ بِالْعَمُودِ حَتَّى قَتَلْتُهُ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى الْحِصْنِ فَقُلْتُ: يَا حَسَّانُ، انْزِلْ فَاسْتَلِبْهُ؛ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَسْتَلِبَهُ إِلَّا أَنَّهُ رَجُلٌ "، فَقَالَ: مَا لِي بِسَلَبِهِ مِنْ حَاجَةٍ يَا بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔

دلائل النبوة، بیہقی، ۳: ۴۴۲، دار الکتب العلمیة، دار الریان للتراث، ۱۹۸۸ء۔

196 تفسیر ثعلبی ۸: ۲۱

تفسیر مقاتل بن سلیمان ۳: ۴۸۱، التفسیر البسیط ۱۸: ۲۰۵۔

197 تفسیر ثعلبی ۸: ۲۱

تفسیر ابن ابی حاتم ۹: ۳۱۲۱، روایت: ۱۷۶۲۰، عن ابن زيد رضي الله عنه في قوله: قد يعلم الله المعوقين منكم قال: هذا يوم الأحزاب، انصرف رجل مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فوجد أخاه بين يديه شواء رغيف، فقال له: أنت هاهنا في الشواء والرغيف والنبيذ، ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين الرماح والسيوف. قال: هلم إليّ لقد بلغ بك وبصاحبك والذي يحلف به لا يستقي لهما محمد أبدًا قال: كذبت– والذي يحلف به– وكان أخاه من أبيه وأمه، والله لأخبرن النبي صلى الله عليه وسلم بأمرك، وذهب إلى النبي صلى الله عليه وسلم بخبره۔

فصل ہشتم: بیعت رضوان (صلح حدیبیہ)

[۱]روایت: براء کہتے ہیں کہ تم فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو حالانکہ ہم تو حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح سمجھتے ہیں۔ مکہ بھی فتح ہوا اس میں شک نہیں۔ بیعت رضوان کے دن ہم چودہ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے[198]۔

تفسیر الطبری ۲۰ : ۲۳۱، حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ " {قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ} [الأحزاب: 18] . إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ: هَذَا يَوْمُ الْأَحْزَابِ، انْصَرَفَ رَجُلٌ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ أَخَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ شِوَاءٌ وَرَغِيفٌ وَنَبِيذٌ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ هَهُنَا فِي الشِّوَاءِ وَالرَّغِيفِ وَالنَّبِيذِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الرِّمَاحِ وَالسُّيُوفِ؟ فَقَالَ: هَلُمَّ إِلَى هَذَا، فَقَدْ بَلَغَ بِكَ وَبِصَاحِبِكَ، وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَا يَسْتَقْبِلُهَا مُحَمَّدٌ أَبَدًا، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ، قَالَ، وَكَانَ أَخَاهُ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ: أَمَّا وَاللَّهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَكَ، قَالَ: وَذَهَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ؛ قَالَ: فَوَجَدَهُ قَدْ نَزَلَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِخَبَرِهِ {قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا} [الأحزاب: 18] "۔

[198] تفسیر ثعلبی ۹ : ۴۱

صحیح بخاری، کتاب المغازی (۶۴)، باب: غزوۃ الحدیبیہ (۳۶)، حدیث: ۴۱۵۰، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنِ الْبَرَاءِ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ

[۲]روایت: مجمع بن حارثہ انصاری جو قرآن کے قراء میں سے تھے سے مروی ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں شریک تھے۔ جب ہم آپ کے ہاں سے چلے۔لوگ اونٹوں کو حرکت دے رہے تھے۔لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہو رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے چلے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کراع الغمیم[199] میں کھڑے تھے۔ جب لوگ جمع ہوئے تو آپ نے إِنَّا فَتَحْنا لَكَ فَتْحاً مُبِيناً. تلاوت کی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ فتح ہے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے کہا کہ ہاں بالکل۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اہل خیبر کا خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا۔ اس میں صرف حدیبیہ والے شریک ہوئے تھے۔[200]

حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام کی تعداد اور بیعت کے الفاظ:

[۱]روایت: جابر سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم زمین پر سب سے اچھے لوگ ہو۔ جابر نے کہا کہ اگر مجھے دکھائی دیتا تو میں تمہیں کیکر کا وہ درخت دکھا دیتا۔ جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر بیعت کی تھی۔ کہ ہم موت سے نہیں بھاگیں گے۔ ہم میں سے

الرُّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِئَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَا۔

[199] اس مقام کا ذکر حدیث اور مغازی میں کثرت سے ہوا ہے۔ یہ مدینہ منورہ، رابغ اور جحفہ کے مابین ایک جگہ کا نام ہے۔[معجم البلدان ۴ : ۲۱۴]

[200] تفسیر ثعلبی ۹ : ۴۱

تفسیر الطبری ۲۲ : ۲۰۲، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: ثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَمِّهِ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ أَحَدُ الْقُرَّاءِ الَّذِينَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ، قَالَ: شَهِدْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا، إِذَا النَّاسُ يَهُزُّونَ الْأَبَاعِرَ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: مَا لِلنَّاسِ؟ قَالُوا: أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ} [الفتح: 2] فَقَالَ رَجُلٌ: أَوَ فَتْحٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَفَتْحٌ» ، قَالَ: فَقُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ، لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمْ فِيهَا أَحَدٌ إِلَّا مَنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ، فِيهِمْ ثَلَاثُ مِئَةِ فَارِسٍ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأَعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا۔

کوئی بھی اپنے عہد سے نہیں چھپا سوائے جد بن قیس کے جو منافق تھا۔ وہ اپنی اونٹنی کے کندھے کے ہاں چھپ گیا تھا اور لوگوں کے ساتھ نہیں چلا تھا[201]۔

دیہاتی قبیلے جو حدیبیہ کے موقع پر آپ سے پیچھے رہ گئے تھے:

[ا]روایت: ابن عباس اور مجاہد سے مروی ہے کہ غفار[202] کے اعراب، مزینہ[203]، جہینہ[204]، اشجع[205]، اسلم[206]، دیک[207] کے لوگ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال عمرے کے لیے نکلے۔ تو یہ لوگ مدینہ کے

---

[201] تفسیر ثعلبی ۹ : ۴۴

صحیح بخاری، کتاب المغازی (۶۴)، باب: غزوۃ الحدیبیہ (۳۶)، حدیث: ۴۱۵۴، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعمِئَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ.تَابَعَهُ الأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَأَرْبَعمِئَةٍ۔

صحیح بخاری، کتاب المغازی (۶۴)، باب: غزوۃ الحدیبیہ (۳۶)، حدیث: ۴۱۶۰، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللَّهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا ، وَلاَ لَهُمْ زَرْعٌ ، وَلاَ ضَرْعٌ وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلأَهُمَا طَعَامًا وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللَّهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرْتَ لَهَا قَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللَّهِ إِنِّي لأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ۔

[202] غفار بن مُلیل بن ضمرۃ بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانۃ۔ [الروض الانف ۶ : ۱۶۸]

[203] مزینہ بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، مزینہ کا نام عمرو تھا۔ اصل میں عمرو کی والدہ کا نام مزینہ بنت کلب بن وبرہ تھا۔ [الانساب، ابو سعد عبد الکریم سمعانی (۵۶۲ھ)، ۵ : ۲۷۷، دار الجنان، س۔ن]

[204] جُهَيْنة بن زيد بن ليث بن سود بن أسلم بن الحاف بن قضاعة [الانساب المتفقۃ، ابو الفضل محمد بن طاہر معروف بہ ابن القیسرانی، ص: ۱۰، نسخہ المکتبۃ الشاملۃ]

[205] الاشجع بن هلال بن عامر بن صعصعة من العدنانية [نہایۃ الارب فی معرفۃ الانساب، ابو العباس احمد بن علی القلقشندی، ص: ۱۰۲، نسخہ المکتبۃ الشاملۃ]

[206] اسلم بن افصیٰ۔ [الروض الانف ۴ : ۲۰۸]

اردگرد سے بھاگ گئے۔ دیگر دیہاتوں والے بھی اس ڈر سے بھاگے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان مڈ بھیڑ نہ ہو۔ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ سے نہ روک دیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ قربانیوں کے جانور روانہ کیے تھے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ہم جنگ کے لیے نہیں جارہے۔ اس لیے بعض دیہاتی بھی اپنے قبیلوں کے ساتھ چل دیئے تھے [208]۔

حدیبیہ کے موقع پر بیعت کے اسباب:

[۱] روایت: اس بیعت کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر خراش بن امیہ خزاعی [209] کو بلایا۔ انہیں قریش مکہ کے پاس اس کے ثعلب نامی اونٹ پر بھیجا۔ تاکہ وہاں اشراف سے بات کرے۔ تو قریش نے ان کا اونٹ زخمی کر دیا۔ تو حبشیوں نے انہیں بچا کر اسے جانے دیا یہاں تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ انہیں مکہ بھیجیں۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں قریش پر خود سے ڈرتا ہوں۔ حالانکہ مکہ میں بنی عدی بن کعب کا کوئی نہیں کہ مجھے ان سے روکے۔ قریش

---

[207] نائلۃ بنت دیک۔ اساف اور نائلہ جنہوں نے خانہ کعبہ میں بدفعلی کی تھی۔ نائلہ دیک کی بیٹی ہے۔ دیک خاندان کے بارے میں مزید معلومات نہیں مل سکیں۔ [الروض الانف ۱ : ۱۷۲]

[208] تفسیر ثعلبی ۹ : ۴۵

دلائل النبوۃ، بیہقی، ۴ : ۱۶۵، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: أُرِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، أَنَّهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ آمِنِينَ محلقين رؤوسهم وَمُقَصِّرِينَ ------ يَعْنِي أَعْرَابَ الْمَدِينَةِ: جُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ وَذَلِكَ أَنَّهُ اسْتَتْبَعَهُمُ النبي صلى الله عليه وَسَلَّمَ بِخُرُوجِهِ إِلَى مَكَّةَ فَقَالُوا أَنَذْهَبُ مَعَهُ إِلَى قَوْمٍ جَاءُوهُ فَقَتَلُوا أَصْحَابَهُ فَيُقَاتِلُهُمْ فِي دِيَارِهِمْ فَاعْتَلُّوا بِالشُّغْلِ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرًا فَأَخَذَ أَصْحَابُهُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْحَرَمِ غَافِلِينَ، فَأَرْسَلَهُمُ النبي صلى الله عليه وَسَلَّمَ فَذَلِكَ الْإِظْفَارُ بِبَطْنِ مَكَّةَ وَهُوَ قَوْلُهُ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ، وَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَعَدَهُ اللهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً، وَعَجَّلَ لَهُ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُ الْمُخَلَّفُونَ: ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ، وَهِيَ الْمَغَانِمُ الَّتِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوها ذَرُونا نَتَّبِعْكُمْ وَأَمَّا الْمَغَانِمُ الْكَثِيرَةُ الَّتِي وُعِدُوا فَمَا يَأْخُذُونَ إِلَى الْيَوْمِ وَقَوْلُهُ: أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ، قَالَ: هُمْ فَارِسُ وَالرُّومُ۔

[209] خراش بن امیہ بن ربیعہ بن فضل بن منقذ بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول، کعبی، خزاعی، مدنی، حدیبیہ، خیبر اور بعد کے مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر مکہ والوں سے بات کرنے بھیجا تھا قریش نے ان کا اُونٹ زخمی کیا تھا۔ حبشیوں نے انہیں بچایا تھا آپ واپس ہوئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ خراش بن امیہ نے حدیبیہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا حلق کیا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں وفات پائی۔ [الاستیعاب، ص:۱۳۲۔۔۔ الاصابہ ۲ : ۲۶۹]

میری دشمنی کو جانتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو خود سے زیادہ عزت مند آدمی کی نشان دہی کرتا ہوں۔ جو کہ عثمان بن عفان ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان کو بلایا اور انہیں ابوسفیان اور قریش کے اشرافیہ کے پاس بھیجا۔ کہ انہیں کہہ دے کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے۔ بلکہ ہم تو بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں اور اس کی حرمت کا احترام کرتے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ کو نکلے۔ مکہ کو داخل ہوتے وقت راستے میں ابان بن سعید بن عاص ملے۔ تو وہ اپنی سواری سے اترے۔ انہیں خود سے آگے سوار کر کے خود اس کے پیچھے بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ قریش کے بڑوں نے کہا اگر تم طواف چاہتے ہو تو طواف کرو۔ اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرنے والا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کریں۔ قریش نے انہیں اپنے ساتھ روکا۔ مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمان کے قتل کی بات پہنچی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہم یہاں سے اس وقت تک ہٹنے والے نہیں۔ یہاں تک کہ ہم ان لوگوں سے بدلہ نہ لیں۔ اور سب لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ یہی بیعت رضوان تھی جو کہ درخت کے نیچے ہوئی۔ [210]

عمرۃ القضاء کی بعض جزوی واقعات:

[ا] روایت: کلبی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ القضاء ادا کیا اور اس موقع پر آپ کے ہمراہ اسماء بنت ابو بکر تھیں۔ تو اس کی ماں قتیلہ اور دادی اس سے کچھ مانگنے آئیں۔ حالانکہ وہ دونوں مشرک تھیں۔ تو اس نے کہا کہ میں تمہیں کچھ بھی نہیں دوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں۔ کیوں کہ تم دونوں میرے دین پر نہیں ہو۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ آیت نازل کی۔ جس کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کو کچھ دینے کا حکم دیا [211]۔

---

[210] تفسیر ثعلبی ۹ : ۴۷

تفسیر الطبری ۲۲ : ۲۲۴، حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثَنَا سَلَمَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثَنِي بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا خِرَاشَ بْنَ أُمَيَّةَ الْخُزَاعِيَّ، فَبَعَثَهُ إِلَى قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ، وَحَمَلَهُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الثَّعْلَبُ، لِيُبَلِّغَ أَشْرَافَهُمْ عَنْهُ مَا جَاءَ لَهُ، وَذَلِكَ حِينَ نَزَلَ الْحُدَيْبِيَةَ، فَعَقَرُوا بِهِ جَمَلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَرَادُوا قَتْلَهُ، فَمَنَعَهُ الْأَحَابِيشُ فَخَلُّوا سَبِيلَهُ، حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

[211] تفسیر ثعلبی ۲ : ۲۷۴

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲ : ۲۷۲، قال ابنُ عباس والكلبيُّ : (اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عُمْرَةَ الْقَضَاءِ ، وَكَانَتْ مَعَهُ فِي تِلْكَ الْعُمْرَةِ أسْمَاءُ بنْتُ أبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه ، فَجَاءَتْهَا أُمُّهَا قُتَيْلَةُ وَجَدُّهَا أبُو قُحَافَةَ يَسْأَلُونَهَا الصِّلَةَ وَالْعَطِيَّةَ ، فَقَالَتْ : لاَ أُعْطِيْكُمْ شَيْئاً حَتَّى أسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ؛ فَإنَّكُمْ لَسْتُمْ عَلَى دِيْنٍ ؛ فَاسْتَأْذَنَتْهُ فِي ذلِكَ ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بالتَّصَدُّقِ عَلَيْهِمَا)۔

حدیبیہ کے موقع پر ۸۰ مشرکین مکہ کا مسلمانوں پر حملہ کا منصوبہ:

[۱]روایت: ابن عباس کہتے ہیں کہ قریش نے حدیبیہ کے سال چالیس یا پچاس آدمی اس لیے بھیجے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے گرد چکر کاٹیں اور آپ کے ساتھیوں میں سے کسی سے الجھ کر اُسے پکڑلیں۔ جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان کو کچھ بھی نہیں کہا۔ اوران کا راستہ کھلا رکھا۔ حالانکہ وہ آپ کے ساتھیوں کو پتھروں اور تیروں سے مار رہے تھے[212]۔

[۲]روایت: عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اسی درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ آپ کی کمر پر اس درخت کی کچھ شاخیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے آپ کی کمر سے وہ ہٹادیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب اور سہیل بن عمرو صلح کا خط لکھ رہے تھے۔ تیس مسلح جوان ہم پر حملہ آور ہوئے جو ہماری طرف دھول پھینک رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بد دعا دی تو ان کی بینائی چلی گئی۔ ہم نے کھڑے ہو کر ان کو پکڑا اوران سے راستہ خالی کرادیا[213]۔

حدیبیہ کے دن قربانیوں کی تعداد:

---

[212] تفسیر ثعلبی۹ : ۵۴

تفسیر الطبری ۲۲ : ۲۳۷، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ، أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، قَالَ: ثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَعَلَى ظَهْرِهِ غُصْنٌ مِنْ أَغْصَانِ الشَّجَرَةِ فَرَفَعْتُهَا عَنْ ظَهْرِهِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، وَهُوَ صَاحِبُ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: «اكْتُبْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ» ، فَأَمْسَكَ سُهَيْلٌ بِيَدِهِ، فَقَالَ: مَا نَعْرِفُ الرَّحْمَنَ، اكْتُبْ فِي قَضِيَّتِنَا مَا نَعْرِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ» ، فَكَتَبَ، فَقَالَ: «هَذَا مَا صَالَحَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَهْلَ مَكَّةَ» ، فَأَمْسَكَ سُهَيْلٌ بِيَدِهِ، فَقَالَ: لَقَدْ ظَلَمْنَاكَ إِنْ كُنْتَ رَسُولًا، اكْتُبْ فِي قَضِيَّتِنَا مَا نَعْرِفُ قَالَ: «اكْتُبْ هَذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ» ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا ثَلَاثُونَ شَابًّا عَلَيْهِمُ السِّلَاحُ، فَثَارُوا فِي وجُوهِنَا، فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ اللَّهُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُمْنَا إِلَيْهِمْ فَأَخَذْنَاهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ خَرَجْتُمْ فِي أَمَانِ أَحَدٍ» ، قَالَ: فَخَلَّى عَنْهُمْ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ {وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ} [الفتح: 24] " ۔

[213] تفسیر ثعلبی۹ : ۵۴

تفسیر الطبری ۲۲ : ۲۳۷، حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ، قَالَ: ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ، وَكَانَ غُصْنٌ مِنْ أَغْصَانِ تِلْكَ الشَّجَرَةِ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعْتُهُ عَنْ ظَهْرِهِ۔

[۱]روایت: مروان بن حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال بیت اللہ کی زیارت کی نیت سے نکلے۔ قتال کاارادہ نہیں تھا۔ اپنے ساتھ ستر قربانیاں روانہ کی تھیں۔ سات سو کی تعداد میں لوگ تھے۔ ہر دس نفر سے ایک قربانی تھی[214]۔

[۲]روایت: عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال مشرکین کے ساتھ صلح نامہ لکھاتو صحابہ کرام کو فرمایا کہ اُٹھو اور قربانیاں ذبح کر کے سروں کو مونڈھو۔ تین دفعہ ایسافرمایالیکن کوئی بھی نہیں اُٹھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اوران سے یہ بات کہہ دی۔ انہوں نے کہاکہ باہر جائیے اوران سے کوئی بھی بات نہ کریں۔ اورآپ خوداپنی قربانی ذبح کریں اوراپناسر مونڈھیں۔ جب آپ نے ایساہی کیااور صحابہ کرام نے دیکھ لیاتووہ اُٹھ کر قربانی ذبح کرکے سروں کو مونڈھنے لگے[215]۔

حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کا جذبہ:

[۱]روایت: جب صلح نامہ لکھاجارہاتھا۔ توآپ نے سیدنا علی سے کہاکہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔سہیل بن عمرو نے کہاجب کہ دیگر مشرک بھی اس کے ساتھ تھے کہ ہم توصرف رحمان یمامہ کوجانتے ہیں۔ یعنی مسیلمہ کذاب۔ لکھو باسمک اللھم۔ اسی طرح جاہلیت والے لکھاکرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو یہ وہی دستاویز ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کے طور پر کی ہے۔ تومشرکوں نے کہااگر اس نے رسول اللہ لکھاتوہم تم سے کس بات پر لڑرہے ہیں۔ بلکہ لکھو محمد بن عبداللہ کی طرف سے یہ صلح نامہ

---

[214] تفسیر ثعلبی۹ : ۵۵

تفسیر البغوی ۴ : ۲۳۶، سنن نسائی کبریٰ ۲ : ۵۹ ۳۔

[215] تفسیر ثعلبی ۲ : ۱۰۰

تفسیر الطبری ۳ : ۳۹، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَا: لَمَّا كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَضِيَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُشْرِكِي قُرَيْشٍ، وَذَلِكَ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَانْحَرُوا، وَاحْلِقُوا» . قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، قَامَ فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، اخْرُجْ، ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ بِكَلِمَةٍ حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَلَّاقَكَ فَتَحْلِقَ فَقَامَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ مِنْهُمْ أَحَدًا حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ. فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا "

لکھا جارہا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم ان سے لڑیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ویسا لکھو جیسا یہ چاہتے ہیں۔[216]

خلاصہ بحث:

فصل ہشتم صلح حدیبیہ کے وقائع پر مبنی تھی۔ حدیبیہ فتح مکہ کے لیے سیاسی تمہید تھی۔ اس لیے اصل میں اسے ہی فتح قرار دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر مدینہ منورہ سے چودہ سو صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قربانی کے جانوروں کو ساتھ لے کر بیت اللہ کی زیارت کی نیت سے نکلے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ پہنچنے سے پہلے حدیبیہ کے مقام پر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رُکے تا کہ پہلے قریش مکہ سے بات کر کے حرم داخل ہونے کی اجازت لی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خراش بن امیہ رضی اللہ عنہ کو اس مشن پر بھیجا لیکن قریش

[216] تفسیر ثعلبی ۵ : ۲۹۱

بحر العلوم سمرقندی ۲ : ۴۲۰، تفسیر نیشاپوری ۴ : ۱۶۰، تفسیر القرطبی ۹ : ۳۱۸۔

نے اُن کے ساتھ بد سلوکی کی اُن کے ثعلب نامی اُونٹ کو زخمی کیا جس پر وہ سوار ہو کر گئے تھے۔بات قتل تک پہنچتی اگر حبشی آدمی انہیں بچانہ لیتے۔وہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قریش کے پاس جانے کی بات کی ۔انہوں نے اپنی سخت مزاجی کی وجہ سے انکار کیااور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کانام بہ طور مشورہ لیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا۔وہ جب مکہ پہنچے توراستے میں ابان بن سعید ان سے ملے۔ابان بن سعید اپنی سواری سے اُترے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر آپ سوار کرکے خود ان کے پیچھے بیٹھ گئے۔چنانچہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ سے بات کی توانہوں نے کہاکہ آپ طواف کریں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کریں گے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔بات ذرا لمبی ہوئی اُدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سمجھے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کہیں قتل نہ کیا گیاہو۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جمع کرکے کیکر کے درخت کے نیچے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خون کا بدلہ لینے کا وعدہ لیا۔اسے بیعت رضوان بھی کہاجاتا ہے۔قریش مکہ نے اس دوران ۸۰ افراد کو بھیج کر حدیبیہ کے مقام پر حملہ بھی کرایالیکن ناکام رہے۔صلح کی بات چلی تو قریش مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو اور مسلمانوں کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کتابت کے لیے منتخب ہوئے'آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل بن عمرو نے کہا کہ ہم تو رحمان یمامہ (مسیلمہ کذاب) کو جانتے ہیں۔باسمک اللھم پر اکتفاہوا۔پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رسول اللہ لکھنے پر فریقین میں بات بگڑی آپ نے محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔اس دوران قریش کے تیس افراد نے پھر حملہ کیا جو صحابہ کرام پر دھول پھینک رہے تھے۔اس وقت آپ کی بد دعا سے ان کی بینائی چلی گئی۔صحابہ کرام نے اُٹھ کر انہیں راستہ سے ہٹایا۔جب فیصلہ واپس جانے پر ہوا اور صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مونڈھنے اور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا تو ناز کی وجہ سے حکم نہیں مان رہے تھے کہ آپ کا بیت اللہ زیارت کرنے کا ارمان کیوں ادھورا رہے۔ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا انہوں نے آپ کو اپنی قربانی خود ذبح کرنے کا مشورہ دیا۔آپ نے جب ایسا کیا تو صحابہ کرام نے بھی اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا۔

فصل نہم: خطوط نبوی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک بنام ہرقل:

[ا]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر اور ملوک فارس کو خط میں یہ آیت لکھی تھی(یا أهل الکتٰب تَعالَوْا إلی کَلِمَةٍ سَواءٍ بَیْنَنا وَبَیْنَکُمْ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہرقل عظیم کو۔ جس نے ہدایت کی اتباع کی۔ اس پر سلامتی ہو۔ امابعد: میں آپ کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لاؤ امن پاؤ گے۔ اسلام قبول کرو اللہ

تمہیں دواجر (نیک اہل کتاب اور مسلمان ہونے پر) عطا کرے گا۔ اگر تم نے منہ موڑا تو بس چار سال حکومت کر پاؤ گے۔ اگر تم نے منہ پھیرا (تمہاری قوم) اِریسیین کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔[217]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک اہل ہجر کے نام:

[ا] روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ہجر کو خط لکھا جن پر منذر بن ساوی تمیمی[218] مقرر تھے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ اگر انہوں نے انکار کیا تو پھر وہ جزیہ ادا کریں گے۔ جب یہود اور عرب اور نصاریٰ کی طرف سے وہ خط آیا جو آپ نے بھیجا تھا تو انہوں نے جزیہ قبول کیا۔ جب کہ اسلام کو پسند نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو لکھا کہ عرب سے صرف اسلام قبول کیا جائے گی یا تلوار کا سامنا کریں گے۔ اہل کتاب اور مجوس سے جزیہ قبول کیا جائے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط عرب کو پہنچا۔ تو انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اہل کتاب اور مجوس نے جزیہ قبول کیا۔[219]

مختلف سرایا

سریہ الرجیع:

[ا] روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ کفار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں یہ کہلا بھیجا کہ ہم ایمان لاتے ہیں آپ اپنے کسی صحابی کو ہمارے پاس بھیجیں تا کہ ہمیں دین سکھائے۔ یہ ان کی طرف سے ایک چال

---

[217] تفسیر ثعلبی ۳: ۸۶

صحیح بخاری کتاب: بدء الوحی (۱)، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱)، حدیث: ۷، فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ ، وَ{ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ ، وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا ، وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ } قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمَ۔

[218] منذر بن ساوی بن اخنس بن بیان بن عمرو بن عبد اللہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم تمیمی دارمی بحرین کے وفد میں ایاس بن عبد القیس کے ہمراہ اس وقت آئے تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ [الاستیعاب، ص: ۴۵۴۔۔۔ الاصابۃ ۶ : ۲۱۴]

[219] تفسیر ثعلبی ۴ : ۱۱۷، ۱۱۸

اسباب النزول، واحدی، ص: ۱۴۲۔۔۔ زاد المسیر فی علم التفسیر ۱ : ۵۹۴۔

تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیب بن عدی انصاری[220]، مرثد بن ابی مرثد غنوی[221]، خالد بن بکیر[222]، عبداللہ بن طارق بن شہاب بادی اور زید بن دثنہ[223] رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ عاصم بن ثابت[224] رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر مقرر کیا۔ وہ چلے گئے انہوں نے مکہ جانے کا ارادہ کیا تھا تو بطن رجیع[225] میں مکہ اور مدینہ کے درمیان رُکے۔ ان کے ساتھ عجرہ کے کھجور تھے۔ ایک بوڑھی وہاں سے گزری جس نے وہاں کھجور کی گٹھلیاں دیکھیں۔ تو اس نے مکہ جا کر ان کو خبر دی کہ اہل یثرب تمہارا پیچھا کرتے ہوئے آئے ہیں۔ ستر آدمی نیزے لے کر نکلے۔ ان کو احاطہ میں لیا مرثد، خالد اور عبداللہ بن طارق کو قتل کیا تو عاصم بن ثابت نے اپنا تیر کش انڈھیل دیا جس میں سات تیر تھے اس نے ان میں ایک بڑے آدمی کو قتل کیا۔ پھر اس نے کہا اے اللہ میں نے دن کے شروع میں تیرے دین پر غیرت کیا ہے۔ رات کے آخر تک میرے جسم کو ان سے بچانا۔ مشرکوں نے پھر اسے گھیرے میں لے

---

[220] خبیب بن عدی، انصاری، بنی جحجبی بن عوف بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے۔ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ سریہ یوم الرجیع کے دن قید کیے گئے۔ مکہ معظمہ میں عقبہ بن حارث کو فروخت کیے گئے وہ اسے اپنے باپ کے بدلے قتل کرنا چاہتے تھے۔ کیوں کہ بدر کے دن خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ خبیب بن عدی کو انہوں نے مکہ معظمہ میں شہید کیا۔ [الاستیعاب، ص:۱۳۰]

[221] کناز بن حصین، یا کناز بن حصن بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر، مرثد اور اس کے والد دونوں بدر میں شریک ہوئے تھے۔ دونوں حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے حلفاء تھے۔ مرثد اُحد میں بھی شامل ہوا تھا۔ یوم الرجیع میں شہادت پائی۔ [الاستیعاب، ص:۴۳۲]

[222] خالد بن بکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرة بن سعد بن بکر بن لیث بن عبد مناۃ اللیثی، بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ سابقین اولین میں سے تھے۔ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے تھے۔ سریہ رجیع میں شہید ہوئے۔ [الاصابہ ۲: ۲۲۷]

[223] زید بن دثنہ بن معاویہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ انصاری، بیاضی، بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔ سریہ رجیع کے دن خبیب بن عدی کے ساتھ قید کر لیے گئے اور مکہ میں صفوان بن امیہ کو فروخت کیے گئے۔ اس کے غلام نسطاس نے زید بن دثنہ کو مکہ میں تنعیم کے مقام پر قتل کیا۔ یہ ہجرت کے تیسرے سال کا واقعہ ہے۔ [معرفۃ الصحابۃ ۳: ۱۱۸۲۔۔۔ الاستیعاب، ص:۱۶۵]

[224] عاصم بن ثابت بن الاقلح بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سریہ رجیع میں شہید ہوئے۔ مشرکین نے ان کے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کے ذریعے ان کی حفاظت کی۔ [معرفۃ الصحابہ، ابو نعیم، ۴: ۲۱۴۱]

[225] رجیع مکہ اور طائف کے درمیان ہذیل کے پانی کی گھاٹ ہے۔ جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے سات صحابہ کرام کے ساتھ قبائل عضل اور القارۃ نے دھوکہ کیا تھا۔ [معجم البلدان ۳: ۲۹]

کر شہید کیا۔ قتل کے بعد انہوں نے اس کے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تا کہ یہ سلافہ بنت سعد بن شہید[226] کو فروخت کرے جس نے اُحد میں اپنے مارے ہوئے بیٹے کے قتل کے بعد یہ نذر مانی کہ اگر اس کو موقع ملا تو وہ عاصم کو خرید کر اس کے سر میں شراب پیئے گی۔ اللہ نے پیچھے سے ایک طاقت بھیجی جس نے عاصم کو ان سے بچالیا۔ اصل میں یہ مکھیاں تھیں جنہوں نے عاصم کے لاش کی حفاظت کی۔ یہ اس کی دعا کی قبولیت تھی جو اس نے کی تھی۔ شام کو وہ چلی گئیں پھر فوراً ایک بادل آ کر برسا۔ تو طوفان آیا جس نے عاصم کو اُٹھایا اور کہیں پر لے گیا۔ ساتھ میں پچاس مشرکوں کو بھی جہنم لے گئی۔ کسی بھی مشرک نے اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ عمر بن خطاب اس کی خبر سن کر حیران ہوتے تھے کہ ہوا نے اس کی حفاظت کی۔ مشرکوں نے ان میں خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو قید کر کے مکہ پہنچایا۔ خبیب کو بنو حارث بن عامر نے خریدا تا کہ اسے اپنے سامنے قتل کرے۔ خبیب وہی تھا جس نے حارث بن عامر کو اُحد میں قتل کیا تھا۔ خبیب جب حارث کی بیٹیوں کے قید میں تھا تو اس نے ان میں ایک سے چھری مانگی۔ تا کہ اس سے خود کو قتل کر کے ذبح کرے۔ تو عورت نے دے دی۔ اس کا ایک بچہ تھا جو خبیب کے پاس چلا گیا۔ اس نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا جب کہ چھری اس کے ہاتھ میں تھی۔ تو وہ عورت چلانے لگی۔ تو خبیب نے کہا کیا تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ میں اسے قتل کردوں گا۔ دھوکہ دینا ہمارا کام نہیں ہے۔ وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے ایسا قیدی کبھی دیکھا ہی نہیں مکہ میں میوہ نہیں ہوتا اور اس کے ہاتھ انگوروں کا کوئی گچھا ہوتا جسے وہ کھاتا رہتا۔ یہ اللہ کی طرف سے کوئی رزق تھا جو خبیب کو مل رہا تھا۔ پھر وہ اسے حرم سے قتل کرنے کے لیے باہر لے گئے۔ جب اسے پھانسی دینی چاہی۔ تو اس نے کہا کہ مجھے دو رکعت پڑھنے کی اجازت دو۔ پھر یہی ایک سنت جاری ہوئی کہ جو کوئی پھانسی کیا جاتا تو وہ دو رکعت پڑھ لیتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے نماز مختصر پڑھ لی کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ خبیب ڈر گیا۔ اور پھر یہ شعر پڑھا:

ولست أبالي حين أقتل مسلما ... على أي شق كان في الله مصرعي

وذلك في ذات الإله وإن يشأ ... يبارك في أوصال شلو ممزع[227]

”میں کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ جب میں مسلمان مر رہا ہوں کہ میں کسی بھی طرف پر گروں۔ مجھے تو جانا اللہ کے پاس ہے۔ یہ تو اُس ذات کے لیے ہے اگر وہ چاہے تو میرے کاٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈالے گا۔“

---

[226] سُلافہ بنت سعد بن شُہید نے یہ منت مانی تھی کہ عاصم بن ثابت کے سر میں شراب نوش کرے گی کیوں کہ اس نے اُحد کے دن اُس کے دو بیٹوں مسافع اور جُلاس کو قتل کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے عاصم بن ثابت کی لاش پر مکھیاں مسلط کی۔ مشرکین نے کہا کہ شام تک انتظار کرتے ہیں شاید مکھیاں چلی جائیں۔ لیکن شام کے وقت اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیج کر اُس کی لاش کو اُٹھوایا۔[الطبقات الکبریٰ ۲: ۵۶]

[227] صحیح بخاری کتاب: الجہاد والسیر (۵۶)، باب: ھل یستأسر الرجل؟ ومن لم یستأسر (۱۷۰)، حدیث: ۳۰۴۵۔

پھر اُس نے کہا اے اللہ ان کو گن لے۔ انہوں نے اسے زندہ صلیب دیا۔ پھر کہا اے اللہ میرے پاس کوئی نہیں کہ میرا اسلام تیرے رسول تک پہنچادے اور میری ماں کو سلام پہنچادے۔ پھر مشرکوں میں ایک آدمی ابوسروعہ نیزہ لے کر آیا اور اس کے سینے پر رکھا۔ خبیب نے اسے کہا کہ اللہ سے ڈرو تو اس بات نے اس کی سرکشی میں اور اضافہ کیا۔ اس نے اسے زخمی کر کے نیزہ پار کیا۔

زید بن دثنہ کو صفوان بن امیہ[228] نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرنے کے لیے خریدا۔ پھر اپنے مولیٰ نسطاس کے ہمراہ اسے تنعیم[229] پہنچایا تا کہ اسے قتل کرے۔ قریش کا ایک گروہ وہاں جمع ہوا۔ ابوسفیان بھی ان میں تھا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اے زید اگر تمہاری جگہ یہاں محمد ہوتے تو کیا تم پسند کرتے۔ اور تم اپنے گھر میں ہوتے؟ تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں یہ بالکل پسند نہیں کرتا۔ اگر ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔ تو وہ بھی مجھے گوارا نہیں ہوگا۔ جب کہ میں اپنے گھر میں ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں نے لوگوں میں اصحاب محمد کی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ پھر نسطاس نے اسے قتل کیا۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے کون جا کر خبیب کی لاش کو لائے گا تو اس کے لیے جنت ہے۔ زبیر بن عوام اور مقداد نے کہا کہ ہم دونوں جائیں گے۔ دونوں رات میں چپکے سے روانہ ہوئے۔ دن کو وہ چھپے رہتے۔ یہاں تک کہ تنعیم میں پہنچے۔ خشبہ کے گرد چالیس مشرک سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے اسے وہاں سے اُتارا وہ ابھی تک چالیس دن کے بعد بھی اُسی طرح گیلا تھا۔ اُس کا ہاتھ اپنے زخم پر پڑا ہوا تھا۔ جس سے خون بہہ رہا تھا۔ زبیر نے اسے اپنے گھوڑے پر رکھا اور چل دیا تو مشرکوں کو پتہ چلا حالانکہ وہ خبیب کو کھو چکے تھے۔ جب قریش کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا تو زبیر نے خبیب کو پھینکا زمین نے اسے نگل لیا۔ اسے بلیع الارض (زمین کا نگلا ہوا) کا نام دیا گیا۔ زبیر نے اپنی پگڑی اُچھالتے ہوئے کہا کہ تم ہم پر بہت جرأت دکھاتے ہو۔ میں زبیر بن عوام ہوں صفیہ بنت

---

[228] صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی، اس کا والد امیہ بن خلف بدر کے دن مارا گیا جب کہ چچا اُبی بن خلف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں زخمی کیا تھا جس کی وجہ سے وہ کافر مر گیا تھا۔ فتح مکہ کے دن صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ نکلا تھا۔ اس کی بیوی نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا اور صفوان کے لیے امن طلب کیا آپ نے امن دے دی اس کی بیوی امن کی نشانی کے طور پر چادر بھیجی وہ اس کے ساتھ لوٹا۔ صفوان ایک مہینہ بعد اسلام لایا اور غزوۂ حنین اور طائف میں شریک ہوا۔ [الاستیعاب، ص:۲۱۷]

[229] مکہ اور سرف کے درمیان حل میں واقع موضع کا نام ہے جو دو فرسخ کی دوری پر مکہ معظمہ سے واقع ہے۔ دائیں طرف سے نعیم اور بائیں طرف میں ناعم کی پہاڑی ہونے کی وجہ سے تنعیم کا نام پڑا۔ تنعیم میں مسجد عائشہ کے گرد مساجد ہیں جہاں سے اہل مکہ عمرہ کے لیے احرام باندھتے ہیں۔ [معجم البلدان ۲: ۴۹]

عبد المطلب کا بیٹا ہوں اور یہ میرا دوست مقداد بن اسود دو شیر ہیں۔ اگر تم چاہو تو لڑتے ہیں اور چاہتے ہو تو لوٹ جاؤ۔ تو وہ مکہ واپس ہوئے۔ وہ مدینہ پہنچے اور جبریل ان کے ساتھ وہاں پہنچے۔ جبریل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ملائک ان تیرے دو صحابہ پر حیران ہیں۔ تو منافقین میں کسی نے کہا کہ خبیب اور اس کے ساتھی اس لیے قتل ہوئے کہ گھر میں بیٹھے نہیں اور نہ ہی انہوں نے پیغام پہنچایا۔ زبیر بن عوام ٗمقداد بن اسود ٗخبیب ٗاس کے ساتھیوں اور منافقوں نے ان کے بارے میں جو کہا تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.[230]

سریہ عبداللہ بن جحش:

[ا] روایت: مفسرین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبید اللہ بن جحش کو جمادی الثانی میں جنگ بدر سے دو مہینے قبل مدینہ کے بالائی جانب بھیجا۔ ان کے ہمراہ آٹھ مہاجرین بھی بھیج دیئے: سعد بن ابی وقاص ٗعکاشہ بن محص اسدی ٗعتبہ بن غزوان سلمی ٗابو حذیفہ بن عتبہ ٗسہیل بن بیضاء ٗعامر بن ربیعہ ٗواقد بن ربیعہ ٗواقد بن عبداللہ ٗخالد بن بکر۔ عبداللہ بن جحش کی امارت میں ایک خط بھی لکھا۔ اور انہیں یہ کہہ دیا کہ یہ اللہ کے نام کا راز ہے اسے دو دن سفر کرنے سے پہلے کھولنا نہیں۔ جب تم دو منازل طے کر و تو خط کھول کر اپنے دوستوں کو سنانا۔ پھر جہاں جانے کا حکم ہے وہاں چلنا۔ اپنے ساتھیوں میں کسی کو اپنے ساتھ جانے پر مجبور نہ کرنا۔ تو عبداللہ دو دن چلتا رہا۔ پھر اس نے ڈیرا ڈالا اور خط کھول دیا۔ اس میں لکھا تھا: اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اس کے بعد اللہ کی برکت سے اپنے اتباع کے ساتھ چلنا یہاں تک بطن نخلہ میں پہنچو اور وہاں مورچہ بنا کر قریش کے قافلہ کی خبر شاید ہم تک پہنچا دو۔ جب عبداللہ نے یہ دیکھا۔ تو اس نے کہا ہمیں قبول ہے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آپ نے مجھے تم لوگوں کو زبردستی ساتھ لے جانے سے روکا ہے۔ جو شہادت چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے اور جو اسے پسند نہیں کرتا وہ واپس چلا جائے۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پورا کرنے جارہا ہوں۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل دیا۔ ان میں کوئی بھی پیچھے نہیں رہا۔ یہاں تک کہ معدن میں فرع کے بالائی حصے جسے نجوان کہا جاتا ہے پہنچے۔ سعد بن ابو وقاص اور عتبہ بن غزوان نے اپنا اونٹ کھو دیا۔ وہ انہیں ڈھونڈ رہے تھے۔ تو اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے اجازت مانگی تو انہیں اس کی تلاش کرنے کی اجازت مل گئی۔ عبداللہ دوسرے ساتھیوں کو لے کر مکہ اور طائف کے درمیان بطن نخلہ میں پہنچے۔ اسی دوران ان پر قریش کا ایک قافلہ گزرا جن کے پاس زبیب اور چمڑا تھا۔ طائف کے تاجروں میں سے عمرو بن حضرمی اور حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ بن

---

[230] تفسیر ثعلبی ۲: ۱۲۰، ۱۲۱

صحیح بخاری ٗکتاب: الجہاد والسیر (۵۶) ٗباب: ھل یستاسر الرجل؟ ومن لم یستاسر ٗومن صلیٰ رکعتین (۱۷۰) ٗحدیث: ۳۰۴۵۔

مغیرہ،نوفل بن عبداللہ مخزومی تھے۔جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کودیکھاتوگھبر اگئے۔توعبداللہ بن جحش نے کہاکہ لوگ توتم سے ڈرگئے۔اپنے کسی آدمی کے سر کا حلق کرو۔جب وہ اس مونڈھے ہوئے سر کودیکھیں گے توخود کو محفوظ سمجھیں گے۔توعکاشہ کاسر مونڈھ کرانہیں دکھایا گیا۔یہ جمادی الثانی کی آخری شب تھی۔وہ یہی سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ رجب تھا۔انہوں نے باہم مشورہ کیا اگرانہیں اس رات چھوڑدیاتو پھر ہم حرمت والی مہینہ میں داخل ہوجائیں گے۔تواکھٹے ہوجاؤ۔توان پر تیر پھینکے جن میں واقدبن عبداللہ سہمی کی تیر سے عمروبن حضرمی قتل ہوا۔یہ مشرکوں میں پہلا قتل ہونے والا شخص تھا۔حکم اور عثمان ان میں قید ہوئے جواسلام کے پہلے قیدی تھے۔باقی زندہ بچے۔مؤمنوں نے اس قافلہ اوران قیدیوں کومدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پہنچایا۔قریش نے کہاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت والے مہینوں کوحلال کردیاہے۔اس مہینہ میں ہر خائف پرامن ہوتاہے اورلوگ اس میں مزدوریوں کے لیے نکلتے ہیں۔اس نے اس مہینے میں خون بہادیا۔ان میں آزادلوگوں کوپکڑا۔اس بات پر مکہ کے مسلمانوں کو بھی انہوں نے عاردلائی۔وہ انہیں کہتے اے بے دینو!تم نے اشہر حرم کوحلال کرکے اس میں قتل وغارت کردی۔یہودنے اس سے بدفالی کرکے کہاواقدنے جنگ گرم کیا،عمرونے جنگ کوعمردی،حضرمی نے جنگ کوحاضر کیا۔یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں۔توعبداللہ بن جحش اوراس کے ساتھیوں سے کہاکہ میں نے توتمہیں اشہر حرم میں لڑنے کاحکم نہیں دیاتھا۔انہیں قافلہ اور قیدی واپس کیے اوراس کے لینے سے انکار کیا۔سریہ والوں پر یہ بات بڑی شاق گزری۔وہ سمجھے کہ تباہ وبرباد ہوئے۔کہاکہ اے اللہ کے رسول!ہم نے کو قتل کیاتوشام کوہم نے رجب کاچاند دیکھا۔معلوم نہیں ہواکہ وہ رجب تھایاجمادی الثانی۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ سے خمس جداکیا۔یہ اسلام میں پہلا خمس تھا۔باقی مال سریہ والوں میں تقسیم کیا۔مکہ والوں کوان کے قیدی فدیہ میں آزادکردیئے۔کہ سعداور عتبہ آجائیں ورنہ ہم ان قیدیوں کو قتل کردیں گے تووہ دونوں جب آئے توقیدیوں کافدیہ اداکردیا۔حکم بن کیسان اسلام قبول کرکے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رکے۔اوربئرمعونہ کے دن شہیدکیے گئے۔عثمان بن عبداللہ مکہ واپس ہوااوروہی کافرمرا۔نوفل نے احزاب کے دن اپنے گھوڑے کاپیٹ ماراتاکہ خندق پھلانگ کر مسلمانوں پر حملہ کرسکے۔لیکن وہ گھوڑے کے ساتھ خندق میں جاپڑا۔اللہ تعالیٰ نے اسے وہاں ماردیا۔مشرکوں نے اس کے مردارلاش کومال سے چھپادیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ اسے لے لویہ خبیث مرداراور خبیث دیت ہے۔[231]

---

[231] تفسیر ثعلبی ۲: ۱۳۸ - ۱۴۰

غزوہ بیر معونہ:

[۱]روایت: عامر بن مالک کچھ ہدایا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ فرمایا کہ میں مشرک کے ہدیے وصول نہیں کرتا۔ اگر تم چاہتے ہو تو ایمان لے آؤ۔ پھر اسے اسلام پیش کیا۔ مؤمنوں کے لیے تیار کیے گئے نعمتوں کا تذکرہ کیا۔ اُسے قرآن سنایا لیکن وہ ایمان نہیں لایا۔ اُس نے کہا کہ تم جو باتیں کر رہے ہو بڑی پیاری ہیں۔ اگر تم اپنے چند ساتھی اہل نجد میں بھیج دو تو اُمید ہے کہ وہ مان جائیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اہل نجد کی طرف سے ان پر ڈرتا ہوں۔ عامر نے کہا میں ان کو پناہ دیتا ہوں۔ سو آپ انہیں وہاں بھیج دیجئے کہ دعوت کا کام کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو بنی ساعدہ سے ستر چنے ہوئے مسلمانوں کے ہمراہ بھیجا۔ ان میں حارث بن ضمہ' حرام بن ملحان' عروہ بن اسماء بن صلت' نافع بن ورقاء خزاعی' عامر بن فہیرہ ابو بکر کا آزاد کردہ غلام۔ یہ ہجرت کے چوتھے سال صفر کے شروع تھا۔ وہ چل دیئے یہاں تک کہ بئر معونہ میں ڈھیرا ڈال دیا۔ جو کہ بنی عامر اور بنی سلیم کی زمین تھی ۔جب وہ وہاں رُکے تو ایک دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ان پانی والوں کے پاس لے جائے گا؟ حرام بن ملحان نے کہا کہ میں لے جاؤں گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر ابو عامر بن طفیل کے پاس چلا' جو اسی پانی کا مالک تھا۔ جب وہ ابو عامر کے ہاں پہنچا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو دیکھا ہی نہیں۔ تو حرام نے کہا اے بئر معونہ والو! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہیں پیغام دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور بندہ ہے۔ سو تم اللہ و رسول پر ایمان لے آؤ۔ تو پیچھے سے ایک آدمی نیزہ لے کر نکلا اور اسے اس کے پار کر دیا۔ اس نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا۔ عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف لوگوں سے مدد کی اپیل کی لیکن انہوں نے ساتھ دینے کا انکار کیا اور کہا کہ ہم نے ان سے عہد کیا ہے۔ البتہ بنی سلیم' رعیل اور ذکوان والوں نے اس کا ساتھ دیا۔ وہ مسلمانوں کی جانب نکلے اور ان سب کو قتل کر دیا۔ سوائے کعب بن زید کے کہ اس میں رمق باقی تھا۔ وہ زندہ بچا اور خندق کے دن شہید ہوا۔ [232]

سیرۃ ابن ہشام ۱: ۱۰۶' وَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَحْشِ بْنِ رِئَابٍ الْأَسَدِيَّ فِي رَجَبٍ، مَقْفَلَهُ مِنْ بَدْرٍ الْأُولَى، وَبَعَثَ مَعَهُ ثَمَانِيَةَ رَهْطٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَيْسَ فِيهِمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَحَدٌ، وَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَنْظُرَ فِيهِ حَتَّى يَسِيرَ يَوْمَيْنِ ثُمَّ يَنْظُرَ فِيهِ، فَيَمْضِيَ لِمَا أَمَرَهُ بِهِ، وَلَا يَسْتَكْرِهَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا۔

تفسیر ابن کثیر ۱: ۴۳۰۔

[232] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۰۲

سریہ ذات السلاسل:

[ا] روایت: عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ جب ذات السلاسل کے سال مجھے سخت سردی کی رات میں احتلام ہوا۔ تو مجھے ڈر لاحق ہوا کہ اگر میں غسل کروں گا تو مر جاؤں گا۔ تو میں نے تیمم کر کے اپنے دوستوں کو صبح کی نماز پڑھا دی۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو میں نے انہیں یہ بات کہہ دی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھا دی؟ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! مجھے سخت سردی کی رات میں احتلام ہوا تھا اور مجھے ہلاکت کا ڈر تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آیا: وَلا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً تو میں نے تیمم کر لیا اور نماز پڑھ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھ نہیں کہا۔[233]

تاریخ الامم والملوک، محمد بن جریر طبری، ۲ : ۸۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

[233] تفسیر ثعلبی ۳ : ۲۹۳

صحیح بخاری، کتاب: التیمم (۷)، باب: اذا خاف الجنب علی نفسہ المرض او الموت (۷)، تعلیق: وَيُذْكَرُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَجْنَبَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ. وَتَلاَ {وَلاَ تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا} فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يُعَنِّفْ۔

سنن ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، کتاب: الطہارۃ (۱)، باب: اذا خاف الجنب البرد أیتیمم؟ (۱۲۴)، حدیث: ۳۳۴، دار السلام، ریاض، ۱۴۲۷ھ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ الْمِصْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟» فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الِاغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ: {وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا} [النساء: 29] فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔

فصل دہم: غزوہ خیبر

خیبر کی غنیمت کن صحابہ میں تقسیم ہوئی:

[۱]روایت: ابن زید کہتے ہیں کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیبر کی فتح دلائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کو اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا۔ سوائے ایک انصاری ابو دجانہ سماک بن خرشہ کے جو حدیبیہ میں تو حاضر تھا لیکن غزوہ خیبر میں موجود نہیں تھا۔[234]

غزوہ خیبر کی تفصیلات:

[۱]روایت: انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر صبح کے وقت کیا۔ جب کہ وہ کدال وغیرہ اُٹھا کر کھیتوں کی جانب جا رہے تھے۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو چیخ کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا لشکر آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر خیبر تباہ ہوا۔ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں۔ تو تنبیہ دیئے گئے قوم کا صبح بہت ہی برا ہوتا ہے۔ پھر وہ واپس ہوئے اور اپنے قلعوں میں لوٹے[235]۔

[۲]روایت: عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے بعض حدیث کو بعض میں داخل کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف رات کو نکلے۔ عامر بن اکوع ہمارے ساتھ تھا۔ لوگوں نے عامر بن اکوع سے کہا۔ کیا تم ہمیں اپنے اشعار سنا۔ عامر شاعر تھا۔ اس نے سواری سے اتر کر انہیں اپنے شعر سنائے:

---

[234] تفسیر ثعلبی ۹ : ۶۴

تفسیر الطبری، ۲۲ : ۲۵۹، حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ: {فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا} [الفتح: 27] قَالَ: " خَيْبَرُ حِينَ رَجَعُوا مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ، فَتَحَهَا اللَّهُ عَلَيْهِمْ، فَقَسَمَهَا عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ كُلِّهِمْ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُ: أَبُو دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ، كَانَ قَدْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ وَغَابَ عَنْ خَيْبَرَ "

[235] تفسیر ثعلبی ۹ : ۴۸-۵۳

صحیح بخاری، کتاب: الاذان (۱۰)، باب: مایحقن بالاذان من الدماء (٦)، حدیث: ٦١٠، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُو بِنَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلاً فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِي لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : فَخَرَجُوا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ قَالَ فَلَمَّا رَآهُمْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ۔

اللهمّ لولا أنت ما اهتدينا ... ولا تصدّقنا ولا صلّينا

انّ الذين هم بغوا علينا ... ونحن عن فضلك ما استغنينا

فاغفر فداء لك ما اقتفينا ... وثبّت الأقدام إن لاقينا

وألقين سكينة علينا ... إنّا إذا صيح بنا أتينا[236]

''اے اللہ اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ تو نہ ہم تیری وحدانیت کی تصدیق کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ بے شک جن لوگوں نے ہم سے بغاوت کی ہے۔ ہم تیرے فضل سے ان سے مستغنی ہیں۔ ہمیں معاف کرنا۔ ہم تیری خاطر اپنی گردنیں قربان کررہے ہیں۔ اگر دشمن سے سامنا ہو اور وہ چیخ کر ہم پر حملہ آور ہو۔ تو ہمیں ثابت قدم رکھنا ہم پر سکینہ ڈالنا۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ عامر بن اکوع ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تمہیں بخش دے۔ ان میں ایک آدمی نے کہا اس کے لیے بخشش طلب کرنا لازمی ہوا کیوں کہ ہم اس سے فائدہ لیتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے لیے استغفار مانگی تو اس نے شہادت پائی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم خیبر پہنچے اور لوگ صف آراء ہو گئے۔ تو یہودی نکلے اور عامر ان کے سامنے گیا اور کہا:

قد علمت خيبر إنّي عامر ... شاك السلاح بطل مغامر

---

[236] صحیح بخاری کتاب: المغازی (۶۴)، باب: غزوۃ خیبر (۳۹)، حدیث: ۴۱۹۶، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلاً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلاَ تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ ، وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلاً شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ، وَلاَ تَصَدَّقْنَا ،

وَلاَ صَلَّيْنَا ،فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا،

وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا، وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا.

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : مَنْ هَذَا السَّائِقُ قَالُوا عَامِرُ بْنُ الأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَوْلاَ أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا هَذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوا لَحْمِ حُمُرِ الإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ ، أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ ، أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهْوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ لَهُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لأَجْرَيْنِ – وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ – إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ۔

''خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔ بہادر ہتھیار باندھے 'موت سے نہ ڈرنے والا' خطروں سے کھیلنے والا نکل آیا ہے۔''
تو انہوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ یہودی کی تلوار عامر کے ہاتھ پر باندھے حفاظت والے لوہے پر پڑی۔ عامر کی اپنی تلوار اس کی پنڈلی میں لگی۔ جس سے عامر مر گیا۔ سلمہ بن اکوع کہتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس سے گزرا اور وہ کہہ رہے تھے۔ عامر کا عمل ضائع ہوا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے پہنچا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا عامر کا عمل ضائع ہوا؟ آپ نے کہا ایسا کس نے تمہیں کہا۔ میں نے کہا آپ کے بعض صحابہ نے ایسا کہا ہے۔ آپ نے کہا کہ جس نے ایسا کہا ہے وہ خطا ہوا ہے۔ بلکہ اس کے لیے دو اجر ہیں۔ اس نے مجاہد کی طرح جہاد کیا ہے۔ اس نے کہا پھر ہم نے انہیں محاصرہ میں لیا یہاں تک کہ ہم مخمصے میں پڑ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پر فتح دلائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا تھا۔ وہ اہل خیبر کے سامنے گئے۔ عمر اور اس کے ساتھی اسی وقت ناکام لوٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درد سر کی وجہ سے باہر نہیں نکلے۔ تو ابو بکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور اس نے سخت جنگ لڑی۔ پھر واپس ہوا۔ تو عمر نے جھنڈا لیا پھر اس نے بھی پہلے سے زیادہ سخت لڑائی کی۔ پھر واپس ہوا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا۔ جو اللہ ورسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ ورسول اسے بھی محبوب رکھتے ہیں۔ وہ اس کا حق ادا کرے گا۔ جب دوسرا دن ہوا تو ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما جھنڈے کی طرف اُکڑے اور قریش بھی۔ ہر کوئی ان میں یہ چاہتا تھا کہ یہ جھنڈا اسے ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ اس نے اسے بلایا۔ چنانچہ اُونٹ پر سیدنا علی بن ابی طالب تشریف لائے۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے ساتھ بٹھادیا۔ وہ بیمار تھا۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی وجہ سے سرخ تھیں۔ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میری آنکھوں میں سوجھن ہے۔ فرمایا کہ میرے قریب آجا۔ اس کی آنکھوں میں تھوکا۔ تو اس کے بعد آنکھوں میں کبھی درد نہیں ہوا۔ پھر اسے جھنڈا دیا۔ وہ جھنڈا لے کر اُٹھے۔ سرخ رنگ کی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ خیبر پہنچے۔ مرحب صاحب قلعہ سر پر زرد خود پہنے نکلے۔ سر سے انڈھے کے برابر پتھر اویزاں رکھا تھا۔ اور یہ شعر کہہ رہا تھا:

قد علمت خيبر أنّي مرحب ... شاكي السلاح بطل مجرّب
أطعن أحيانا وحينا أضرب ... إذا الحروب أقبلت تلهّب
كان حمائي كالحمى لا يقرب

”خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ اسلحہ پہنے بہادر تجربہ کار بہادر ہوں‘ کبھی زخم دیتا ہوں اور کبھی مار دیتا ہوں جب کبھی میرا جنگ میں سامنا ہو تو جنگ بھڑک اُٹھتی ہے[237]۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا کہ:

أنا الّذي سمّتني أمّي حيدره ... كليث غابات شديد قسوره

أكيلكم بالسيف كيل السندره

”میں وہی ہوں کہ میری ماں نے نام حیدر رکھا ہے‘ جنگلوں کی شیر کی طرح سخت جان شیر ہوں۔ انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کردوں گا۔[238]“

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ مرحب کا مغفر اور پتھر گر گیا اور اس کے دانتوں تک اس کا سر کاٹ دیا۔ اسی طرح خیبر قبضہ ہو گیا۔ مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر بن نحر نکلا جو یہ[239] کہہ رہا تھا:

---

[237] صحیح مسلم‘کتاب: الجہاد(۳۲)‘ باب: غزوۃ ذی قرد وغیرھا(۴۵)‘ حدیث:۴۶۷۷‘۔۔۔۔ قَالَ فَنَادَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى جَمَلٍ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَوْلاَ مَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ. قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ قَالَ خَرَجَ مَلِكُهُمْ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ وَيَقُولُ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّى مَرْحَبُ شَاكِى السِّلاَحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ قَالَ وَبَرَزَ لَهُ عَمِّى عَامِرٌ فَقَالَ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّى عَامِرٌ شَاكِى السِّلاَحِ بَطَلٌ مُغَامِرٌ قَالَ فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِى تُرْسِ عَامِرٍ وَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفُلُ لَهُ فَرَجَعَ سَيْفُهُ عَلَى نَفْسِهِ فَقَطَعَ أَكْحَلَهُ فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهُ. قَالَ سَلَمَةُ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُونَ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَتَلَ نَفْسَهُ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- وَأَنَا أَبْكِى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « مَنْ قَالَ ذَلِكَ ». قَالَ قُلْتُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ. قَالَ « كَذَبَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ ». ثُمَّ أَرْسَلَنِى إِلَى عَلِىٍّ وَهُوَ أَرْمَدُ فَقَالَ « لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ». قَالَ فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَجِئْتُ بِهِ أَقُودُهُ وَهُوَ أَرْمَدُ حَتَّى أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَبَسَقَ فِى عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ وَخَرَجَ مَرْحَبٌ فَقَالَ قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّى مَرْحَبُ شَاكِى السِّلاَحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ فَقَالَ عَلِىٌّ أَنَا الَّذِى سَمَّتْنِى أُمِّى حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ قَالَ فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهُ ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ.

[238] صحیح مسلم‘کتاب: الجہاد(۳۲)‘ باب: غزوۃ ذی قرد وغیرھا(۴۵)‘ حدیث:۴۶۸۷‘فَقَالَ عَلِىٌّ أَنَا الَّذِى سَمَّتْنِى أُمِّى حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ قَالَ فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَهُ۔

[239] تاریخ الامم والملوک‘ محمد بن جریر الطبری‘ ۲ : ۱۳۶‘ثم خرج بعد مرحب أخوه ياسر يرتجز ويقول ... قد علمت خيبر أني ياسر ... شاكي السلاح بطل مغاور ... إذ الليوث أقبلت تبادر ... وأحجمت عن صولتي المغاور ... إن حماي فيه موت حاضر ...

وحدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمة قال حدثني محمد بن إسحاق عن هشام بن عروة أن الزبير بن العوام خرج إلى ياسر فقالت أمه صفية بنت عبدالمطلب أيقتل ابني يا رسول الله قال بل ابنك يقتله إن شاء الله فخرج الزبير وهو يقول ...

قد علمت خيبر أنّي ياسر ... شاكي السلاح بطل مغاور
إذا الليوث أقبلت تبادر ... وأحجمت عن صولتي المغاور
إنّ حمائي فيه موت حاضر

”خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں‘ دلیر ہوں۔ تجربہ کار ہوں۔ سلاح پوش ہوں۔“

اس نے دو بہ دو مقابلہ کے لیے للکارا۔ تو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اس کے مقابلے کو نکلے:

قد علمت خيبر أنّي زبار ... قرم لقرم غير نكس فرار
ابن حماة المجد ابن الأخيار ... ياسر لا يغررك جمع الكفّار
وجمعهم مثل السراب الحبار

”خیبر جانتا ہے کہ میں زبار ہوں۔ سردار کے لیے سردار ہی ہوتا ہے جو لوٹ کر فرار اختیار نہیں کرتا۔ بڑے درجے والے بزرگوں اور بہترین لوگوں کا اولاد ہوں۔ یاسر کفار کی جمعیت تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے‘ ان کی جمعیت سراب کی مانند ہے۔“

اس کی ماں صفیہ بنت عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میرا بیٹا قتل ہو ؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ تیرا بیٹا اسے قتل کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ پھر دونوں کا سامنا ہوا۔ تو زبیر نے اُسے قتل کیا[240]۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا دیا تو ہم اس کے ہمراہ نکلے۔ جب ہم قلعہ مرحب کے قریب پہنچے۔ تو قلعہ والے لڑائی کے لیے نکلے۔ ایک یہودی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر وار کیا تو ان کے ہاتھ سے ڈھال گر گیا۔ سیدنا علی نے قلعے کا ایک دروازہ نکال کیا اور اس کو بہ طور ڈھال پکڑ لیا اور جنگ ختم ہونے تک اسی طرح لڑتے رہے۔ جب اسے پھینکا تو میں نے آٹھ افراد کو دیکھا جن میں آخری میں تھا۔ ہم اس دروازے کو پلٹنا چاہتے تھے لیکن ہم نہ کر سکے[241]۔

قد علمت خيبر أني زبار ... قرم لقوم غير نكس فرار ... ابن حماة المجد وابن الأخيار ... ياسر لا يغررك جمع الكفار ... فجمعهم مثل السراب الجرار ... ثم التقيا فقتله الزبير ۔

[240] دلائل النبوۃ‘ بیہقی‘ ۴ : ۲۱۸۔

[241] دلائل النبوۃ‘ بیہقی‘ ۴ : ۲۱۲‘ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَايَتِهِ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ خَرَجَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ، فَقَاتَلَهُمْ فَضَرَبَهُ رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ فَطَرَحَ تُرْسَهُ مِنْ يَدِهِ، فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ بَابَ الْحِصْنِ فَتَرَّسَ بِهِ عَنْ نَفْسِهِ، فَلَمْ يَزَلْ فِي يَدِهِ وَهُوَ يُقَاتِلُ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَلْقَاهُ مِنْ يَدِهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي نَفَرٍ مِنْ سَبْعَةٍ أَنَا ثَامِنُهُمْ نَجْهَدُ عَلَى أَنْ نَقْلِبَ ذَلِكَ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلعوں پہ قلعے فتح کر رہے تھے۔ان کے اموال قبضہ ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ وطیح اور سلالم نامی قلعوں میں پہنچے۔ یہ خیبر کے آخری قلعے تھے جو فتح ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تقریبا دس دن سے زیادہ محاصرہ میں لیے تھا۔ جب فتح کے دن شام کا وقت ہو اتو لوگوں نے بہت سی آگ سلگائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیا چیز پکا رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ گوشت' پوچھا کون سی گوشت؟ تو انہوں نے کہا کہ گھریلو گدھوں کا گوشت۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں انڈیل دو اور برتن توڑ دو۔ ایک آدمی نے کہا کہ ہم اسے دھو ڈالے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: ایسا ہی کرو[242]۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قموص نامی قلعہ کو فتح کیا۔ جو بنی ابی الحقیق کا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے آئے۔ اس کے ساتھ ایک دوسری خاتون بھی تھی۔ بلال ان دونوں کے پاس سے گزرے۔ اسی نے ان دونوں کو یہود کے مارے گئے لوگوں میں سے ڈھونڈ کر حاضر کیا تھا۔ جب صفیہ کے ساتھ لڑکی نے اسے دیکھا تو وہ چیخی اور اپنے چہرے کو مارا اور اپنے سر میں مٹی ڈالی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ شیطانہ مجھ سے دور کرو۔ صفیہ کے بارے میں حکم دیا۔ تو وہ آپ کے پیچھے چلی۔ آپ نے اپنا چادر اس پر ڈال دیا۔ تو مسلمان سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے لیے چن لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اس وقت فرمایا جب اس یہودیہ نے آپ کے سامنے وہ سب کیا جو پہلے بلال کے سامنے کیا تھا یعنی اپنے سر پر مٹی ڈالی۔ اس وقت آنے فرمایا کہ بلال کیا تمہارے دل سے رحم نکل گیا تھا جب تم ان عورتوں کے پاس سے گزر رہے تھے اور وہ اپنے مقتولین کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔

صفیہ جب وہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھی تو صفیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک چاند اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے یہ خواب شوہر کو بتادیا۔ اس کے شوہر نے کہا کہ تم حجاز کے بادشاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں آؤ گی۔ شوہر نے اسے تھپڑ دی جس سے اس کی آنکھ سبز ہو گئی۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی۔ تو اسی تھپڑ کا نشان اب بھی تھا۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی۔ تو اس نے پورا قصہ سنادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے شوہر کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کو لے آئے۔ اس کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا۔ آپ نے اس

الْبَابَ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَقْلِبَهُ-تَابَعَهُ فُضَيْلُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ زِيَادٍ وَرُوِيَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ ضَعِيفٍ عَنْ جَابِرٍ ثُمَّ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ سَبْعُونَ رَجُلًا فَكَانَ جُهْدَهُمْ أَنْ أَعَادُوا الْبَابَ.

البدایہ والنہایہ ۴: ۲۱۶ میں ابن کثیر نے اس روایت کے دونوں طرق کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تاریخ دمشق' ۴۲: ۱۱۰۔

[242] تفسیر ثعلبی ۹: ۴۸-۵۳

تاریخ دمشق' ۱۸: ۳۸۱۔

سے اس خزانے کے بارے میں پوچھا لیکن اس نے انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے ایک آدمی کو لائے ۔اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ میں کنانہ کو ہر صبح اس خزانے کے پاس چکر لگاتے دیکھتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ سے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر ہم نے تمہارے پاس وہ پایا تو ہم تمہیں قتل کریں گے۔ اس نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزانے کے بارے میں حکم دیا تو ایک جگہ زمین کھودی گئی۔ جہاں سے بعض خزانہ برآمد ہوا۔ پھر باقی خزانے کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے خزانہ حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن عوام کو اسے مارنے کے لیے کہا۔ یہاں تک کہ وہ راز اُگل دے۔ زبیر اسے لکڑی سے سینے میں مارتے۔ یہاں تک کہ اس کے جان نکلنے کا خطرہ ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے محمد بن مسلمہ کے حوالہ کیا۔ اس نے اس کی گردن اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے خون بہا میں اُڑادی۔ یہود نے ناعم نامی قلعہ سے اس پر پتھر پھینکا تھا۔ جس سے وہ شہید ہوئے تھے۔ خیبر کے قلعوں میں فتح ہونے والا یہ پہلا قلعہ تھا۔

جب فدک والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معاملہ کے بارے میں سنا جو آپ نے خیبر والوں کے ساتھ کیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ان پر پردہ ڈالے' ان کا خون معاف کرے اور ان کے مال بھی چھوڑ دے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ خیبر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آدھے مال کا مطالبہ کیا۔ اس شرط پر کہ ہم پیداوار کا آدھا حصہ ادا کریں گے۔ اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کی۔ خیبر مسلمانوں کے لیے مال فے تھا۔ جب کہ فدک صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا۔ یہ بغیر جنگ کے حاصل کیا گیا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب مطمئن ہوئے تو سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ کو بھونی ہوئی بکری ہدیہ میں پیش کی۔ اس نے آپ سے بکری کے محبوب عضو کے بارے میں معلوم کیا تھا؟ آپ نے کہا کہ مجھے اس کا ذراع پسند ہوتا ہے۔ اس نے اس میں بہت سارا زہر جب کہ باقی تمام بکری میں بھی ملا ڈالا۔ پھر جب اس نے آپ کے سامنے بکری رکھ کر پیش کر دی تو آپ نے ذراع سے ایک نوالہ لیا۔ مگر آپ اسے نگل نہ سکے۔ آپ کے ساتھ بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نوالہ لے کر نگل چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس ہڈی نے مجھے بتایا کہ میں زہر آلودہ ہوں۔ زینب کو بلایا گیا تو اس نے تصدیق کی۔ آپ نے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ مجھے میری قوم سے وہ معلوم ہوا جو تم سے چھپا ہوا نہیں۔ میں نے کہا اگر وہ نبی ہو تو اسے ضرور پتہ چلے گا۔ اگر وہ بادشاہ ہو تو میری قوم کی جان اس سے نجات پا جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ بشر بن براء بن معرور اس ایک نوالے کی وجہ سے وفات ہوا۔ بشر بن براء بن معرور کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں

عیادت کی خاطر گئی تھی۔تو آپ نے فرمایااے بشر کی ماں کہ خیبر کاوہ کھاناجومیں نے تیرے بیٹے کے ساتھ کھایاتھامجھے مرض میں مبتلا کیا۔اب یہ میرے مرنے کاوقت آیاہے۔[243]

غزوہ خیبر کے موقع پر کنانہ ابن ابی الحقیق کا قتل:

[۱]روایت:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن قوس مانگی۔تو ایک لمبی قوس لائی گئی۔آپ نے کہا کوئی اورلاؤ۔ایک گول سی قوس لایاگیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قلعہ کی جانب تیر پھینکا۔تیر سیدھاجاکر کنانہ بن ابی الحقیق کو لگا۔حالانکہ وہ گھر میں اپنے بستر پر تھا۔تواللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:وَما رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ [244].

غزوہ بنوالمصطلق:

[۲]روایت:اہل التفسیر اوراصحاب السیر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچ گئی کہ بنومصطلق آپ سے جنگ لڑنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ان کاسردار حارث بن ابی ضراب ہے جو کہ جویریہ ام المؤمنین کے والد تھے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہواتو وہ ان سے لڑنے کے لیے نکلے۔یہاں تک کہ ان کے پانیوں میں مریسیع نامی مقام پر ان سے سامنا ہوا۔ان سے لڑائی ہوئی تو وہ لوگ بھاگ نکلے اوراللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی۔ان میں بعض مارے گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچوں اور عورتوں کومال فے کے طور پر تقسیم کیا۔بنوکلیب بن عوف بن عامر کاہشام بن صبابہ نامی مسلمان کوعبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک مسلمان نے کافر سمجھ کر غلطی سے قتل کیا۔[245]

---

[243]تفسیر ثعلبی۹ : ۴۸-۵۳

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ‘ابن حجر عسقلانی‘۸ : ۲۱۰‘دار الکتب العلمیۃ‘بیروت‘۱۴۱۵ھ۔۔۔تفسیر البغوی ۴ : ۲۳۱۔

[244]تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۳۸،۳۳۹

تفسیر نیشاپوری ۳ : ۳۸۴۔اس روایت کا کوئی سند نہیں ملا۔لیکن آیت کے سیاق وسباق سے اس روایت کی تغلیط ہوتی ہے۔

[245]تفسیر ثعلبی۹ : ۳۲۱

تفسیر الطبری ۲۳ : ۴۰۶‘ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ، قَالَ: كُلٌّ قَدْ حَدَّثَنِي بَعْضُ حَدِيثِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، قَالُوا: بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بَنِيَ الْمُصْطَلِقِ يَجْمَعُونَ لَهُ،

وَقَائِدُهُمُ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي ضِرَارٍ أَبُو جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَلَمَّا سَمِعَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ إِلَيْهِمْ حَتَّى لَقِيَهُمْ عَلَى مَاءٍ مِنْ مِيَاهِهِمْ يُقَالُ لَهُ الْمُرَيْسِيعُ مِنْ نَاحِيَةِ قُدَيْدٍ إِلَى السَّاحِلِ، فَتَزَاحَفَ النَّاسُ فَاقْتَتَلُوا، فَهَزَمَ اللَّهُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَقَتَلَ مَنْ قَتَلَ مِنْهُمْ، وَنَفَّلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَفَاءَهُمُ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَقَدْ أُصِيبَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كَلْبِ بْنِ عَوْفِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لَيْثِ بْنِ بَكْرٍ، يُقَالُ لَهُ هِشَامُ بْنُ صُبَابَةَ أَصَابَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ رَهْطِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ مِنَ الْعَدُوِّ، فَقَتَلَهُ خَطَأً، فَبَيْنَا النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ الْمَاءِ وَرَدَتْ وَارِدَةُ النَّاسِ وَمَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَجِيرٌ لَهُ مِنْ بَنِي غِفَارٍ يُقَالُ لَهُ جَهْجَاهُ بْنُ سَعِيدٍ، يَقُودُ لَهُ فَرَسَهُ، فَازْدَحَمَ جَهْجَاهٌ وَسِنَانٌ الْجُهَنِيُّ حَلِيفُ بَنِي عَوْفِ بْنِ الْخَزْرَجِ عَلَى الْمَاءِ فَاقْتَتَلَا، فَصَرَخَ الْجُهَنِيُّ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ. وَصَرَخَ جَهْجَاهُ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ، فَغَضِبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، وَعِنْدَهُ رَهْطٌ مِنْ قَوْمِهِ فِيهِمْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، غُلَامٌ حَدِيثُ السِّنِّ، فَقَالَ: قَدْ فَعَلُوهَا؟ قَدْ نَافَرُونَا وَكَاثَرُونَا فِي بِلَادِنَا، وَاللَّهِ مَا أَعُدُّنَا وَجَلَابِيبَ قُرَيْشٍ هَذِهِ إِلَّا كَمَا قَالَ الْقَائِلُ: سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ. أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ؛ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى مَنْ حَضَرَ مِنْ قَوْمِهِ، فَقَالَ: هَذَا مَا فَعَلْتُمْ بِأَنْفُسِكُمْ أَحْلَلْتُمُوهُمْ بِلَادَكُمْ، وَقَاسَمْتُمُوهُمْ أَمْوَالَكُمْ، أَمَا وَاللَّهِ لَوْ أَمْسَكْتُمْ عَنْهُمْ مَا-------- فَلَمَّا رَاحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَّتْ عَلَى النَّاسِ رِيحٌ شَدِيدَةٌ آذَتْهُمْ وَتَخَوَّفُوهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَخَافُوا فَإِنَّمَا هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْكُفَّارِ» . فَلَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ وَجَدُوا رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ التَّابُوتِ أَحَدَ بَنِي قَيْنُقَاعٍ وَكَانَ مِنْ عُظَمَاءِ يَهُودَ، وَكَهْفًا لِلْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَنَزَلَتِ السُّورَةُ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهِ فِيهَا الْمُنَافِقِينَ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ عَلَى مِثْلِ أَمْرِهِ، فَقَالَ: {إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ} [المنافقون: 1] فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِ زَيْدٍ فَقَالَ: «هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهَ بِأُذُنِهِ» وَبَلَغَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ الَّذِي كَانَ مِنْ أَبِيهِ-

باب چہارم: فتح مکہ کے بعد کے روایات کا جائزہ

فصل اول: فتح مکہ

فصل دوم: غزوہ حنین

فصل سوم: واقعہ ایلاء و تخییر

فصل چہارم: غزوہ تبوک

فصل پنجم: حج اکبر اور اعلان براءت

فصل ششم: غنائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فصل ہفتم: مباہلہ

فصل ہشتم: مساجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

فصل نہم: یہود کا اسلام سے نفرت

تعارف:

باب چہارم نو فصلوں پر مشتمل باب ہے۔ اس باب میں مشرکین کے ساتھ لڑی گئی دو جنگوں کا ذکر ہے: فتح مکہ اور غزوہ حنین۔ اُمہات المؤمنین کے خصوصی واقعہ پر بھی ایک فصل قائم کی گئی ہے جس میں ایلاء اور اختیار دینے کا ذکر ہے۔ غزوۂ تبوک جو رومیوں کے خلاف ایک طویل محاذ تھی اس کا بھی ذکر ہے۔ اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر جنگ کیے لوٹے تھے۔ فتح مکہ کے بعد حج کے موقع پر اور مشرکین سے اعلان براءت کا اعلان کیا گیا۔ ایک فصل میں اس کے متعلقات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ یہود کا اسلام کے ساتھ دشمنی کا تذکرہ بھی ایک فصل میں کیا گیا ہے۔

فصل اول: فتح مکہ

فتح مکہ کے ابتدائی اسباب:

[ا] روایت: خزاعہ نے مکہ داخل ہو کر بدیل بن ورقاء اپنے مولی کے گھر میں پناہ لی۔ جسے رافع بھی کہا جاتا تھا۔ جب قریش نے خزاعہ کے خلاف مدد کی اور جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ خزاعہ کے ساتھ لڑ کر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا پیمان توڑ دیا۔ حالانکہ وہ بھی معاہدے کا حصہ تھے۔ عمرو بن سالم خزاعی نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچا۔ اسی وجہ سے فتح مکہ کی جنگ گرم ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ عمرو نے کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا۔ پھر وہ اشعار کہے جو سورۃ التوبۃ کی تفسیر میں گذر چکے ہیں۔ کہ انہوں نے الوتیر کے مقام پر ہم پر حملہ کیا اور ہمارے سجدہ ریز اور رکوع کرنے والوں کو قتل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تیری مدد کی جائے گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابر کا ایک ٹکڑا آیا۔ آپ نے فرمایا: بے شک یہ بادل بھی نصر بن کعب کے مدد کو حاضر ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کا حکم دیا اور انہوں نے نکلنے کے وقت کو راز میں رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ دس ہزار مسلمان شامل ہوئے، چار سو بنی غفار سے، ان میں جو مسلمان ہوئے تھے۔ اسلم سے چار سو، مزینہ سے ہزار، بنی سلم سے سات سو، جہینہ سے چودہ سو اور قریش وانصار، ان کے حلفاء، عرب کے دیگر گروپ تمیم، قیس اور اسد سے شامل ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ۸ ہجری کے رمضان کے مہینہ میں ابھی دس

دن باقی تھے کہ مکہ فتح ہوا۔فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ دن مکہ میں مقیم رہے۔پھر ہوازن ' ثقیف کے لیے نکلے جب وہ حنین میں جمع ہوئے تھے۔[246]

[۲]روایت: محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن قریش کے ساتھ عہد کیا تھا کہ دس سال تک جنگ نہیں ہو گی۔اس میں لوگ امن سے ہوں گے اورایک دوسرے سے باز رہیں گے۔خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں داخل ہوئے جب کہ بنو بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔بنو بکر نے خزاعہ پر حملہ کیا۔ان میں ایک آدمی کو قتل کیا قریش نے بھی اسلحہ سے ان کی مدد کی۔انہوں نے اپنے عہد کے خلاف کیا۔وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اورانہیں حالات سے آگاہ کیا۔تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ تمہاری مدد نہیں کرتے تو میں تمہارے ساتھ جاتاہوں۔تب تیاری کرکے آپ مکہ کی طرف نکلے۔آٹھ ہجری کو اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دلادی[247]۔

جوق درجوق اسلام میں داخل ہونا:

[۱]روایت: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیاتو عرب کہنے لگے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مکہ والوں پر کامیابی حاصل کی۔حالانکہ ہاتھی والوں کے باب میں اللہ تعالیٰ نے ان کا مدد کیا تھا۔ سو تم بھی اس پر گرفت حاصل نہیں کرسکتے۔تب عرب جوق درجوق اسلام میں داخل ہورہے تھے۔[248]

فتح مکہ کے موقع پر بیعت:

[۱]روایت: فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے۔اس وقت آپ صفا پر تھے جب کہ عمر بن خطاب آپ سے ذرا نیچے تھے۔وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عورتوں سے بیعت لے رہے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو بات پہنچاتے تھے۔ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرنے کی وجہ سے حلیہ بدلا ہوا تھا۔تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔میں تم سے اس بات کا وعدہ لیتاہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی

---

[246]تفسیر ثعلبی ۱۰ : ۳۱۹،۳۲۰

دلائل النبوۃ'بیہقی'۵ : ۳۱۸۔۔۔ سیرۃ ابن ہشام ۴ : ۲۶تا۴۲۔

[247]تفسیر ثعلبی۵ : ۷،۸

مسند احمد ۳۱ : ۲۱۸'۱۸۹۱۰۔

[248]تفسیر ثعلبی ۱۰ : ۳۱۹،۳۲۰

تفسیر البسیط ۲۴ : ۴۰۰۔۔۔زادالمسیر ۴ : ۵۰۱۔۔۔فتح القدیر'شوکانی'۵ : ۶۲۴۔

چیز کو شریک نہیں کرو گے۔ ہند رضی اللہ عنہا نے اپنا سر اُٹھایا۔ اللہ کی قسم آپ ہم سے وہ عہد لے جو آپ نے ہمارے دیکھتے مَردوں سے لیا تھا۔ اس دن مَردوں نے صرف اسلام اور جہاد پر بیعت کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چوری نہیں کرو گی۔ ہند نے کہا ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ میں اس کے مال سے کبھی کبھی چپکے سے لیتی ہوں۔ تو کیا وہ میرے لیے حلال ہے یا نہیں؟ تو ابوسفیان نے کہا تم نے پہلے جو کچھ کیا وہ سب تمہارے لیے حلال ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور اُسے پہچان لیا اور اسے فرمایا کہ تم ہند بنت عتبہ ہو۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اے اللہ کے نبی ہمیں ہماری خطائیں معاف کریں اللہ پر آسانی فرمائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زنا نہیں کرنا۔ تو ہند نے کہا کہ کیا کوئی آزاد عورت بھی زنا کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے اولاد کو قتل نہیں کرنا۔ تو ہند نے کہا ہم نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا اور جب بڑے ہوئے تو تم نے انہیں قتل کیا اور وہ خوب سمجھتے ہیں۔ اس کا بیٹا حنظلہ بن ابی سفیان بدر کے دن قتل ہوا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ ہنسے' یہاں تک کہ لیٹ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیئے۔ پھر آپ نے فرمایا: خود سے کوئی بہتان نہیں گھڑنا۔ وہ اس طرح کہ اپنے خاوند کو ایسے بیٹے کی نسبت کرو جو اس کا نہ ہو۔ تو ہند نے کہا اللہ کی قسم بہتان تو بہت بری چیز ہے۔ آپ تو ہمیں صرف اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس بات کی بھی بیعت لی کہ کسی بات میں آپ کے حکم کے خلاف نہیں کریں گی۔ تو ہند نے کہا اللہ کی قسم !ہم اس مجلس میں اور اپنے ساتھ یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم کبھی آپ کا خلاف نہیں کریں گی۔ تو تمہاری عورتوں نے اس بیعت کا اقرار کیا۔

علماء عورتوں کی اس بیعت کی کیفیت کے بارے میں مختلف ہیں:

امیمہ بنت رفیقہ کہتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ اس نے کہا جتنی ہم میں طاقت تھی۔ اُتنا ہم نے نبھایا۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر خود سے زیادہ شفیق ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم سے ہاتھ ملائیں۔ تو آپ نے فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میری اس بیعت کے الفاظ ایک عورت سے کہنا سو عورتوں کو کہنے کے برابر ہے۔

عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے کلام کے ذریعے بیعت لیتے تھے۔ اپنی ملک یمین کے علاوہ کسی پرائی عورت کا ہاتھ کبھی آپ نے چھوا نہیں۔

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ تو برتن میں پانی منگوا لیتے تھے۔ پھر آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے تھے۔ اس کے بعد عورتیں اس میں ہاتھ ڈالتی تھیں [249]۔

---

[249] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۹۷، ۲۹۸

مصعب بن نوح[250] کہتے ہیں کہ ایک بوڑھی سے میری ملاقات ہوئی۔ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہوئی تھی۔ تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے ایک حدیث بیان کی کہ کسی معروف میں آپ کے حکم کا خلاف نہیں کریں گی۔ اس میں معروف سے مراد میت پر نوحہ[251] کرنا ہے۔

تفسیر الطبری ۲۳ : ۳۴۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثني أَبِي، قَالَ: ثني عَمِّي، قَالَ: ثني أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتْ مِحْنَةُ النِّسَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: قُلْ لَهُنَّ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُكُنَّ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَكَانَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الَّتِي شَقَّتْ بَطْنَ حَمْزَةَ رَحْمَةُ اللَّهُ عَلَيْهِ مُتَنَكِّرَةً فِي النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: إِنِّي إِنْ أَتَكَلَّمْ يَعْرِفْنِي، وَإِنْ عَرَفَنِي قَتَلَنِي، وَإِنَّمَا تَنَكَّرْتُ فَرَقًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ النِّسْوَةُ اللَّاتِي مَعَ هِنْدٍ، وَأَبَيْنَ أَنْ يَتَكَلَّمْنَ؛ قَالَتْ هِنْدٌ وَهِيَ مُتَنَكِّرَةٌ: كَيْفَ يَقْبَلُ مِنَ النِّسَاءِ شَيْئًا لَمْ يَقْبَلْهُ مِنَ الرِّجَالِ؟ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لِعُمَرَ: «قُلْ لَهُنَّ وَلَا يَسْرِقْنَ» . قَالَتْ هِنْدٌ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأُصِيبُ مِنْ أَبِي سُفْيَانَ الْهِنَاتِ وَمَا أَدْرِي أَيُحِلُّهُنَّ لِي أَمْ لَا. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: مَا أَصَبْتِ مِنْ شَيْءٍ مَضَى، أَوْ قَدْ بَقِيَ، فَهُوَ لَكِ حَلَالٌ. فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعَرَفَهَا، فَدَعَاهَا فَأَتَتْهُ، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَعَاذَتْ بِهِ، فَقَالَ: «أَنْتِ هِنْدٌ» . فَقَالَتْ: عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ. فَصَرَفَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «وَلَا يَزْنِينَ» . فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَهَلْ تَزْنِي الْحُرَّةُ قَالَ: «لَا وَاللَّهِ مَا تَزْنِي الْحُرَّةُ».قَالَ: «وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ» . قَالَتْ هِنْدٌ: أَنْتَ قَتَلْتَهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَأَنْتَ وَهُمْ أَبْصَرُ. قَالَ: «وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ» . قَالَ: مَنَعَهُنَّ أَنْ يَنُحْنَ، وَكَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُمَزِّقْنَ الثِّيَابَ وَيَخْدِشْنَ الْوُجُوهَ، وَيُقَطِّعْنَ الشُّعُورَ، وَيَدْعُونَ بِالثُّبُورِ وَالْوَيْلِ۔

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۱۲، وذلك أنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَمَّا فَتَحَ مَكَّةَ ، جَلَسَ عِنْدَ الصَّفَا وَإلى جَنْبِهِ عُمَرُ رضي الله عنه وَالنِّسَاءُ يَأْتِينَ يُبَايِعْنَهُ صلى الله عليه وسلم وَفِيهِنَّ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ مُتَنَكِّرَةٌ مَعَ النِّسَاءِ خَوْفاً أنْ يَعْرِفَهَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أُنْزِلَ هَذِهِ الآيَةَ ، فَقَالَ : صلى الله عليه وسلم:" أبَايِعْكُنَّ عَلَى أنْ لاَ تُشْرِكْنَ باللهِ شَيْئاً " فَقَالَتْ هِنْدٌ : أشْرَكْنَا وَعَبَدْنَا الآلِهَةَ فَمَا أغْنَتْ عَنَّا شَيْئاً۔ الکشاف ۳: ۴۶۱۔

[250] مصعب بن نوح کو حافظ ذہبی نے مجہول قرار دیا ہے۔

[دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجہولین وثقات فیہم لین، شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز ذہبی (متوفی: 748ھ)، محقق: حماد بن محمد الأنصاری، ص:۳۸۹، مکتبہ النھضہ الحدیثہ -مکہ، ۱۳۸۷ھ -۱۹۶۷ء]

امام بخاری لکھتے ہیں کہ عمرو بن فرّوخ نے ان سے روایت لی ہے۔[التاریخ الکبیر، امام بخاری، ۷ : ۳۵۳، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، دکن، س۔ن]

حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ مصعب اور مصعب بن نوح دونوں شعبی سے روایت لیتے ہیں۔[میزان الاعتدال، حافظ ذہبی، ۴ : ۱۲۲، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۶۳ء]

[251] الطبقات الکبریٰ، ۸ : ۸۔أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الشَّيْبَانِيُّ ، قَالَ سَمِعْتُ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ ، قَالَ حَدَّثَتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ الأَنْصَارِيَّةُ ، أَنَّهَا كَانَتْ فِي النِّسْوَةِ اللاَّتِي أَخَذَ عَلَيْهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخَذَ وَكَانَتْ

فتح مکہ کے دن خطبہ اوراعلانات:

[۱]روایت:ابن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر بیٹھ کرکعبے کا طواف کی۔اپنے سرسے رکن کا استلام کرتے تھے۔ اونٹنی کے لیے مسجد میں کوئی مناسب ٹھکانہ نہیں پایاتوباہر نکلی یہاں تک کہ ہم اس کے ساتھ ساتھ بطن وادی میں پہنچے۔وہاں پر اونٹنی آرام کے لیے بیٹھ گئی۔تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا:امابعد،اے لوگو!تم سے جاہلیت کے نقصان اوراپنے آباء پر فخر کرنا دورہوئے ۔لوگ دوقسم کے ہوتے ہیں:نیک،متقی اوراللہ تعالیٰ کے ہاں عزت مند اوربدبخت اللہ کے ہاں ذلیل۔پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يايُّها النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثى وَجَعَلْناكُمْ شُعُوباً وَقَبائِلَ ... الآية،پھر فرمایا کہ میں توآپ سے یہی نصیحت کرتاہوں اور تم لوگوں کے لیے اوراپنے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتاہوں[252]۔

مَعَهَا خَالَتُهَا وَرَوَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ حَدِيثٍ قَالَتْ : وَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا الْمَعْرُوفُ الَّذِي لاَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَعْصِيَكَ فِيهِ ؟ قَالَ : لاَ تَنُحْنَ.

أَخْبَرَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : أَخَذَ عَلَيْنَا فِي الْبَيْعَةِ أَوْ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لاَ نَنُوحَ فَمَا وَفَّى مِنْهُنَّ غَيْرُ خَمْسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلاَءِ بِنْتُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ وَأُمُّ مُعَاذٍ وَامْرَأَةٌ أُخْرَى.

وَأَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ فَرُّوخَ أَخْبَرَنَا مُصْعَبُ بْنُ نُوحٍ قَالَ أَدْرَكْتُ عَجُوزًا لَنَا مِمَّنْ بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ تُبَايِعُهُ قَالَتْ : فَأَخَذَ عَلَيْنَا فِيمَا أَخَذَ أَنْ لاَ نَنُحْنَ قَالَتْ عَجُوزٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ نَاسًا أَسْعَدُونِي عَلَى مُصَابَةٍ أَصَابَتْنِي وَإِنَّهُمْ أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُسْعِدَهُمْ قَالَ : انْطَلِقِي فَأَسْعِدِيهِمْ فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَبَايَعْتُهُ وَقَالَتْ : هُوَ الْمَعْرُوفُ الَّذِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : {وَلاَ يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ}.

[252] تفسیر ثعلبی۹ : ۸۸

المعجم الکبیر،طبرانی،۱۸ : ۶۰، عَنْ صَفِيَّةَ بنتِ شَيْبَةَ، قَالَتْ:طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ حِينَ دَخَلَ مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَوْلَ الْبَيْتِ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ۔

تفسیر ابن ابی حاتم،۱۰ : ۳۳۰۶،روایت:۱۸۶۲۲، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ، عن عبيد اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللَّهِ- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ- يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ بِمِحْجَنٍ فِي يَدِهِ، فَمَا وَجَدَ لَهَا مَنَاخًا فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى نَزَلَ- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- عَلَى أَيْدِي الرِّجَالِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى بَطْنِ الْمَسِيلِ فَأُنِيخَتْ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- خَطَبَهُمْ عَلَى رَاحِلَةٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ لَهُ أَهَلٌ ثُمَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

[۲]روایت:اہل مکہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لویہ شہر فتح کرنے دیا یہاں تک کہ آپ اس میں داخل ہوئے۔یا آپ اس شہر کے مستحق تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسے فتح کرنے دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرنے والوں کو کہا کہ اعلان کرو۔کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی بیت اللہ کا ننگے طواف کرے۔تو مشرکوں نے یہ کہنا شروع کیا۔اے اللہ!بے شک ہم شرک سے باز آئے۔[253]

[۳]روایت:وَأَنْتَ:اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حِلٌّ:حلال ہو، بِهَذَا الْبَلَدِ:تم وہی کچھ کرتے ہو جو تم چاہتے ہو۔کسی کو قتل کرنا ہو یا قید کرنا ہو۔بات ایسی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے فتح کے دن مکہ کو حلال کیا یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ جنگ کیا اور انہیں قتل کیا۔اس نے جو چاہا حلال کیا اور جو چاہا حرام کیا۔ابن خطل کو کعبہ کے استاروں (پردوں) کے نیچے قتل کیا حالانکہ وہ غلاف کو تھامے ہوئے تھا۔اسی طرح مقیس بن صبابہ کو بھی قتل کیا۔پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا تو اس کو امن حاصل ہو گا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام کیا تھا۔یہ قیامت تک کے لیے حرام (محترم) ہے۔مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ ہی بعد میں کسی کے لیے حلال ہو گا۔میرے لیے تو دن کے ایک لمحہ کے لیے حلال (جائز) ہوا۔اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔نہ ہی اس میں ہم فساد کریں گے۔نہ ہی اس کا شکار بھگائیں گے۔یہاں زمین پر گری ہوئی شے بھی صرف اس کی گم شدگی کا اعلان کرنے والے کے لیے اُٹھانا جائز ہو گا۔عباس نے کہا اے اللہ کے رسول!اذخر (گھاس کی ایک قسم) کو حلال کر دیجئے کیوں کہ ہمارے اچھے برے کام میں آتا ہے۔یہ غریبوں کے کام آتا ہے۔یہ ہمارے گھروں کے کام میں آتا ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم (نے اللہ کے حکم سے) فرمایا:اذخر کے سوا حرام ہے۔[254]

وتعظيمها بِآبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلانِ: رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَي اللَّهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ثُمَّ قَالَ أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ»۔

[253] تفسیر ثعلبی ۱: ۲۶۲

لم اجده۔

[254] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۲۰۶-۲۰۸

تفسیر الطبری ۲۴: ۴۳۰، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثني أَبِي، قَالَ: ثني عَمِّي، قَالَ: ثني أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، {وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ} [البلد: 2] يَعْنِي بِذَلِكَ: نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَلَّ اللَّهُ لَهُ يَوْمَ دَخَلَ مَكَّةَ أَنْ يَقْتُلَ مَنْ شَاءَ، وَيُحْيِيَ مَنْ شَاءَ؛ فَقَتَلَ يَوْمَئِذٍ ابْنَ خَطَلٍ صَبْرًا وَهُوَ آخِذٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ

[۴]روایت: آپ نے فتح مکہ کے دن خطبہ میں فرمایا کہ جاہلیت میں خیر وعافیت کی جتنی باتیں تھیں۔اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔کیوں کہ اسلام ان کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے۔اسلام میں خود سے اچھے کام مت گھڑنا۔[255]

فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی چابی:

[۱]روایت: عثمان بن طلحہ[256] حجبی جو بنی عبدالدار سے تھے۔کعبہ کا خادم تھا۔فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں داخل ہوئے۔تو اس نے کعبہ کو تالا کیا۔اور چابی لے کر اُوپر چڑھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتُلَ فِيهَا حَرَامًا حَرَّمَهُ اللَّهُ، فَأَحَلَّ اللَّهُ لَهُ مَا صَنَعَ بِأَهْلِ مَكَّةَ، أَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ قَالَ فِي تَحْرِيمِ الْحَرَمِ: {وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا} [آل عمران: 97] يَعْنِي بِالنَّاسِ أَهْلَ الْقِبْلَةِ۔

صحیح بخاری،کتاب:العلم(۳)،باب:کتابۃ العلم(۴۰)،حدیث:۱۱۲، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلاً مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ ، أَوِ الْفِيلَ شَكَّ أَبُو عَبْدِ اللهِ – وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالْمُؤْمِنِينَ أَلاَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي ، وَلاَ تَحِلُّ لأَحَدٍ بَعْدِي أَلاَ وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ أَلاَ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لاَ يُخْتَلَى شَوْكُهَا ، وَلاَ يُعْضَدُ شَجَرُهَا ، وَلاَ تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلاَّ لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لأَبِي فُلاَنٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلاَّ الإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلاَّ الإِذْخِرَ إِلاَّ الإِذْخِرَ.

مسند احمد ۴ : ۱۳۳،۲۲۷۹، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَلا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، لَا يُخْتَلَى خَلاهَا، وَلا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلا لِمُعَرِّفٍ "، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: إِلا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا، قَالَ: " إِلا الْإِذْخِرَ "۔

[255] تفسیر ثعلبی ۳: ۳۰۱

مسند احمد،۳۴ : ۲۱۸،حدیث:۲۰۶۱۳، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ مُغِيرَةُ: أَخْبَرَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ التَّوْأَمِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِلْفِ، فَقَالَ: " مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَمَسَّكُوا بِهِ، وَلَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ "۔

معجم الکبیر،طبرانی،۱۳ : ۲۷۸، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن أَحْمَدَ بن حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن إِسْحَاقَ بن رَاهَوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبِي، أَنَا جَرِيرُ بن عَبْدِ الْحَمِيدِ، كِلاهُمَا عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شُعْبَةَ بن التَّوْأَمِ، عَنْ قَيْسِ بن عَاصِمٍ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِلْفِ، فَقَالَ:"مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَمَسَّكُوا بِهِ، وَلا حِلْفَ فِي الإِسْلامِ"۔

[256] عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد اللہ بن عبد الدار بن قصی الحجبی،ام سعید بنت شہید کے بیٹے ہیں۔فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے تھے۔خالد بن ولید،عمرو بن عاص کے ہمراہ آٹھ ہجری کو مدینہ منورہ پہنچ کر اسلام قبول کیا۔پھر مکہ

چابی طلب کی۔ تو کہا گیا کہ وہ تو عثمان بن طلحہ کے پاس ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے چابی مانگی۔ اگر میں اُسے اللہ کا رسول سمجھتا تو اس سے چابی منع نہیں کرتا۔ علی بن ابی طالب نے اس کا ہاتھ مروڑ کر اس سے چابی لے لی اور دروازہ کھولا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں داخل ہوئے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ جب وہاں سے نکلے تو عباس نے آپ سے اسے چابی دینے اور سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت) اور سدانہ (خانہ کعبہ کی خدمت) دینے کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ان کے اہل کو امانت سپرد کیا کرو۔ سو آپ نے چابی سیدنا عثمان بن طلحہ کو واپس کر دی۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چابی لوٹانے کا حکم دیا۔ عثمان بن طلحہ نے کہا۔ علی! پہلے تو تم نے زبردستی مجھ سے چابی لی اور اب نرمی سے واپس دے رہے ہو۔ اُس نے کہا کہ اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں آیت نازل فرمائی اور وہ آیت تلاوت فرمائی۔ تو عثمان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور اسلام قبول کیا۔ تو جبریل آئے کہ جب تک یہ گھر اپنی بنیادوں پر قائم رہے گا تو اس کی چابی اور (سدانہ) خدمت گزاری عثمان کے اولاد میں رہے گی۔ آج بھی وہ ان کے پاس ہے [257]۔

لوٹے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابیاں ان کو واپس لوٹا کر فرمایا کہ اے بنی طلحہ یہ چابیاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رکھو۔ [الاصابہ ۴ : ۱۹۶۱]

257 تفسیر ثعلبی ۳: ۳۳۲، ۳۳۳

تفسیر الطبری ۸ : ۴۹۱، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ ، قَالَ: ثنا الْحُسَيْنُ ،قَالَ: ثني حَجَّاجٌ ،عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ،قَوْلُهُ: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا} [النساء: 58] قَالَ: " نَزَلَتْ فِي عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ،قَبَضَ مِنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحَ الْكَعْبَةِ،وَدَخَلَ بِهَا الْبَيْتَ يَوْمَ الْفَتْحِ،فَخَرَجَ وَهُوَ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ،فَدَعَا عُثْمَانَ فَدَفَعَ إِلَيْهِ الْمِفْتَاحَ. قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ: فِدَاؤُهُ أَبِي وَأُمِّي ، مَا سَمِعْتُهُ يَتْلُوهَا قَبْلَ ذَلِكَ "۔

مسند احمد ۸ : ۴۹۴، **حدیث: ۴۸۹۱**، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ، فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ بِالْمِفْتَاحِ، فَجَاءَ بِهِ فَفَتَحَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحُوهُ، قَالَ عَبْدُ اللهِ فَبَادَرْتُ النَّاسَ، فَوَجَدْتُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا، فَقُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ ". قَالَ: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى۔

صحیح بخاری کتاب: الجہاد والسیر (۵۹)، **باب: الردف علی الحمار (۱۲۷)**، **حدیث: ۲۹۸۸**، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلاَلٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلاَلٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلاً ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ

فتح مکہ کے موقع پر منافقین اور یہود کی چہ مہ گوئیاں:

[ا] روایت: ابن عباس اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی فتح دی۔ تو آپ کی امت کے ساتھ فارس اور روم کا وعدہ کیا۔ تو منافقین اور یہود نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ کہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کہاں فارس کی مملکت۔ وہ تو اس سے بہت بلند اور عزت والے ہیں۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکہ و مدینہ کافی نہیں ہیں یہاں تک کہ وہ فارس اور روم کی بھی طمع کرنے لگا۔[258]

فتح مکہ کے موقع پر مشرکین کو مہلت:

[ا] روایت: محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مشرک دو قسم پر تھے۔ ان میں ایک قسم وہ تھی جن کے ساتھ چار مہینے سے کم کا عہد کیا گیا تھا۔ تو ان کو چار مہینے کی مہلت دے دی گئی۔ دوسرے قسم کے مشرک وہ تھے جن کے ساتھ عہد کا کوئی زمانہ مقرر نہیں تھا۔ سو ان کو بھی چار مہینے کا وقت دیا گیا[259]۔

فتح مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معافی کا اعلان:

[ا] روایت: ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کہنی سے فتح کے دن دروازہ پکڑا تھا۔ لوگ سب کے سب بیت اللہ میں جمع تھے۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کے لیے الوہیت کے صفات مختص ہیں جس نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا۔ اپنے بندہ کی مدد کی۔ اور سارے گروہوں کو اکیلے شکست دی۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے ؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے خیر کی اُمید رکھتے ہیں۔ ہمارے عزت مند بھائی ہیں اور ہمارے عزت مند بھائی کے

بِلاَلاً وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ۔

[258] تفسیر ثعلبی ۳: ۴۰

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ آل عمران ۳: ۲۶، قال ابنُ عبَّاس : (لَمَّا فَتَحَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَكَّةَ وَوَعَدَ أُمَّتَهُ مُلْكَ فَارسَ وَالرُّومَ ، قَالَ الْمُنَافِقُونَ وَالْيَهُودُ : هَيْهَاتَ ، مِنْ أَيْنَ لِمُحَمَّدٍ مِلْكُ فَارسَ وَالرُّومَ ، هُمْ أعَزُّ وَأمْنَعُ مِنْ ذلِكَ ، ألَمْ يَكْفِ مُحَمَّداً مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ حَتَّى أطْمَعَ نَفْسَهُ فِي مُلْكِ فَارسَ وَالرُّومِ)۔ ابن حجر عسقلانی نے الکشاف کی تخریج میں لکھا ہے کہ میں نے اس روایت کی کوئی سند نہیں پائی۔ وقال الحافظ في «تخريج الكشاف» (1/ 350) : ولم أجد له إسنادا اهـ فالخبر ليس بحجة، بل هو لا شيء لخلوه عن الإسناد.

[259] تفسیر ثعلبی ۵ : ٦

تفسیر البغوی ۲ : ۳۱۵۔۔۔ فتح القدیر، شوکانی ۲ : ۳۸۰۔

بیٹے ہیں۔ اختیار اب تمہارا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو وہی بات کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔ کہ جاؤ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں [260]۔

[۲] روایت: جب مکہ فتح ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کیا۔ اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا وہ بھی محفوظ ہو گا [261]۔

فتح مکہ کے موقع پر بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ پر اذان دینا:

[۱] روایت: جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور اذان دی۔ عتاب بن اسد بن ابی العیص نے کہا کہ اللہ کا شکر کہ آج میرا باپ زندہ نہیں ہے۔ حارث بن

---

[260] تفسیر ثعلبی ۵ : ۲۵۴

سنن نسائی الکبریٰ ۶ : ۳۸۲ حدیث: ۱۱۲۹۸ وجاء أبو سفيان فقال يا رسول الله أبحت خضراء قريش لا قريش بعد اليوم قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من أغلق بابه فهو آمن ومن دخل دار أبي سفيان فهو آمن ومن ألقى السلاح فهو آمن ولجأت صناديد قريش وعظماؤها إلى الكعبة يعني دخلوا فيها قال فجاء رسول الله صلى الله عليه و سلم حتى طاف بالبيت فجعل يمر بتلك الأصنام فيطعنها بسية القوس ويقول جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا حتى إذا فرغ وصلى جاء فأخذ بعضادتي الباب ثم قال يا معشر قريش ما تقولون قالوا نقول بن أخ وابن عم رحيم كريم ثم عاد عليهم القول قالوا مثل ذلك قال فإني أقول كما قال أخي يوسف لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين فخرجوا فبايعوه على الإسلام ثم أتى الصفا لميعاد الأنصار فقام على الصفا على مكان يرى البيت منه فحمد الله وأثنى عليه وذكر نصره إياه فقالت الأنصار وهم أسفل منه أما الرجل فقد أدركته رأفة لقرابته ورغبته في عشيرته فجاءه الوحي بذلك قال أبو هريرة وكان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا جاءه الوحي لم يستطع أحد منا يرفع طرفه إليه حتى ينقضي الوحي عنه فلما قضي الوحي قال هيه يا معشر الأنصار قلتم أما الرجل فأدركته رأفة بقرابته ورغبة في عشيرته والله إني لرسول الله لقد هاجرت إلى الله ثم إليكم المحيا محياكم والممات مماتكم قال أبو هريرة فرأيت الشيوخ يبكون حتى بل الدموع لحاهم ثم قالوا معذرة إلى الله ورسوله۔

[261] تفسیر ثعلبی ۷ : ۱۶

تفسیر ابن ابی حاتم ۶ : ۱۷۶۲ حَدَّثَنَا أَبِي ثنا عَفَّانُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ثنا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ فِي حَدِيثِ فَتْحِ مَكَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ قَالَ: فَقَاتَلَهُمْ خُزَاعَةُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى {أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ} [التوبة: 13] "۔

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پناہ حاصل کرنے والے کو امن دینے کی وجہ یہ تھی کہ جب مکہ معظمہ میں کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے تو آپ بعض اوقات سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پناہ لیتے تھے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کے سسر تھے اور فتح مکہ سے ایک رات قبل سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اسلام قبول کر چکے تھے۔

ہاشم نے کہا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کوے کے علاوہ کوئی اور نہیں ملا۔ سہیل بن عمرو نے کہا کہ جس چیز کے بارے میں اللہ چاہے اُسے بدل دیتا ہے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ میں اس ڈر سے کچھ کہتا نہیں کہ آسمان سے پروردگار اس کا خبر دے گا۔ تو جبریل آیا اوران کی باتوں سے آپ کو آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو بلایا اوران سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا۔ آپ نے انہیں فخر بالانساب پر ٹوکا۔ مال کو جمع کرنا اور غریبوں کو کمزور سمجھنے پر انہیں تنبیہ دی[262]۔

فصل دوم: غزوہ حنین

[۱] روایت: ضحاک سے مروی ہے کہ جب ہوازن کے غنائم حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے۔ اس میں ایک آدمی نے آپ پر ایک سوئی کا الزام لگایا۔ تو یہی آیت وَما كانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ. نازل ہوئی[263]۔

[۲] روایت: کلبی اور مقاتل کہتے ہیں کہ احد کے دن جب تیر اندازوں نے مرکز چھوڑ کر غنیمت طلب کی اور کہا کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ کہہ دیں کہ جس نے جو لیا وہ اسی کا ہے۔ اور ہمارے درمیان غنیمت کو بدر کے دن کی طرح تقسیم نہ کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انہیں فرمایا کہ میں نے تمہیں کیا کہا تھا کہ مرکز کو میرے

---

[262] تفسیر ثعلبی ۹: ۸۶

تفسیر ابن ابی حاتم، ۱۰: ۳۳۰۶، روایت: ۱۸۶۲۰، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ رَقَى بِلالٌ فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: هَذَا الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ يُؤَذِّنُ عَلَى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ يَسْخَطِ اللَّهُ هَذَا يُغَيِّرْهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى الآية.

[263] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹۵

البسيط ٦: ١٢٨، وقال –في رواية الضحّاك–: إن رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، لَمَّا وَقَعَ في يده غنائمُ هَوَازِنَ يوم حُنَيْنٍ، غَلَّهُ رجلٌ بِمِخْيَط، فأنزل الله هذه الآية۔

حکم تک چھوڑنا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو وہاں چھوڑر کھا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ تمہارا خیال تھا کہ ہم مال ہڑپ کر جائیں گے تقسیم نہیں کریں گے [264]۔

مؤلفۃ القلوب:

[ا] روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اسلام میں مال دیا کرتے تھے جن سے ان کی تالیف قلب ہوا کرتی تھی۔ حنین کے دن ان میں اونٹ تقسیم کیے تھے۔ بنی مخزوم سے حارث بن ہشام'عبد الرحمٰن بن یربوع'بنی امیہ سے ابوسفیان بن حرب'ان میں بنی جمح سے صفوان بن امیہ'بنی عامر بن لوئی سے سہیل بن عمرو'حویطب بن عبد العزیٰ'بنی اسد بن عبد العزیٰ سے حکیم بن حزام'بنی ہاشم سے ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب'بنی فزارہ سے عیینہ بن حصین'حذیفہ بن بدر'بنی تمیم سے اقرع بن حابس'بنی نضر سے مالک بن عوف بن مالک'بنی سلیم سے عباس بن مرداس'بنی ثقیف سے علاء بن خارجہ'ان میں سے ہر ایک کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سو اونٹ دیئے تھے۔ سوائے عبد الرحمٰن بن یربوع اور حویطب بن عبد العزیٰ کے۔ ایک روایت میں مخرمہ بن نوفل اور عمیر بن وھیب اور ہشام بن عمرو کے نام بھی نقل ہیں [265]۔

حنین کے موقع پر بعض منافقین کے الزامات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر:

[ا] روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کے دن ہوازن کے غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ ابن ذی الخویصرہ تمیمی آیا۔ جو کہ حرقوص بن زہیر تھا۔ خوارج کی بنیاد رکھنے والا۔ اس نے کہا عدل کرو۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے

---

[264] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹۵

البسیط ۶ : ۱۲۹' وقال الكلبي ، ومقاتل: نزلت حين ترك الرُّماةُ المرْكَز يومَ أحُد؛ طلبا للغنيمة، وقالوا: نخشى أنْ يقول النبي – صلى الله عليه وسلم –: مَن أخَذَ شيئًا فهو له، وأنْ لا يقسِم الغنائمَ، كما لم يَقْسِمْ يومَ بَدْر۔

[265] تفسیر ثعلبی ۵ : ۵۹، ۶۰

تفسیر ابن ابی حاتم ۶ : ۱۸۲۳'روایت:۱۰۳۷۹' حَدَّثَنَا أَبِي ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلامٍ الْجُمَحِيُّ ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ: أَبُو سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ، وَمِنْ بَنِي مَخْزُومٍ: الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَرْبُوعٍ وَمِنْ بَنِي جُمَحٍ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ: سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو وَحُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى وَمِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ وَمِنْ بَنِي هَاشِمٍ: أَبَو سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَمِنْ بَنِي فَزَارَةَ عُيَيْنَةَ بْنَ بَدْرٍ وَمِنْ بَنِي تَمِيمٍ: الأقرع بن جابس وَمِنْ بَنِي نَصْرٍ:مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ، وَمِنْ بَنِي سُلَيْمٍ: الْعَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ، وَمِنْ ثَقِيفٍ: العلاء ابن حَارِثَةَ.أَعْطَى النَّبِيّ– صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ– كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِائَةَ نَاقَةٍ ومائَةَ نَاقَةٍ إلا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَرْبُوعٍ وَحُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى فَإِنَّهُ أَعْطَى كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ خَمْسِينَ– وَرُوِيَ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، وَقَتَادَةَ أَنّ النَّبِيَّ– صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ– كَانَ يَتَأَلَّفُ الأَعْرَابَ وَغَيْرَهُمْ۔

کہااگر میں عدل نہ کروں توپھر کون عدل کرے گا؟تو سیدناعمر رضی اللہ عنہ نے کہاکہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کاسر گردن سے الگ کروں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ اسے چھوڑ۔اس کے ایسے ساتھی ہیں جس کی نمازاوررروزہ دیکھ کرتم اپنے صوم وصلوٰۃ کو معمولی سمجھوگے۔لیکن یہ دین سے اس طرح نکلیں گے جس طرح تیر قوس سے نکلتی ہے۔جب وہ اس میں دیکھتاہے توکچھ بھی دیکھ نہیں پاتا۔گوبر اور خون نے سبقت کی ہے۔اس کو کالے آدمی سے تشبیہ دی جس کے ایک ہاتھ میں انڈے کی طرح کچھ ہویااس کاایک سینہ عورت کے سینے جیساہو۔لوگوں پر فترت کے زمانے میں نکلیں گے۔دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ نکلیں توان سے قتال کرو۔پھر جب وہ دوبارہ نکلیں توان سے قتال کرو[266]۔

حنین کی غنیمت کے موقع پر ملک کاایک خاص واقعہ:

[ا]روایت:ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی غنیمت تقسیم کررہے تھے توجبریل ان کے پاس کھڑے تھے۔توان کے پاس ایک فرشتہ آیاکہ تمہارارب ایساایساحکم دیتاہے۔تونبی صلی اللہ علیہ وسلم کویہ ڈرلاحق ہواکہ کہیں یہ شیطان کی طرف سے نہ ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے کہاکہ کیاتم اسے جانتے ہو۔جبریل نے کہاکہ یہ فرشتہ ہے۔اور تمہارے رب کے تمام فرشتے میں جانتاہوں[267]۔

---

[266]تفسیر ثعلبی۵ : ۵۵،۵۶

تفسیر ابن ابی حاتم ٦ : ۱۸۱۵،روایت:۱۰۳۴۰،حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنْبَأَ مَعْمَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ قَسْمًا إِذَا جَاءَهُ ابْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ: اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: «وَيْلَكَ فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟» فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ: «دَعْهُ فَإِنَّ لِهَذَا أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ» فَيُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدْ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ كَذَا يَقُولُ مَعْمَرٍ: فَلَا يَرَى فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يَرَى فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ: رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ: مِثْلُ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ حَلَمَةِ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلَ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينَ فَتْرَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيهِمْ {وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ} [التوبة: 58] قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا حِينَ قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ جِئَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

[267]تفسیر ثعلبی۱۰ : ۷۵

القرطبی۱۹ : ۸۳۔۔۔اس حدیث کو امام ابن عدی نے منکر قرار دیاہے:

غزوہ حنین کے موقع پر امداد الٰہی:

[۱] روایت: حنین ایک وادی کانام ہے جو کہ مکہ اورطائف کے درمیان ہے۔ عروہ بن زبیر کے مطابق یہ ذی المجازاور حری کے اطراف میں ایک وادی کانام ہے۔ گویایہ کسی مذکر کانام ہے۔ اس سے گاؤں بھی مراد ہوسکتاہے جو وہاں پر واقع ہے۔

حنین کا قصہ جو مفسرین نے مختلف روایات میں بیان کیاہے میں نے انہیں جمع کر کے ترتیب دیا ہے تاکہ آسانی سے سمجھ میں آجائے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا ابھی رمضان میں کچھ دن باقی تھے۔ پھر آپ حنین کی طرف ہوازن اور ثقیف سے لڑنے کے لیے دس ہزار فوج لے کر نکلے۔ دس ہزار مہاجرین اورانصارسے اوردوہزار طائف سے۔ قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں کہ ان کی تعداد گیارہ ہزاراورپندرہ سو تھی۔ کلبی کہتاہے وہ دس ہزار بلکہ اس سے زیادہ تھے۔ ہوازن اور ثقیف کے مشرک چار ہزار تھے۔ ہوازن پر مالک بن عوف نضری اور ثقیف پر کنانہ بن عبدیالیل بن عمرو بن عمیر ثقفی مقرر تھے۔ جب دونوں فوج آمنے سامنے ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم پر کم تعداد کی وجہ سے کوئی غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ یہ بات تو سلمہ بن سلامہ نے کہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی۔ انہیں اسی آدمی کی بات کے سپرد کیا۔ وہ کہتاہے کہ انہوں نے سخت جنگ کی۔ مشرکوں نے شکست کھائی اوراپنے اہل وعیال کو پیچھے چھوڑا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دوران جن لوگوں کو معاف کیا گیا تھا۔ حنین میں انہوں نے فرار اختیار کی تھی۔ کسی نے براءبن عازب سے پوچھا کہ کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ حنین کے دن تیر اندازوں نے جب ہم پر حملہ کیا پھر وہ پسپا ہوئے اور ہم غنائم میں لگ گئے۔ پھر انہوں نے تیر پھینکنا شروع کیے تو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے گئے۔ کلبی کہتاہے کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تین سو آدمی رہ گئے تھے۔ جب کہ دیگر راوی کہتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ رہ چکے۔ ایمن اُسی دن آپ کے سامنے شہید کیے گئے تھے۔ رسول اللہ

حَدَّثَنَا أحمد مُحمد بن الحواري الواسطي بالبصرة، حَدَّثنا مُحمد بْنُ عُبيد أَبُو مَحْذُورَةَ الْوَرَّاقُ، حَدَّثنا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنَ الأشقر، حَدَّثنا هُشَيْمُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عِكرمَة، عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَال: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ يُقَسَّمُ غَنَائِمَ خَيْبَرَ وَجِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ إِلَى جَنْبِهِ فَجَاءَ مَلَكٌ فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ بِكَذَا وَكَذَا فَخَشِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ أَنْ يَكُونَ شَيْطَانًا فَقَالَ لِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلامُ تَعْرِفُهُ فَقَالَ هُوَ مَلَكٌ وَمَا كُلُّ مَلائِكَةُ رَبِّكَ أَعْرِفُ.

قَالَ ابنُ عَدِي وهذا حديث منكر بهذا الإِسْنَادِ وَمَا أَعْلَمُ رَوَاهُ غَيْرَ حُسَيْنٍ الأَشْقَرِ عَنْ حُسَيْنٍ أَبُو مَحْذُورَةَ الْوَرَّاقُ وَالْبَلاءُ عِنْدِي مِنَ الْحُسَيْنِ الأَشْقَرُ لأَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ لا بأس به۔ [**الکامل فی ضعفاء الرجال، ابواحمد بن عدی، ۳ : ۲۳۴، الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۷ء**]

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر کا رُخ کفار کی طرف کر کے بھگایا۔ یہ شہباء نامی خچر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فروہ جذامی [268] نے ہدیہ کیا تھا۔

براء سے پوچھا گیا کہ کیا حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرار اختیار کرنے والوں میں سے تھے۔ تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھاگے نہیں۔ ہم نے آپ کو دیکھا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رکاب پکڑا ہوا اور عباس نے جانور کا لگام پکڑے رکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے تھے: انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

''میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا نواسا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے کہا کہ مہاجرین اور انصار کو آواز دیجئے۔ عباس بلند آواز کے مالک تھے۔ اس کی آواز کے بارے میں روایت ہے کہ اس نے غیرت میں آکر مکہ میں ایک دن آواز نکالی تھی۔ واصباحا! تو ہر وہ حاملہ جس کے بچے نے اس کی آواز سنی وہ ساقط ہوا۔ سو اس نے میدان حنین میں آواز لگائی۔ اے اللہ کے بندو! اے شجرہ والو! اے سورہ البقرہ والو! مسلمان اس آواز پر ایسا لپکے۔ جیسا کوئی گائے کا بچہ اپنی ماں کی طرف لپکتا ہے۔ انہوں نے کہا ہم حاضر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی طرف رُخ کیا فرمایا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اگر آپ یمن کے برک الغماد [269] تک جائیں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ پھر مشرکوں اور مسلمانوں کا سامنا ہوا۔ انصار نے باہم آوازیں لگائیں کہ کیا بنو حارث اور خزرج میں دعوت کی کمی کی ہے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ اپنے خچر پر لڑائی کی جانب جا رہے تھے۔ ریت سے مٹھی بھر کر ان کی طرف پھینک کر شاھت الوجوہ کہا پھر فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم وہ شکست کھا گئے۔ یعلیٰ بن عطاء کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بچے اپنے بڑوں سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر کسی کی آنکھوں میں دھول پڑا تھا۔ یزید بن عامر جو اس وقت مشرکوں میں تھا کہتا ہے کہ ہم واپس ہوئے ہمارے پاس کوئی بھی نہیں بچا تھا۔ ہماری آنکھیں گویا اندھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ مشرکوں کو ناکام کیا اور مسلمانوں کی مدد کر کے فتح

---

[268] فروہ بن عمرو بن ناقدہ، جذامی، نفاثی، بنی نفاثہ میں جذام قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ غزوہ تبوک کے بعد اپنے اسلام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور ہدیہ میں ایک سفید خچر بھی مسعود بن سعد کے ہاتھوں بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خط پڑھا اور اس کا ہدیہ قبول کر کے جواب میں خط لکھا۔ قیصر رُوم کی طرف سے فلسطین اور اس کے ارد گرد عرب (عمان) پر عامل مقرر تھا۔ قیصری حکومت کو اس اتصال کے بارے میں پتہ چلا تو حارث بن ابی شمر غسانی سے اسے پکڑوا کر فلسطین میں ۱۲ ہجری مطابق ۶۳۳ء کو پھانسی دی۔ [طبقات الکبریٰ ۱: ۲۶۲۔۔۔ الاستیعاب، ص: ۳۸۹۔۔۔ اسد الغابہ ۲: ۳۹۵۔۔۔ الاعلام ۵: ۱۴۳]

[269] مکہ معظمہ سے دریا کی جانب پانچ رات کی دوری پر ایک مقام کا نام ہے۔ ایسا بھی کہا جاتا ہے کہ یہ یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے جہاں عبد اللہ بن جدعان قرشی تیمی مدفون ہے۔ [معجم البلدان ۱: ۳۹۹]

دی۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مشرکوں میں ایک آدمی کہا کرتا تھا کہ جب ہم شہباء والے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے تو ہمارے پاس ایک بھی دودھ والی بکری نہ بچی۔ ہمارا ایسے سفید چہرے والوں سے ہوا جو نہایت ہی حسین تھے۔ انہوں نے ہمیں کہا کہ شاہت الوجوہ چہرے کالے ہو واپس ہو جاؤ۔ ہم واپس ہوئے۔ یہ وہی ملائک تھے۔ بنی نضر کا شجرہ نامی آدمی جنگ کے بعد مسلمانوں سے کہہ رہا تھا۔ کہ وہ ابلق گھوڑے اور سفید کپڑوں والے آدمی کہاں ہیں؟ وہ ہمیں تم میں دکھائی نہیں دے رہے ہیں۔ ہم نے تو انہی لوگوں کے ہاتھوں سے مار کھائی ہے۔ انہوں نے اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ملائک تھے۔

زہری شیبہ بن عثمان سے نقل کرتے ہیں کہ میں حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا پیچھے ہوا۔ میں چاہتا تھا کہ آپ کو طلحہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کے بدلے میں قتل کروں جو کہ اُحد میں قتل کیے گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی خبر دی۔ تو میری طرف رُخ کر کے میرے سینے میں ضرب دی اور فرمایا کہ اے شیبہ میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ تو میں لرزا اور جب آپ کی طرف دیکھا تو آپ مجھے نہایت ہی اچھے لگے۔ اور میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو میرے دل کی بات کی خبر دی۔

جب مشرکین نے شکست کھائی اور وہ موضع اوطاس میں اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قبیلہ اشعریین میں ابوعامر کو بھیجا۔ لوگوں میں اس کو امیر بنایا۔ وہ وہاں چلا اور ان کے ساتھ وہاں قتال کیا۔ پھر وہاں بھی مشرکوں نے شکست کھائی۔ ان کا امیر شکست کھا کر طائف گیا اور وہاں قلعہ بند ہوا۔ اس کا مال اور اہل لوگوں نے لے لیا۔ مسلمانوں کا امیر ابن عامر قتل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً طائف آئے اور ان لوگوں کا باقی ماندہ مہینہ محاصرہ کیا۔ جب ذوالقعدہ داخل ہوا وہ تو حرمت والا مہینہ ہے جس میں قتال جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہو کر موضع جعرانہ[270] گئے۔ جہاں عمرے کے لیے احرام باندھی۔ وہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین والوں کا مال وغیرہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ اس میں مؤلفۃ القلوب کو بھی حصہ دلایا۔ جیسے ابوسفیان بن حرب، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کو ایک سو پچاس اونٹ دیئے۔ انصار نے کہا کہ اپنی قوم کو ترجیح دی۔ عجیب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ابھی تک بہہ رہا ہے۔ اور ہماری غنیمتیں ان میں تقسیم ہو رہی ہیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ آپ چمڑے کے خیمہ میں تھے۔ تو انہیں جمع کر کے فرمایا اے

[270] طائف اور مدینہ کے درمیان پانی کی گھاٹ ہے۔ جو کہ مکہ کے زیادہ قریب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پر غزوہ حنین جو بنوہوازن سے لڑی گئی تھی وہاں سے لوٹتے وقت غنائم کی تقسیم کے لیے رُکے تھے اور یہی سے آپ نے احرام بھی باندھی تھی۔ [معجم البلدان ۲: ۱۴۲]

انصار! یہ کیا باتیں مجھے پہنچ رہی ہیں۔ انہوں نے کہا جی ایسا ہی ہے۔ وہ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم گمراہ نہیں تھے میرے ذریعہ اللہ نے تمہیں ہدایت دی۔ تم ذلیل تھے اللہ نے تمہیں میری وجہ سے عزت دی۔ تم ایسے اور ویسے تھے۔ سعید بن عبد اللہ نے کہا کہ کیا آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں گے۔ آپ نے فرمایا: بولو۔ آپ نے جیسا فرمایا ہم ویسے ہی تھے ہم گمراہ تھے۔ آپ کے ذریعے اللہ نے ہمیں ہدایت دی۔ یہ ذلت والی بات جو آپ نے فرمائی آپ کو معلوم ہے کہ عربوں سے آپ کو ہم نے بچایا۔ تو عمر نے کہا تمہیں معلوم ہے کس سے بات کر رہے ہو۔ اس نے کہا اے عمر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کر رہا ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر انصار کسی وادی میں چلیں میں تو میں بھی ان کے ساتھ ہی چلوں گا۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کوئی فرد ہی ہوتا۔ انصار کا اچھا قبول کرو اور ان کے برے سے منہ پھیرو۔ اے انصار کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم اللہ کا رسول واپس اپنے گھر لے جاؤ۔ [271]

[271] تفسیر ثعلبی ۵ : ۲۲-۲۵

تفسیر الطبری ۱۴ : ۱۷۹' حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، قَالَ: ثني أَبِي، قَالَ: ثنا أَبَانُ الْعَطَّارُ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: " حُنَيْنٌ: وَادٍ إِلَى جَنْبِ ذِي الْمَجَازِ " {إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ} [التوبة: 25] وَكَانُوا ذَلِكَ الْيَوْمَ فِيمَا ذُكِرَ لَنَا اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا. وَرُوِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ الْيَوْمَ: «لَنْ نُغْلَبَ مِنْ قِلَّةٍ» وَقِيلَ: قَالَ ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ: {إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ [ص:387] كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا} [التوبة: 25] يَقُولُ: فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ كَثْرَتُكُمْ شَيْئًا. {وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ} [التوبة: 25] يَقُولُ: وَضَاقَتِ الْأَرْضُ بِسِعَتِهَا عَلَيْكُمْ. وَالْبَاءُ هَاهُنَا فِي مَعْنَى فِي وَمَعْنَاهُ: وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ فِي رَحْبِهَا وَبِرَحْبِهَا، يُقَالُ مِنْهُ: مَكَانٌ رَحِيبٌ: أَيْ وَاسِعٌ، وَإِنَّمَا سُمِّيَتِ الرِّحَابُ رِحَابًا لِسِعَتِهَا. {ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ} [التوبة: 25] عَنْ عَدُوِّكُمْ مُنْهَزِمِينَ مُدْبِرِينَ، يَقُولُ: وَلَّيْتُمُوهُمُ الْأَدْبَارَ، وَذَلِكَ الْهَزِيمَةُ. يُخْبِرُهُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّ النَّصْرَ بِيَدِهِ وَمِنْ عِنْدِهِ، وَأَنَّهُ لَيْسَ بِكَثْرَةِ الْعَدَدِ وَشِدَّةِ الْبَطْشِ، وَأَنَّهُ يَنْصُرُ الْقَلِيلَ عَلَى الْكَثِيرِ إِذَا شَاءَ وَيُخَلِّي الْقَلِيلَ فَيَهْزِمُ الْكَثِيرُ۔

تفسیر الطبری ۱۴ : ۱۸۵' حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ: فَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ الْبَرَاءُ: «لَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَمْ يَفِرَّ، وَكَانَتْ هَوَازِنُ يَوْمَئِذٍ رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ انْكَشَفُوا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَهُوَ يَقُولُ» أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ "۔

تفسیر الطبری ۱۴ : ۱۸۶' حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ، قَالَ: ثنا الْحُسَيْنُ، قَالَ: ثني جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَوْفٍ الْأَعْرَابِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى أُمِّ بُرْثُنٍ، قَالَ: ثني رَجُلٌ كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَالَ: " لَمَّا الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَأَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ

فصل سوم: واقعہ ایلاء و تخییر

[ا]روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ میں ہمیشہ اس حرص میں رہتا کہ سیدنا عمر بن خطاب سے ان دوامہات المؤمنین کے بارے میں پوچھوں جن کے بارے میں آیت اِنْ تَتُوْبَا فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا 'نازل ہوئی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ حفصہ اور عائشہ تھیں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ ہم قریش کے آدمی عورتوں پر غالب ہوتے تھے۔ جب ہم مدینہ گئے تو وہاں ایسے لوگوں کو پایا جن پر عورتیں غالب تھیں۔ تو ہماری عورتیں ان سے سیکھنے لگیں۔ میرا گھر بنی امیہ بن زید میں دور تھا۔ ایک دن اپنی بیوی سے میرا کچھ جھگڑا ہوا۔ تو اس نے مجھ سے خود کو چھڑانا چاہا۔ مجھے اس کا یہ کام عجیب لگا۔ تو اس نے کہا اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ ازواج النبی تو سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع اختیار کرنے والی ہیں۔ آج کے دن رات تک کوئی نہ کوئی اس سے جدا ہو کے رہے گی۔ جب میں نے ایسا سنا تو میں حفصہ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی اختیار کر رہی ہو۔ تو میں نے کہا کہ یقیناً وہ تباہ ہو گی جو اس سے الگ ہو گئی۔ کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ اللہ کے رسول کی وجہ سے اسے غصہ ہو۔ وہ تو تباہ ہو کر رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی اختیار مت کر۔ اس سے کچھ بھی مت مانگو بلکہ جو تمہیں چاہیے مجھ سے مانگو۔ تمہیں یہ بات دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تمہارا پڑوسی (سوکن) یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہو۔ عمر کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی میرا پڑوسی تھا۔ ہم نمبروار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور مجھے وحی سے خبردار کرتا اور دوسرے دن میں آتا تو میں اسے وحی کا خبر پہنچادیتا۔ ہم غسان کے حیلوں کے بارے میں بات کر رہے تھے کہ وہ ہمارے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں۔ میرا ساتھی ایک دن گیا اور پھر وہ جلدی آ کر میرا دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ پھر مجھے آواز دی۔ میں باہر گیا تو اس نے کہا کہ بہت بڑا کام ہوا ہے۔ میں نے کہا کیا غسان والے آئے ہیں؟ اس نے کہا نہیں اس سے بھی بڑا کام ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے۔ تو میں نے کہا پھر تو حفصہ تباہ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَقِفُوا لَنَا حَلْبَ شَاةٍ أَنْ كَشَفْنَاهُمْ. فَبَيْنَا نَحْنُ نَسُوقُهُمْ، إِذِ انْتَهَيْنَا إِلَى صَاحِبِ الْبَغْلَةِ الشَّهْبَاءِ، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ بِيضٌ حِسَانُ الْوُجُوهِ، فَقَالُوا لَنَا: شَاهَتِ الْوُجُوهُ ارْجِعُوا، فَرَجَعْنَا، وَرَكِبْنَا الْقَوْمَ فَكَانَتْ إِيَّاهَا "۔

تفسیر ابن کثیر ا: ٦٧' وَرَوَى ابْنُ مَرْدَوَيْهِ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ عَقِيلِ بن طلحة عن عتبة بن مرثد قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ «يَا أَصْحَابَ سُورَةِ البقرة» وأظن هذا كان يوم حنين يوم وَلَّوْا مُدْبِرِينَ أَمَرَ الْعَبَّاسَ فَنَادَاهُمْ «يَا أَصْحَابَ الشَّجَرَةِ» يَعْنِي أَهْلَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ وَفِي رِوَايَةٍ «يا أصحاب سورة الْبَقَرَةِ» لِيُنَشِّطَهُمْ بِذَلِكَ فَجَعَلُوا يُقْبِلُونَ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، وَكَذَلِكَ يَوْمُ الْيَمَامَةِ مَعَ أَصْحَابِ مُسَيْلِمَةَ جَعَلَ الصَّحَابَةُ يَفِرُّونَ لِكَثَافَةِ حَشْرِ بَنِي حَنِيفَةَ فَجَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَتَنَادَوْنَ يَا أَصْحَابَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ أَجْمَعِينَ۔

ہوئی۔ میرا تو یہی خیال تھا کہ یہی ہو کے رہے گا۔ جب میں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو میں نے اپنے کپڑے اچھی طرح باندھ لیے اور میں حفصہ کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے اسے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دی ہے۔ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ وہ مشربہ میں الگ پڑے ہوئے ہیں۔ تو میں آپ کے کالے خادم کے پاس گیا اور اس سے اجازت طلب کی۔ وہ اندر گیا اور باہر آ کر کہنے لگا کہ میں نے اجازت چاہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہیں۔ میں وہاں سے چل دیا۔ مسجد میں منبر کے ارد گرد بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ میں تھوڑی دیر بیٹھا پھر مجھ پر وہ بات طاری ہوئی۔ تو میں نے جا کر لڑکے کو پھر اجازت لینے بھیجا۔ پھر وہی ہوا۔ پھر میں وہاں سے نکل کر منبر کے قریب بیٹھا۔ تیسری دفعہ میں نے لڑکے کو بھیجا تو وہی جواب آیا۔ تو میں چل دیا۔ اتنے میں اس لڑکے نے مجھے آواز دی۔ آپ کو آنے کی اجازت مل گئی ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت چٹائی پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ جس سے آپ کے بدن مبارک پر نشان پڑ گئے تھے۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دی ہے۔ تو آپ نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ پھر میں نے آپ کو اپنی بیوی کا قصہ سنایا کہ میں نے اسے کیا کہا اور اس نے مجھے کیا کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں حفصہ کے پاس بھی گیا تھا۔ آپ کو میں نے وہی باتیں بھی بتائیں جو میں حفصہ کو کہی تھیں۔ تو آپ دوبارہ مسکرائے۔ تو میں نے کہا کہ کیا آپ خوش ہوئے؟ آپ نے فرمایا ہاں بالکل۔ میں بیٹھا اور گھر میں ارد گرد نظر دوڑائی۔ اللہ کی قسم میں نے وہاں پر کچھ بھی نہیں دیکھا۔ میں نے تین دفعہ دیکھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ آپ کی امت پر دنیا کھول دے۔ اس نے تو فارس وروم پر دنیا کھول دی ہے حالانکہ وہ تو اس کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ تو آپ سیدھا بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب کیا تم شک میں ہو کہ ان لوگوں نے تو دنیا ہی میں اپنے مزے ختم کیے ہیں۔ میں نے کہا میرے لیے معافی طلب کریں۔ اے اللہ کے رسول! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کی ناراضگی میں ایک مہینہ تک ان سے الگ رہنے کی قسم کھائی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ دی۔

زہری سے مروی ہے کہ عروہ نے مجھے عائشہ سے نقل کر کے بتایا ہے کہ جب ۲۹ راتیں گزر گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملنے سے آغاز کیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ایک مہینہ تک قریب نہ آنے کی قسم کھائی تھی۔ ابھی تو ۲۹ دن گذرے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے ان کی گنتی کر لی ہے۔ مہینہ تو ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔ پھر فرمایا عائشہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ اس میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے اس بارے میں مشورہ لو۔ پھر مجھے یہ آیت: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ ----- أَجْراً عَظِيماً تک سنائی۔ عائشہ صدیقہ کہتی ہیں۔ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھے آپ سے جدائی اختیار کرنے کا مشورہ کبھی نہیں دیں گے۔ تو میں

نے کہا کہ کیا اس بارے میں ان سے مشورہ لوں ؟ میں تو اللہ اور رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اپنے دیگر ازواج سے یہ مت کہیے کہ میں نے آپ کو چنا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مبلغ بھیجا ہے کہ سختی کرنے والا۔[272]

---

[272] تفسیر ثعلبی ۹ : ۳۴۶-۳۴۸

صحیح بخاری ،کتاب: النکاح (۶۷)، باب: موعظة الرجل ابنته لحال زوجها (۸۴)، حدیث: ۵۱۹۱، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : {إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا} حَتَّى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : {إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا} قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ قَالَ : كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ ، أَوْ غَيْرِهِ ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الأَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ أَفَتَأْمَنِينَ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم فَتَهْلِكِي لاَ تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ، وَلاَ تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ ، وَلاَ تَهْجُرِيهِ وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ ، وَلاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، يُرِيدُ عَائِشَةَ ، قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي الأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ : قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ : لاَ بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلاَةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكِ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هَذَا أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ لاَ أَدْرِي هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلاً ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ لِغُلاَمٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلاَمُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلاَمِ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ : قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلاَمَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ : قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ : إِذَا الْغُلاَمُ يَدْعُونِي فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ

[۲] روایت: مفسرین کہتے ہیں کہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نفقہ اور خرچہ بڑھانے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے ان کو چھوڑدیااور ایلاء کی کہ میں ایک مہینہ ان کے پاس نہیں آؤں گا۔ چند نمازوں میں آپ صحابہ کرام کے لیے نہیں نکلے۔ توانہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو میں جا کر پتہ لگالیتا ہوں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیااور آواز بلند کر کے اجازت طلب کی۔ آپ کو اجازت مل گئی۔ جب وہاں گئے تو حیران تھے کہ اب کس طرح بات شروع کریں۔ تاکہ آپ نرم ہو جائیں۔ تو کہا کہ فلاں کے بارے میں کیا خیال ہے، وہ مجھ سے خرچہ بڑھانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ میں نے اسے ایک تھپڑ رسید کی۔ آپ نے فرمایا اسی بات نے تو مجھے ان سے دور بٹھادیا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ حفصہ کے پاس گئے اور اُسے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مت مانگو بلکہ مجھ سے مانگا کرو۔ پھر اس نے تمام ازواج کے پاس باری باری جا کر بات کی۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تیرا کیا خیال ہے تجھے اس بات پر فخر ہے کہ تو خوبصورت عورت ہے اور تیرا شوہر تجھ سے محبت کرتا ہے۔ تو تم باز نہیں آتی یہاں تک کہ تیرے بارے میں قرآن کی آیتیں نازل ہو۔ تو اُم سلمہ نے اس سے کہا اے ابن خطاب! تجھے یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیویوں کے درمیان بات کرو۔ تو کون ہے کہ کسی بیوی کو اس کے شوہر کے بارے میں بات کرے۔ جب قرآن نازل ہوا۔ توانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو ترجیح دی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی۔ [273]

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهُ فَقَالَ : لاَ فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَبَسُّمَةً أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلاَثَةٍ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللَّهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لاَ يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي هَذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ، وَكَانَ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لاَ تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةَ التَّخَيُّرِ فَبَدَأَ بِي أَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاخْتَرْتُهُ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

[273] تفسیر ثعلبی ۸: ۳۱-۳۴

فصل چہارم: غزوہ تبوک

[۱]روایت: یاایُّها الَّذِینَ آمَنُوا ما لَکُمْ یہ آیت تبوک کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو تیزی دلانے کے لیے نازل ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپسی اختیار کی اور روم سے جہاد کرنے کا حکم دیا تو یہ بہت تنگی کا زمانہ تھا۔ پیاس کی شدت اور گرمی بہت زیادہ تھی۔ کھجور اور فصلیں پک چکی تھیں۔ لوگ سایے اور آرام دہ مقام اور مال کو پسند کرتے تھے۔ اس لیے ان کے لیے نکلنا مشکل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی بھی کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو کنایہ کے طور پر کہتے کہ ہم فلاں جگہ جارہے ہیں لیکن اس دفعہ

صحیح بخاری،کتاب: النکاح (٦٧)، باب: موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا (٨٤)، حدیث: ٥١٩١، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الأَنْصَارِ فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ أَفَتَأْمَنِينَ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ صلى الله عليه وسلم فَتَهْلِكِي لاَ تَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ، وَلاَ تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ ، وَلاَ تَهْجُرِيهِ وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ ، وَلاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، يُرِيدُ عَائِشَةَ۔

صراحتاً تبوک کا ذکر فرمایا۔ کیوں کہ سفر طویل اور دشمن زیادہ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کو لوگوں کا بھاری ہونا معلوم ہوا۔ تو یہی آیت نازل فرمائی يايُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ما لَكُمْ إذا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ.[274]

[۲]روایت:لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ الآية، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تبوک پر جانے کا حکم دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ثنیۃ الوداع[275] تک پہنچے۔ عبداللہ بن ابی اور منافقین کا ایک گروہ پیچھے رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے آیت نازل فرمائی۔[276]

منافقین کے بہانے:

---

[274] تفسیر ثعلبی ۵ : ۴۶

تفسیر ابن ابی حاتم ۶ : ۱۷۹۶' حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ حَمْزَةَ ثنا شَبَابَةُ ثنا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَوْلَهُ {مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ} [التوبة: 38]حِينَ أُمِرُوا بِغَزْوَةِ تَبُوكَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَبَعْدَ الطَّائِفِ وَبَعْدَ حُنَيْنٍ أُمِرُوا بِالنَّفْرِ فِي الصَّيْفِ حِينَ خَرَفَتِ النَّخْلُ وَطَابَتِ الثِّمَارُ وَاشْتَهُوا الظِّلَالَ وَشَقَّ عَلَيْهِمُ الْمَخْرَجُ "۔

[275] ثنیۃ الوداع' واؤ کے زبر کے ساتھ ہے' رخصت ہوتے وقت الوداع کہنا۔ یہ مدینہ کے پاس ایک اونچا ٹیلہ ہے مکہ کی طرف جانے والا اسی پر چڑھتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔ اس میں صحیح یہ ہے کہ یہ جاہلیت کے زمانے کا نام ہے لوگ مسافروں کو یہاں سے رخصت کیا کرتے تھے اس لیے یہی نام پڑ گیا۔[معجم البلدان ۲ : ۸۶]

[276] تفسیر ثعلبی ۵ : ۵۱

تفسیر الطبری' ۱۴ : ۲۸۵' حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَيَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ وَغَيْرِهِمْ كُلٌّ قَدْ حَدَّثَ فِي، غَزْوَةِ تَبُوكَ مَا بَلَغَهُ عَنْهَا، وَبَعْضُ الْقَوْمِ يُحَدِّثُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بَعْضٌ، وَكُلٌّ قَدِ اجْتَمَعَ حَدِيثُهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ بِالتَّهَيُّؤِ لِغَزْوِ الرُّومِ، وَذَلِكَ فِي زَمَانِ عُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ وَشِدَّةٍ مِنَ الْحَرِّ وَجَدْبٍ مِنَ الْبِلَادِ، وَحِينَ طَابَ الثِّمَارُ وَأُحِبَّتِ الظِّلَالُ، وَالنَّاسُ يُحِبُّونَ الْمَقَامَ فِي ثِمَارِهِمْ وَظِلَالِهِمْ، وَيَكْرَهُونَ الشُّخُوصَ عَنْهَا عَلَى الْحَالِ مِنَ الزَّمَانِ الَّذِي هُمْ عَلَيْهِ. وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يَخْرُجُ فِي غَزْوَةٍ إِلَّا كَنَّى عَنْهَا وَأَخْبَرَ أَنَّهُ يُرِيدُ غَيْرَ الَّذِي يَصْمُدُ لَهُ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَإِنَّهُ بَيَّنَهَا لِلنَّاسِ لِبُعْدِ الشُّقَّةِ وَشِدَّةِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الْعَدُوِّ الَّذِي صَمَدَ لَهُ لِيَتَأَهَّبَ النَّاسُ لِذَلِكَ أُهْبَتَهُ. فَأَمَّ النَّاسَ بِالْجِهَادِ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ يُرِيدُ الرُّومَ، فَتَجَهَّزَ النَّاسُ عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنَ الْكُرْهِ لِذَلِكَ الْوَجْهِ لِمَا فِيهِ، مَعَ مَا عَظَّمُوا مِنْ ذِكْرِ الرُّومِ وَغَزْوِهِمْ. ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّ فِي سَفَرِهِ، فَأَمَرَ النَّاسَ بِالْجِهَازِ وَالِانْكِمَاشِ، وَحَضَّ أَهْلَ الْغِنَى عَلَى النَّفَقَةِ وَالْحُمْلَانِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ عَسْكَرَهُ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ، وَضَرَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ عَسْكَرَهُ عَلَى ذِي حِدَةٍ أَسْفَلَ مِنْهُ نَحْوَ ذُبَابِ جَبَلٍ بِالْجَبَّانَةِ أَسْفَلَ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ فِيمَا يَزْعُمُونَ لَيْسَ بِأَقَلِّ الْعَسْكَرَيْنِ، فَلَمَّا سَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَلَّفَ عَنْهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ فِيمَنْ تَخَلَّفَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَأَهْلِ الرِّيَبِ، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ أَخَا بَنِي عَوْفِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَبْتَلٍ أَخَا بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَرِفَاعَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ التَّابُوتِ أَخَا بَنِي قَيْنُقَاعٍ، وَكَانُوا مِنْ عُظَمَاءِ الْمُنَافِقِينَ، وَكَانُوا مِمَّنْ يَكِيدُ لِلْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ»۔

[ا] روایت: جد بن قیس منافق نے تبوک کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں وہاں کیسے جاسکتا ہوں میں رومی عورتوں پر عاشق ہو جاؤں گا۔ مجھے فتنے میں مت ڈالیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب کے طور پر اسے کہا کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب تم ان سرخ وسفید لوگوں سے لڑوگے اوران سے غلام لونڈی حاصل کروگے۔ تو جد بن قیس نے جواب میں کہا کہ لوگ مجھے جانتے ہیں کہ میں عورتوں کا شیدائی ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہیں میں ان زرد عورتوں کو دیکھ کر بے قابو نہ ہو جاؤں۔ مجھے فتنے میں مت ڈالیے مجھے بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا میں نے تجھے اجازت دے دی ہے۔ [277]

غزوہ تبوک سے واپسی پر بعض منافقین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملہ:

[ا] روایت: بارہ منافقوں نے مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش بنائی۔ وہ تبوک سے واپسی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے عقبہ میں گھات لگا کر بیٹھے۔ ان کے ساتھ ایک مسلمان بھی رات کی تاریکی میں ملا ہوا تھا۔ منافقین رات کی تاریکی میں اسے پہچان نہیں رہے تھے۔ جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے باخبر کر دیا ساتھ میں یہ حکم دیا کہ کسی کو بھجوا کر ان کی سواریوں کے چہرے ماریئے۔ عمار بن یاسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے اور حذیفہ پیچھے جا رہے تھے۔ تو آپ نے حذیفہ سے کہا کہ جا کر ان کی سواریوں کے منہ پر ضرب لگاؤ۔ یہاں تک کہ ان کو بھگا دیا۔ جب حذیفہ اُترا۔ آپ نے پوچھا کہ لوگوں کو پہچانا کہ نہیں۔ اس نے کہا نہیں تو۔ آپ نے فرمایا یہ فلاں اور فلاں تھے یہاں تک کہ سب کو گنا دیا۔ اس نے کہا ان کو قتل کرنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ساتھیوں کی وجہ سے کامیاب ہوا تو اب انہیں قتل کر رہا ہے۔ ان کے لیے تو دبیلہ کافی ہے۔ حذیفہ نے پوچھا دبیلہ

---

[277] تفسیر ثعلبی ۵ : ۵۲

تفسیر الطبری ۱۴ : ۲۸۸، حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ: " {وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي} [التوبة: 49] قَالَ: هُوَ رَجُلٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ يُقَالُ لَهُ: جَدُّ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْعَامَ نَغْزُو بَنِي الْأَصْفَرِ وَنَتَّخِذُ مِنْهُمْ سَرَارِيَّ وَوُصْفَانًا» . فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي، إِنْ لَمْ تَأْذَنْ لِي افْتُتِنْتُ وَوَقَعْتُ، فَغَضِبَ، فَقَالَ اللَّهُ: {أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ} [التوبة: 49] وَكَانَ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سَيِّدُكُمْ يَا بَنِي سَلَمَةَ؟» فَقَالُوا: جَدُّ بْنُ قَيْسٍ، غَيْرَ أَنَّهُ بَخِيلٌ جَبَانٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ، وَلَكِنْ سَيِّدُكُمُ الْفَتَى الْأَبْيَضُ الْجَعْدُ الشَّعْرِ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ»۔

کیا ہے ؟ فرمایا: جہنم کی ایک آگ ہے جو کہ ان کے دلوں کے پردوں میں ڈالی جائے گی۔ یہاں تک کہ ان کی جان نکال دے گی۔ [278]

غزوہ تبوک کی سختی:

[۱] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیش العسرۃ کے بارے میں کہتے تھے کہ ہم سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تھے۔ ہم ایک مقام پر اُترے جہاں ہمیں سخت پیاس لگی۔ یہاں تک کہ ہمیں ایسا لگا کہ ہمارے گردن ٹوٹ جائیں گے۔ ایک آدمی پانی ڈھونڈنے چلا گیا تو اسے لگا کہ اس کی گردن کٹ جائے گی۔ آدمی کو یہ بھی لگتا تھا کہ وہ اپنی اُونٹ کو ذبح کرکے اس کا خون چوس لے تا کہ پیاس بجھے۔ ابو بکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا میں خیر رکھا ہے۔ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے ہاتھ بلند کیے اور تب تک نیچے نہیں کیے جب تک آسمان میں بادل نہیں آئے۔ پھر بارش برسی اور لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے۔ جب ہم نے دیکھا تو بارش صرف لشکر پر ہوئی تھی۔

[۲] کعب بن مالک انصاری اپنے والد سے روایت لیتا ہے۔ وہ اپنے والد کا قائد تھا جب اس کے والد نابینا ہو گئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے۔ کہ جب وہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا۔ بدر سے تو میں اس لیے پیچھے رہا کہ آپ اس قافلہ کے پیچھے نکلے تھے۔ تو قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے نکلے۔ تو ان میں غیر متوقع جنگ ہو گئی جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیچھے رہنے والوں کو کچھ بھی نہیں

---

[278] تفسیر ثعلبی ۵ : ۶۴، ۶۵

دلائل النبوۃ، بیہقی ۵ : ۲۶۰، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَصْبَغِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: " كُنْتُ آخِذًا بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُ بِهِ، وَعَمَّارٌ يَسُوقُهُ، أَوْ أَنَا أَسُوقُهُ، وَعَمَّارٌ يَقُودُهُ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَقَبَةِ فَإِذَا أَنَا بِاثْنَيْ عَشَرَ رَاكِبًا، قَدِ اعْتَرَضُوهُ فِيهَا، قَالَ: فَأَنْبَهْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ، فَصَرَخَ بِهِمْ فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ عَرَفْتُمُ الْقَوْمَ؟» قُلْنَا: لَا، يَا رَسُولَ اللهِ، كَانُوا مُتَلَثِّمِينَ، وَلَكِنَّا قَدْ عَرَفْنَا الرِّكَابَ، قَالَ: «هَؤُلَاءِ الْمُنَافِقُونَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مَا أَرَادُوا؟» قُلْنَا: لَا، قَالَ: «أَرَادُوا أَنْ يَزْحَمُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَقَبَةِ، فَيُلْقُوهُ مِنْهَا» ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَلَا تَبْعَثُ إِلَى عَشَائِرِهِمْ حَتَّى يَبْعَثَ إِلَيْكَ كُلُّ قَوْمٍ بِرَأْسِ صَاحِبِهِمْ، قَالَ: «لَا، أَكْرَهُ أَنْ تَحَدَّثَ الْعَرَبُ بَيْنَهَا أَنَّ مُحَمَّدًا قَاتَلَ بِقَوْمٍ حَتَّى إِذَا أَظْهَرَهُ اللهُ بِهِمْ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ يَقْتُلُهُمْ» ، ثُمَّ قَالَ: «اللهُمَّ ارْمِهِمْ بِالدُّبَيْلَةِ» . قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الدُّبَيْلَةُ قَالَ: «شِهَابٌ مِنْ نَارٍ يَقَعُ عَلَى نِيَاطِ قَلْبِ أَحَدِهِمْ فَيَهْلِكُ»۔

کہا تھا۔ میرے عمر دینے والے کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوات میں زیادہ شرف والا غزوہ بدر کا تھا۔ میری یہ آرزو ہے کہ کاش میں بیعت عقبہ کی بجائے بدر میں ہوتا جب بیعت کی رات ہم اسلام پر عہد کر رہے تھے۔ پھر اس کے بعد میں سوائے تبوک کے کسی بھی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا۔ لوگوں میں جانے کا اعلان کیا گیا۔ یہ اس وقت ہوا جب سایے میٹھے ہو گئے تھے اور میوے پکے ہو چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر غزوات میں توریہ سے کام لیتے تھے۔ لیکن اس بار توریہ کی بجائے صراحت کی راہ اختیار کی۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ جنگ ایک دھوکہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کی سختی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا تھا تاکہ لوگوں کو اس کی سختی کا احساس ہو۔ میں پہلے سے زیادہ راحت میں تھا میرے پاس دو سورایاں تھی۔ میں خود میں جہاد کی طاقت دیکھتا تھا لیکن میں سایوں اور اچھے میووں کی جانب مائل ہوا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن تبوک کی جانب چل پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن نکلنا پسند کرتے تھے۔ تو میں خود سے کہا کہ کل بازار جا کر سامان خرید کر ان کو جالوں گا۔ تو میں بازار گیا تو مجھ پر بعض امور میں تنگی آئی تو میں واپس آیا۔ میں نے کہا کہ چلو کل نکل جاؤں گا۔ پھر کوئی معاملہ مشکل پڑ گیا۔ اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ میں گناہ میں پڑ گیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا۔ میں مدینے کے بازار میں گھومتا رہتا اور میں اس بات سے غمگین ہوتا کہ مجھے اپنے سوا کوئی بھی مدینہ میں اس غزوہ سے پیچھے رہتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ مگر وہ جو منافق تھے یا ضعیف معذور لوگ۔ اور وہ جنہیں کسی رجسٹر میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔ اسی ۸۰ کے لگ بھگ آدمی تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں جا کر میرا ذکر کیا۔ تبوک میں آپ تشریف فرما تھے اور فرمایا کہ کعب بن مالک کا کیا بنا؟ میرے قوم کے کسی آدمی نے کہا کہ اس کو اس کی سواری اور اپنی چادر کو دیکھنے نے منع کیا ہے۔ تو اسے معاذ بن جبل نے کہا کہ تم نے برا کہا' اے اللہ کے رسول ہم تو سوائے بھلائی کے ان کے اندر کچھ نہیں جانتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے آرہا تھا اور (چلنے کی وجہ سے) ریت کو اُڑا رہا تھا جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ابو خیثمہ ہے۔ پھر وہ ابو خیثمہ ہی تھا اور ابو خیثمہ وہ شخص تھا جس نے ایک صاع کھجور صدقہ دی تھی اور منافقوں نے اس پر طعن کیا تھا۔ سیدنا کعب بن مالکؓ نے کہا کہ جب مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ کی طرف لوٹ رہے ہیں، تو میرا رنج بڑھ گیا۔ میں نے جھوٹ باتیں بنانا شروع کیں کہ کوئی بات ایسی کہوں جس سے کل (یعنی آپ ﷺ کی واپسی پر) آپ ﷺ کی ناراضگی سے بچ جاؤں اور اس معاملہ کے لئے میں نے اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک عقلمند شخص سے مدد لینا شروع کی یعنی اُن سے بھی صلاح لی (کہ کیا بات بناؤں)۔ جب لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قریب آ پہنچے تو اس وقت سارا جھوٹ کافور ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ اب میں کوئی جھوٹ بنا کر آپ ﷺ سے نجات

نہیں پا سکتا۔ آخر میں نے سچ بولنے کی نیت کر لی اور صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھتے۔ جب آپ ﷺ یہ کر چکے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے اپنے عذر بیان کرنے شروع کئے اور قسمیں کھانے لگے۔ یہ لوگ اسی (80) سے کچھ زیادہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی ظاہر بات کو مان لیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کی نیت (یعنی دل کی بات کو) اللہ کے سپرد کر دیا۔ جب میں آیا، پس میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ مسکرائے لیکن اس طرح جیسے کوئی غصہ کی حالت میں مسکراتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آؤ۔ میں چلتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو پیچھے کیوں رہ گیا؟ تو نے تو سواری بھی خرید لی تھی۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں آپ ﷺ کے سوا دنیا کے شخصوں میں سے کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں یہ خیال کرتا کہ کوئی عذر بیان کر کے اس کے غصہ سے نکل جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے زبان کی قوت دی ہے (یعنی میں عمدہ تقریر کر سکتا ہوں اور خوب بات بنا سکتا ہوں)، لیکن اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی جھوٹ بات آپ ﷺ سے کہہ دوں اور آپ ﷺ مجھ سے خوش ہو جائیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو میرے اوپر غصہ کر دے گا (یعنی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بتلائے گا کہ میرا عذر جھوٹ اور غلط تھا اور آپ ﷺ ناراض ہو جائیں گے) اور اگر میں آپ ﷺ سے سچ سچ کہوں گا تو بیشک آپ ﷺ غصے ہوں گے لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر کرے گا۔ اللہ کی قسم! جب آپ ﷺ سے پیچھے رہ گیا اس وقت مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ اللہ کی قسم میں کبھی نہ اتنا قوی اور اتنا مالدار نہ تھا جتنا اس وقت تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کعب نے سچ کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں فیصلہ کر دے۔ میں کھڑا ہو گیا اور بنی سلمہ کے چند لوگ دوڑ کر میرے پیچھے ہوئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو، پس تم عاجز کیوں ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کوئی عذر کیوں نہ کر دیا جس طرح اور پیچھے رہ جانے والوں نے عذر بیان کئے؟ اور تیرا گناہ بخشوانے کو رسول اللہ ﷺ کا استغفار کافی ہوتا۔ اللہ کی قسم وہ لوگ مجھے ملامت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر جاؤں اور اپنے آپ کو جھوٹا کروں (اور کوئی عذر بیان کروں)۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کسی اور کا بھی ایسا حال ہوا ہے جو میرا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! دو شخص ایسے اور ہیں انہوں نے بھی وہی کہا جو تو نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی وہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا۔ میں نے پوچھا کہ وہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ واقفی۔ ان لوگوں نے ایسے دو شخصوں کے نام لئے جو نیک تھے، بدر کی لڑائی میں موجود تھے اور پیروی کے قابل تھے۔ جب ان لوگوں نے ان دونوں کا نام لیا تو میں اپنے پہلے حال پر قائم رہا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو

پیچھے رہ جانے والے ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا، تو لوگوں نے ہم سے پرہیز شروع کیا اور ان کا حال ہمارے ساتھ بالکل بدل گیا، یہاں تک کہ زمین بھی گویا بدل گئی، وہ زمین ہی نہ رہی جس کو میں پہچانتا تھا۔ پچاس راتوں تک ہمارا یہی حال رہا۔ میرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو گئے اور اپنے گھروں میں روتے ہوئے بیٹھ رہے لیکن میں تو سب لوگوں میں نوجوان اور طاقتور تھا۔ میں نکلا کرتا تھا اور نماز کے لئے بھی آتا اور بازاروں میں بھی پھرتا لیکن کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا۔ اور رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھے ہوتے تو آ کر ان کو سلام کرتا اور دل میں یہ کہتا کہ آپ ﷺ نے اپنے لبوں کو سلام کا جواب دینے کے لئے ہلایا یا نہیں ہلایا؟ پھر آپ ﷺ کے قریب نماز پڑھتا اور چور نظر سے آپ ﷺ کو دیکھتا تو جب میں نماز میں ہوتا تو آپ ﷺ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تو آپ ﷺ منہ پھیر لیتے۔ حتیٰ کہ جب مسلمانوں کی سختی مجھ پر لمبی ہوئی تو میں چلا اور ابو قتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھا، اور ابو قتادہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے ان سے محبت تھی۔ ان کو سلام کیا تو اللہ کی قسم انہوں نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابو قتادہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ ان سے سوال کیا، وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر تیسری بار قسم دی تو بولے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں (یہ بھی کعب سے نہیں بولے بلکہ خود اپنے میں بات کی)۔ آخر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر چلا اور دیوار پر چڑھا۔ میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ملک شام کے کسانوں میں سے ایک کسان جو مدینہ میں اناج بیچنے کے لئے آیا تھا، کہہ رہا تھا کہ کعب بن مالک کا گھر مجھے کون بتائے گا؟ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ شروع کیا، یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا۔ میں چونکہ پڑھ سکتا تھا، میں نے اس کو پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ امابعد! ”ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ) تم پر ناراض ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے گھر میں نہیں کیا، نہ اس جگہ جہاں تمہارا حق ضائع ہو، تو تم ہم سے مل جاؤ، ہم تمہاری خاطر داری کریں گے“۔ میں نے جب یہ خط پڑھا تو کہا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے اور اس خط کو میں نے تنور میں جلا دیا۔ جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے اور وحی نہ آئی تو یکایک رسول اللہ ﷺ کا پیغام لانے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم کرتے ہیں کہ اپنی بی بی سے علیحدہ رہو۔ میں نے کہا کہ اس کو طلاق دیدوں یا کیا کروں؟ وہ بولا کہ نہیں طلاق مت دو، صرف الگ رہو اور اس سے صحبت مت کرو۔ میرے دونوں ساتھیوں (جو پیچھے رہ گئے تھے) کو بھی یہی پیغام ملا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے عزیزوں میں چلی جا اور وہیں رہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ دے۔ سیدنا ہلال بن امیہؓ کی بیوی یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہلال بن امیہ ایک

بوڑھا کمزور شخص ہے، اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں تو کیا آپ ﷺ بُرا سمجھتے ہیں کہ اگر میں اس کی خدمت کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خدمت کو بُرا نہیں سمجھتا لیکن وہ تجھ سے صحبت نہ کرے۔ وہ بولی کہ اللہ کی قسم! اس کو کسی کام کا خیال نہیں اور اللہ کی قسم! وہ اس دن سے اب تک رو رہا ہے۔ میرے گھر والوں نے کہا کہ کاش تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے پاس رہنے کی اجازت لے لو، کیونکہ آپ ﷺ نے ہلال بن امیہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی تو میں نے کہا کہ میں کبھی آپ ﷺ سے اپنی بیوی کے لئے اجازت نہ لوں گا اور معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں گے اگر میں اپنی بیوی کے لئے اجازت لوں اور میں جوان آدمی ہوں۔ پھر میں دس راتیں اسی حال میں رہا، یہاں تک کہ اس تاریخ سے پچاس راتیں پوری ہوئیں جب سے آپ ﷺ نے ہم سے سب لوگوں کو بات کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر پچاسویں رات کو صبح کے وقت میں نے اپنے ایک گھر کی چھت پر نماز پڑھی میں اسی حال میں بیٹھا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارا حال بیان کیا کہ میرا جی تنگ ہو گیا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔ اتنے میں مَیں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جو سلع [279] (نامی) پہاڑ پر سے بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اے کعب بن مالک! خوش ہو جا۔ یہ سن کر میں سجدہ میں گرا اور میں نے پہچانا کہ اب کشادگی آ گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد اس بات کا اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔ لوگ ہمیں خوشخبری دینے کو چلے، میرے دونوں ساتھیوں کے پاس چند خوشخبری دینے والے گئے اور ایک شخص نے میرے پاس گھوڑا دوڑایا اور ایک دوڑنے والا اسلم قبیلہ سے میری طرف آیا اور اس کی آواز گھوڑے سے جلدی مجھ کو پہنچی۔ جب وہ شخص آیا جس کی خوشخبری کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اس خوشخبری کے صلہ میں اس کو پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم! اس وقت میرے پاس وہی دو کپڑے تھے۔ میں نے دو کپڑے عاریۃً لئے اور ان کو پہن کر رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی نیت سے چلا۔ لوگ مجھ سے گروہ گروہ ملتے جاتے تھے اور مجھے معافی کی مبارکباد دیتے جاتے تھے اور کہتے تھے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی معافی کی قبولیت مبارک ہو۔ یہاں تک کہ میں مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے پاس لوگ تھے۔ اور طلحہ بن عبید اللہؓ نے مجھے دیکھتے ہی دوڑ کر آ کر مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اللہ کی قسم مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا تو سیدنا کعبؓ سیدنا طلحہؓ کے اس احسان کو نہیں بھولتے تھے۔ سیدنا کعب بن مالکؓ نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک دمک رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ خوش ہو جا، جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا آج کا دن سے تیرے لئے بہتر دن ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ خوشخبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہے؟ آپ ﷺ

[279] مدینہ منورہ کے بازار میں واقع ایک پہاڑ کا نام ہے۔[معجم البلدان ۳: ۲۳۶]

نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے اور رسول اللہ ﷺ جب خوش ہو جاتے تو آپ ﷺ کا چہرہ چمک جاتا تھا گویا کہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم اس بات (یعنی آپ ﷺ کی خوشی) کو پہچان لیتے تھے۔ جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی معافی کی خوشی میں اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا تھوڑا مال رکھ لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آخر کار سچائی نے مجھے نجات دی اور میری توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ ہمیشہ سچ کہوں گا جب تک زندہ رہوں۔ سیدنا کعبؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان پر سچ بولنے پر ایسا احسان کیا ہو جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ذکر کیا جیسا عمدہ طرح سے مجھ پر احسان کیا۔ اللہ کی قسم! جب سے یہ رسول اللہ ﷺ سے کہا اس وقت سے آج کے دن تک کوئی جھوٹ قصداً نہیں بولا۔ آج کے دن تک اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔ سیدنا کعب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں "بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ، مہاجرین اور انصار کو معاف کیا جنہوں نے نبی ﷺ کا مفلسی کے وقت ساتھ دیا" یہاں تک کہ فرمایا: "وہ مہربان ہے اور رحم والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان تین شخصوں کو بھی معاف کیا جو پیچھے چھوڑے گئے، یہاں تک کہ زمین ان پر باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہو گئی اور ان کے نفس بھی تنگ ہو گئے اور سمجھے کہ اب اللہ تعالیٰ سے کوئی بچاؤ نہیں مگر اسی کی طرف، پھر اللہ نے ان کو معاف کیا تا کہ وہ توبہ کریں، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو" (التوبہ:119 -117)۔ سیدنا کعبؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے، اس سے بڑھ کوئی احسان مجھ پر نہیں کیا جو میرے نزدیک اتنا بڑا ہو، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سچ بول دیا اور جھوٹ نہیں بولا، ورنہ تباہ ہو تا جیسے جھوٹے تباہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کی جب وحی اتاری تو ایسی بُرائی بیان کی کہ کسی (اور) کی نہ کی ہو گی۔ فرمایا کہ "جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو عن قریب وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے کوئی تعرض نہ کرو، سو تم ان سے اعراض کر لو، بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ بدلہ ہے ان کی کمائی کا۔ وہ تم سے اس لئے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے خوش ہو جاؤ۔ پس اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ تو بھی اللہ تعالیٰ ان بدکاروں سے خوش نہیں ہو گا"۔ سیدنا کعبؓ نے کہا کہ ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں سے مؤخر کیا گیا جن کا عذر رسول اللہ ﷺ نے قبول کر لیا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی تو ان سے بیعت کی اور ان کے لئے استغفار کیا اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے پیچھے ڈال رکھا (یعنی ہمارا مقدمہ، فیصلہ پیچھے رکھا)، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "معاف کیا ان تینوں کو جو مؤخر کر دیئے گئے تھے، یہاں تک کہ ان پر زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو گئی" اور اس لفظ (یعنی

خُلِّفُوْا) سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہم جہاد سے پیچھے رہ گئے، بلکہ وہی مراد ہے ہمارے مقدمہ کا پیچھے رہنا اور آپ ﷺ کا پیچھے ڈال رکھنا بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا آپ ﷺ سے اور آپ ﷺ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا۔ [280]

---

[280] تفسیر ثعلبی ۵ : ۱۰۵-۱۰۸

صحیح مسلم کتاب: التوبۃ (۴۹)، باب: حدیث توبۃ کعب بن مالک وصاحبیہ (۹)، حدیث: ۲۰۱۶۔

فصل پنجم: حج اکبر اور اعلان براءت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج:

[۱]روایت: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کا ارادہ کیا[281]۔

[۲]روایت: عائشہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہم نے صرف حج کی ادائیگی کا ارادہ کیا ہوا تھا[282]۔

[۳]روایت: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذی الحجہ کے مہینہ کے شروع ہوتے ہی نکلے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی حج کرنا چاہے حج کرے اور جو کوئی ساتھ میں عمرہ بھی کرنا چاہتا ہے تو عمرہ بھی کر لے۔ [283]

خطبہ حجۃ الوداع:

[۱]روایت: ابو امامہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنا۔ جب آپ اپنی جدعاء نامی اُونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اس کے رکاب میں پیر رکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے تا کہ دور دور تک آواز سنی جا سکے۔ لوگوں سے فرمایا کیا تم سنتے ہو؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ہم سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں؟ آپ

---

[281] تفسیر ثعلبی ۲ : ۹۷

صحیح مسلم، کتاب: الحج (۱۵)، باب: بیان وجوہ الاحرام وانہ یجوز افراد الحج والتمتع والقران (۱۷)، حدیث: ۲۹۲۱، عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– أَفْرَدَ الْحَجَّ.

[282] تفسیر ثعلبی ۲ : ۹۷

صحیح بخاری، کتاب: الحیض (۶)، باب: الامر بالنفساء اذا نفسن (۲)، حدیث: ۲۹۴، سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ : سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا لاَ نَرَى إِلاَّ الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا أَبْكِي ، قَالَ : مَا لَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحَّى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ۔

[283] تفسیر ثعلبی ۲ : ۹۸

شرح معانی الآثار، ابو جعفر احمد بن محمد المعروف بالطحاوی (۳۲۱ھ)، ۲ : ۲۰۲، حدیث: ۳۹۲۴، عالم الکتب، ۱۹۹۴ء، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ ، قَالَا: ثنا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ عُرْوَةَ ، " عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: " مَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُهْلِلْ بِالْعُمْرَةِ. قَالَتْ: كُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ ، فَحِضْتُ ، وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي ، وَأَمْتَشِطَ ، وَأَدَعَ عُمْرَتِي "۔

نے فرمایا: اپنے رب کی عبادت کرنا' پانچ وقت کی نماز پڑھنا' مقررہ مہینہ میں روزے رکھنا' اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا کرنا' اپنے اولی الامر (دینی اور سیاسی امیر) کی بات ماننا' اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے [284]۔

معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ ہر امیر کی اطاعت کرنا اور ہر امام کے پیچھے نماز پڑھنا اور میرے صحابہ میں کسی کو گالی مت دینا [285]۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میرے بعد تم پر والی مقرر ہوں گے۔ نیک اپنی نیکی اور بد اپنی بدی سے تمہارے پاس آئے گا۔ سو تم ان کی بات سننا' حق کی موافق بات ماننا' ان کے پیچھے نماز پڑھنا' اگر وہ اچھے ہیں تو تم سب فائدے میں ہو۔ اگر وہ برے ہیں تو تم سب کا نقصان ہو گا۔ [286]

[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا اے لوگو! سورۃ المائدہ قرآن مجید کی آخری نازل ہونے والی سورت ہے۔ تو اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو [287]۔

---

[284] تفسیر ثعلبی ۳: ۳۳۶

مسند احمد ۳۶ : ۴۸۷' سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ عَلَى الْجَدْعَاءِ وَاضِعٌ رِجْلَهُ فِي غَرْزِ الرَّحْلِ يَتَطَاوَلُ يَقُولُ: " أَلَا تَسْمَعُونَ؟ " فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آخِرِ الْقَوْمِ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: " اعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ " قُلْتُ لَهُ: فَمُنْذُ كَمْ سَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ يَا أَبَا أُمَامَةَ؟ قَالَ: وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثِينَ سَنَةً ۔

[285] تفسیر ثعلبی ۳: ۳۳۶

سنن الکبریٰ' بیہقی' ۸ : ۱۸۵' حدیث: ۱۷۲۱۶' وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْفَقِيهُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ رَزِينٍ الْعَطَّارُ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلاَءِ الزُّبَيْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَالِكٍ اللَّخْمِيُّ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– :« يَا مُعَاذُ أَطِعْ كُلَّ أَمِيرٍ وَصَلِّ خَلْفَ كُلِّ إِمَامٍ وَلاَ تَسُبَّنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِى ». هَذَا مُنْقَطِعٌ بَيْنَ مَكْحُولٍ وَمُعَاذٍ۔

[286] تفسیر ثعلبی ۳: ۳۳۶

سنن دار قطنی' ابوالحسن علی بن عمر (۳۸۵ھ)' ۲ : ۴۰۰' حدیث: ۱۷۵۹' مؤسسۃ الرسالۃ' بیروت' ۲۰۰۴ء' حَدَّثَنَا أَبُو حَامِدٍ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ ، ثنا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ،عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِي الصَّالِحِ السَّمَّانِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَيَلِيكُمْ بَعْدِي وُلَاةٌ، فَيَلِيكُمُ الْبَرُّ بِبِرِّهِ وَالْفَاجِرُ بِفُجُورِهِ ، فَاسْمَعُوا لَهُمْ وَأَطِيعُوا فِيمَا وَافَقَ الْحَقَّ ، وَصَلُّوا وَرَاءَهُمْ فَإِنْ أَحْسَنُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ»۔

[287] تفسیر ثعلبی ۴: ۵

ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ اونٹنی پر بیٹھ کر سورۃ المائدہ پڑھ رہے تھے۔ وہ وحی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی تھی تو آپ اونٹنی سے اُتر گئے۔ [288]

۹ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا ارادہ اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حج کے لیے جانا:

[ا] جب ہجرت کا نواں سال شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا تو کہا گیا کہ مشرک بھی آئیں گے جو کہ ننگا طواف کریں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو حج کا امیر بنا کر بھیجا کہ لوگوں کے حج کو نظام چلائے۔ سورۃ البراءۃ کی ابتدائی چالیس آیات اہل حج کے سامنے تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ چلے گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بھیجا کہ سورۃ البراءۃ کی آیت اس کی بجائے تم جا کر پڑھو۔ تو وہ روانہ ہوا اس نے ذی الحلیفہ کے ساتھ اس کو پالیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچادیا تو وہ وہاں سے واپس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو۔ مجھے کس وجہ سے اس مرتبہ سے نیچے کیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں تو۔ مجھ سے میرے رشتہ دار کے علاوہ کوئی اور بات نہ پہنچائے۔ ابو بکر تم اس پر راضی نہیں کہ تم غار میں میرے ساتھ تھے اور تم حوض پر میرے ساتھی ہو۔ اس نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ عرب میں یہ رواج ہے کہ عہد کے باندھتے وقت قبیلہ کا اپنا کوئی آدمی موجود ہونا چاہیے۔ اس وجہ سے آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ ہمارے رواج کے خلاف ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا جب اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کے پیچھے بھیجا تھا۔ جب ابو بکر برابر ہو کر تکبیر کہنے لگا۔ کہ اتنے میں اونٹنی کی آواز سنی۔ تو کہا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جدعاء کی آواز ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج شروع کیا ہے۔ جب دیکھا تو اس پر علی سوار تھے۔ تو ابو بکر نے کہا امیر ہو کہ مامور؟ اس نے کہا بلکہ مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے براءت پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ تو سیدنا ابو بکرؓ امیر حج تھے جب کہ سیدنا علیؓ براءت کے اعلان کے لیے بھیجے گئے۔ دونوں مکہ پہنچے جب ترویہ (قربانی) کا دن ہوا۔ تو ابو بکر کھڑا ہوا کر لوگوں کو خطبہ میں حج کے مناسک سکھانے لگا اور لوگوں

تفسیر القرطبی ۶ : ۳۵۰، وَيُقَوِّي هَذَا أَنَّ سُورَةَ" الْمَائِدَةِ" مِنْ آخِرِ الْقُرْآنِ نُزُولًا حَتَّى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنُ وَغَيْرُهُمَا: إِنَّهُ لَا مَنْسُوخَ فِيهَا۔

[288] تفسیر ثعلبی ۴ : ۵۔

کے لیے حج کا بندوبست کیا۔اسی سال پر عرب ابھی تک جاہلیت کے طریقے پر حج کررہے تھے۔یہاں تک کہ یوم النحر میں علی رضی اللہ عنہ نے براءت کا اعلان کیا اور لوگوں کو اس حج کا حکم دیا جس کا حکم دیا گیا تھا۔[289]

[۲]روایت:نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا:جب سے زمین آسمان پیدا کیے گئے ہیں۔سال بارہ مہینے کا ہے۔جن میں چار محترم مہینے ہی'تین تو مسلسل مہینے ہیں:ذوالقعدۃ'ذوالحجہ'محرم اور رجب جو کہ جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔[290]

آخری وحی:

[۱]روایت:مفسرین کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی'إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔کاش مجھے معلوم ہوتا۔کہ ایسا کب ہوگا؟پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النصر نازل فرمائی۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزول کے بعد جب تکبیر اور قراءت کے بعد خاموش ہوتے تو اس دوران سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ کہا کرتے تھے۔پوچھا گیا کہ آپ تو پہلے ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔میرے نفس نے مجھ سے مطالبہ

---

[289]تفسیر ثعلبی۵ : ۸

تفسیر الطبری ۱۴ : ۱۰۹'حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: ثنا أَسْبَاطٌ، عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: " لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ إِلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ آيَةً، بَعَثَ بِهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَّرَهُ عَلَى الْحَجِّ، فَلَمَّا سَارَ فَبَلَغَ الشَّجَرَةَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَتْبَعَهُ بِعَلِيٍّ فَأَخَذَهَا مِنْهُ، فَرَجَعَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَنَزَلَ فِي شَأْنِي شَيْءٌ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ لَا يُبَلِّغُ عَنِّي غَيْرِي أَوْ رَجُلٌ مِنِّي أَمَا تَرْضَى يَا أَبَا بَكْرٍ أَنَّكَ كُنْتَ مَعِي فِي الْغَارِ، وَأَنَّكَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ؟» قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَارَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْحَاجِّ، وَعَلِيٌّ يُؤَذِّنُ بِبَرَاءَةَ، فَقَامَ يَوْمَ الْأَضْحَى، فَقَالَ: لَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مُشْرِكٌ بَعْدَ عَامِهِ هَذَا، وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَلَهُ عَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ، وَإِنَّ هَذِهِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ مُسْلِمًا. فَقَالُوا: نَحْنُ نَبْرَأُ مِنْ عَهْدِكَ وَعَهْدِ ابْنِ عَمِّكَ إِلَّا مِنَ الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ، فَرَجَعَ الْمُشْرِكُونَ فَلَامَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَقَالُوا: مَا تَصْنَعُونَ وَقَدْ أَسْلَمَتْ قُرَيْشٌ؟ فَأَسْلَمُوا "'التفسیر البسیط۱۰ : ۲۸۹۔

[290]تفسیر ثعلبی۵ : ۴۴

صحیح بخاری'کتاب:بدء الخلق(۵۹)'باب:ماجاء فی سبع ارضین(۲)'حدیث:۳۱۹۷' عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلاَثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَان۔

تفسیر ابن ابی حاتم ۶ : ۱۷۹۱' حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْهِسِنْجَانِيُّ ثنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ: «إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ» السُّنَّةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ "۔

کیا۔ پھر آپ بہت زیادہ روئے۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول! آپ موت کی وجہ سے روتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپ کو اگلے اور پچھلے گناہ معاف کیے ہیں۔ فرمایا: وہ مطلع کی ہولناکی، وہ قبر کی تنگی، لحد کی تاریکی، اور قیامت کی ہولناکی کہاں ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ مہینے زندہ رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے نکلے۔ تو راستہ میں آیت الصیف: يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ۔ نازل ہوئی۔ پھر جب آپ عرفہ میں وقوف کر رہے تھے تو الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ۸۱ دن زندہ رہے۔ پھر آپ پر ربا والی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد وَاتَّقُوا يَوْماً تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ نازل ہوئی۔ یہ آسمان سے نازل ہونے والی آخری آیت تھی۔ آپ اس کے بعد ۲۱ دن تک زندہ رہے۔ [291]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات:

[۱] روایت: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا بعض منافقین یہ سوچتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس گئے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام جا کر اپنی قوم سے چالیس دن غائب رہے۔ پھر وہ واپس آئے تھے جب لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ لوٹیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ اور پیر کاٹ لیں گے۔ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے ہیں۔ اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے۔ مسجد کے دروازے کے پاس اُتر گئے۔ جب اُنہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی باتیں پہنچ گئی۔ تو ابو بکر نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں عائشہ صدیقہ کے گھر میں چلے گئے جس پر خیبر کا پردہ لٹکا ہوا تھا۔ وہاں جا کر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کھولا اور پھر جھک کر آپ کو چوم لیا۔ پھر کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پہلی موت جو اللہ نے آپ کے لیے مقرر کی تھی۔ وہ تو آپ نے چکھ لی۔ اس کی بعد آپ پر کبھی دوسری موت نہیں آسکتی۔ پھر دوبارہ آپ کا چہرہ ڈھانک دیا۔ باہر آئے

---

[291] تفسیر ثعلبی ۲ : ۲۸۹

تفسیر الطبری ۵ : ۶۷، حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا أَبُو تُمَيْلَةَ، قَالَ: ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ} [البقرة: 281] ."

صحیح بخاری، کتاب: التفسیر (۶۵)، باب: واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ (۵۳)، حدیث: ۴۵۴۴، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ «آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الرِّبَا»۔

اور عمر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خاموش ہو جانے کا کہا۔ اس نے چپ ہو جانے سے انکار کیا۔ توجب ابو بکر نے اسے دیکھا کہ وہ خاموش نہیں ہو رہا تو لوگوں سے متوجہ ہو کر بات شروع کی۔ جب لوگوں نے آپ کو سنا تو عمر کو چھوڑ کر ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر کہا کہ اے لوگو! جو کوئی محمد کی عبادت کر رہا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جسے کبھی موت نہیں آتی۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:وَما مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اُتری ہے۔ جب ابو بکر نے اس دن ان کے سامنے تلاوت کی۔ لوگوں نے یہ ابو بکر سے لیا اور ان کی زبانوں پر چڑھ گیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم جب ابو بکر سے میں نے یہ آیت سنی تو میرے پیروں سے دم نکل گیا اور میں کھڑا نہ رہ سکا۔ اور مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔[292]

---

[292] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۷۸،۱۷۹

صحیح ابن حبان،۱۴ : ۵۸۸، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّهُ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ خَطِيبًا، فَقَالَ: «لَا أَسْمَعَنَّ أَحَدًا يَقُولُ: إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُتْ، وَلَكِنْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَبُّهُ كَمَا أَرْسَلَ إِلَى مُوسَى، فَلَبِثَ عَنْ قَوْمِهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُقَطِّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْدِي رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ مَاتَ»

قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: «أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، فَتَيَمَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدَةٍ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ، وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، أَمَّا الْمُوتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا»

قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ، فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ، فَقَالَ: اجْلِسْ، فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ، فَمَالَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ.

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ} [آل عمران: 144] قَالَ: وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَلَا أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ إِلَّا حِينَ تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ، فَلَمْ تَسْمَعْ بَشَرًا إِلَّا يَتْلُوهَا.

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: «وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا عُقِرْتُ حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ، وَأَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، وَعَرَفْتُ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ»۔

[۲]روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل بدر کو مشورے کے لیے بلاتے تھے اور مجھے بھی ان میں بٹھایا کرتے تھے۔ تو عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا: تم اس بچے کو کیوں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہو ہمارے بھی اس کے جیسے بیٹے ہیں۔ تو آپ نے ان سے کہا کہ یہ عالم اور سمجھ دار ہے۔ ایک دن جب ہم داخل ہوئے تو سب سے: إذا جاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ والی آیت کے متعلق پوچھا۔ میرے خیال میں یہ صرف میری ہی وجہ سے پوچھا تھا۔ تو بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ فتح کے بعد استغفار اور تسبیح پڑھے۔ مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ ایسی بات نہیں۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے قریب آنے کی خبر دی گئی ہے۔ یہ آپ کی موت کی علامت تھی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے کوئی زیادہ علم والی بات نہیں۔ پھر انہیں کہا تم جب اسے دیکھتے ہو تو مجھے کیوں ملامت کرتے ہو[293]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الوفات کا واقعہ:

[۱]روایت: ابن عمر سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں درد شروع ہوا۔ فرمایا لوگوں کو ابو بکر نماز پڑھائے۔ عائشہ نے کہا اے اللہ کے رسول ابو بکر نرم دل آدمی ہے۔ وہ قرآن پڑھ کر خود کو رونے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر ہی پڑھائے گا۔ میں نے پھر وہی کہا آپ نے پھر فرمایا کہ ابو بکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائے گا تم تو یوسف کی مجلس والیاں ہوں۔[294]

---

[293] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۳۲۰

صحیح بخاری، کتاب: التفسیر (۶۵)، باب: قولہ فسبح بحمد ربک واستغفرہ (۴)، حدیث: ۴۹۷۰، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ – فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ – فَمَا رُئِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلاَّ لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : {إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ} فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا نَحْمَدُ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ لِي أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ : لاَ قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ {إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ} ، وَذَلِكَ عَلاَمَةُ أَجَلِكَ {فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا} فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلاَّ مَا تَقُولُ۔

[294] تفسیر ثعلبی ۵ : ۲۱۴

فضائل الصحابہ، احمد بن محمد بن حنبل، ۱ : ۱۵۷، حدیث: ۱۴۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۳ء، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ الْوَارِثِ قثنا زَائِدَةُ قثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ» ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صُوَيْحِبَاتُ يُوسُفَ» ، فَأَمَّ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ۔

فصل ششم: غنائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بدر کے موقع پر مال غنیمت:

[۱] روایت: ابو الیسر بن عمرو انصاری بنی سلمہ کا بھائی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جس نے جس کو قتل کیا ہو اور جس نے کسی کو قیدی بنالیا ہو تو اس کے لیے ایسا ایسا ہے۔ ہم نے تو ستر کو قتل کیا ہے اور ستر کو قیدی کیا ہے۔ تو سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اللہ کی قسم! ہم ان لوگوں کی طرح مطالبہ کرنے سے منع نہیں ہیں۔ یہ آخرت سے زاہد جس طرح بات کرتے ہیں۔ دشمن کا کوئی ڈر نہیں۔ لیکن ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تمہاری صفوں میں مشرک گھوڑے ڈال دیں گے اور تمہیں مصیبت پیش آئے گی اس لیے ہم نے تمہارا ساتھ دیا۔ ان دونوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ ابو الیسر نے دوبارہ ایسی بات کی۔ سعد اسی طرح جواب کے ساتھ کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول! یہ غنیمت تھوڑی ہے اور لوگ زیادہ ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کو دیتے ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا تو تمہارے اصحاب کے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفالِ نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں برابر تقسیم کیا[295]۔

[۲] روایت: ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ میں نے عبادۃ بن صامت سے انفال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب ہم بدر میں مال غنیمت کے بارے میں باہم مختلف ہوئے تھے اور ہمارے اخلاق اس بارے میں خراب

---

[295] تفسیر ثعلبی ۴: ۳۲۴

مصنف عبد الرزاق، ۵: ۲۳۹، حدیث: ۹۴۸۳، عبد الرزاق عن الثوري عن محمد بن السائب عن أبي صالح عن بن عباس قال لما كان يوم بدر قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من قتل قتيلا فله كذا وكذا فقتلوا سبعين وأسروا سبعين فجاء أبو اليسر بن عمرو بأسيرين فقال يا رسول الله إنك وعدتنا من قتل قتيلا فله كذا ومن أسر أسيرا فله كذا فقد جئت بأسيرين فقام سعد بن عبادة فقال يا رسول الله إنه لم تمنعنا زهادة في الآخرة ولا جبن عن العدو ولكنا قمنا هذا المقام خشية أن يقتطعك المشركون وإنك إن تعط هؤلاء لم يبق لأصحابك شيء قال فجعل هؤلاء يقولون وهؤلاء يقولون فنزلت يسئلونك عن الأنفال قل الأنفال لله والرسول فاتقوا الله وأصلحوا ذات بينكم قال فسلموا الغنيمة إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم قال ثم نزلت واعلموا أنما غنمتم من شيء فأن لله خمسه ـ

ہوئے تھے۔ تواللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دیا۔ آپ نے مسلمانوں میں اسے برابر تقسیم کیا۔[296]

[۳]روایت: سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ بدر میں جب میں نے سعید بن عاص بن امیہ کو قتل کیااور میں نے اس کی تلوار لے لی۔ جسے ذالکثیفہ کہاجاتا تھا۔ تووہ تلوار مجھے بہت پسند آئی اور میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو میں نے کہااے اللہ کے رسول! بے شک اللہ نے میرے سینہ کو مشرکوں کے قتل سے ٹھنڈا کیا۔ یہ تلوار مجھے دیجئے۔ آپ نے فرمایااس میں میرا کوئی اختیار نہیں اور نہ ہی تیرا۔ اسے مقبوضہ مال میں پھینک دو۔ میں نے اسے وہاں پھینکا۔ میرے حال کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا تھا۔ میں نے کہا شاید یہ اُسے دیاجائے جس پر میری طرح مصیبت نہیں آئی ہو کہ جس کا بھائی بھی ماراگیاہو۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اللہ تعالیٰ نے (یسئلونک عن الانفال) ابھی نازل کی تھی۔ مجھے ڈر لگاکہ کہیں میرے بارے میں کچھ نازل نہ ہواہو۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ تو آپ نے فرمایااے سعد! تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی۔ اب وہ میری نہیں ہے وہ تمہاری ہوئی۔ جاکر اُسے لے لو[297]۔

---

[296] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۲۵

تفسیر الطبری ۱۳ : ۳۷۰' حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثني عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى الْأَسَدِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنِ الْأَنْفَالِ، فَقَالَ: " فِينَا مَعْشَرَ أَصْحَابِ بَدْرٍ نَزَلَتْ حِينَ اخْتَلَفْنَا فِي النَّفَلِ، وَسَاءَتْ فِيهِ أَخْلَاقُنَا، فَنَزَعَهُ اللَّهُ مِنْ أَيْدِينَا، فَجَعَلَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَسَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ سَوَاءٍ، يَقُولُ: عَلَى السَّوَاءِ۔

مسند احمد ۳۷ : ۴۱۰' حدیث:۲۲۷۴۷' حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنِ الْأَنْفَالِ. فَقَالَ: " فِينَا مَعْشَرَ أَصْحَابِ بَدْرٍ نَزَلَتْ حِينَ اخْتَلَفْنَا فِي النَّفَلِ، وَسَاءَتْ فِيهِ أَخْلَاقُنَا، فَانْتَزَعَهُ اللهُ مِنْ أَيْدِينَا، وَجَعَلَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ بَوَاءٍ " يَقُولُ: عَلَى السَّوَاءِ۔

[297] تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۲۵

مسند احمد ۳ : ۱۲۹' حدیث:۱۵۵۶' حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ قُتِلَ أَخِي عُمَيْرٌ، وَقَتَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، وَأَخَذْتُ سَيْفَهُ، وَكَانَ يُسَمَّى ذَا الْكَتِيفَةِ، فَأَتَيْتُ بِهِ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اذْهَبْ فَاطْرَحْهُ فِي الْقَبَضِ " قَالَ: فَرَجَعْتُ وَبِي مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلا اللهُ مِنْ قَتْلِ أَخِي، وَأَخْذِ سَلَبِي، قَالَ: فَمَا جَاوَزْتُ إِلا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ سُورَةُ الْأَنْفَالِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اذْهَبْ فَخُذْ سَيْفَكَ " ۔

[۴]روایت:ابوامیہ بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے بدر کے دن ابن زید کی مرزبان نامی تلوار حاصل کی تھی۔ جب انفال والی آیت نازل ہوئی۔ اور لوگوں کو ان کے اُٹھائے ہوئے مال واپس کرنے کا حکم ہوا۔ تو میں نے بھی تلوار پھینک دی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جو کوئی اس سے کچھ مانگتا تو وہ دے دیتے۔ تو ارقم بن ارقم نے وہ تلوار مانگی۔ تو وہ اسے دے دی گئی[298]۔

[۵]روایت:ابن عباس سے مروی ہے: مغانم خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں تھیں۔ کسی کا بھی اس میں کچھ نہیں تھا۔ مسلمان جو کچھ پاتے وہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دیتے جو کوئی اس میں ایک سوئی بھی چوری کرتا وہ غلول سمجھا جاتا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مال غنیمت کا مطالبہ کیا تو اس بارے میں (یسئلونک عن الانفال)نازل ہوئی۔[299]

---

[298]تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۲۵

تفسیر الطبری ۱۳ : ۳۷۴'روایت:۱۵۶۶۰' حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ جَمِيعًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثني عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَاعِدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُسَيْدٍ بْنَ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ، يَقُولُ: «أَصَبْتُ سَيْفَ ابْنِ عَائِذٍ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ السَّيْفُ يُدْعَى الْمَرْزُبَانَ فَلَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرُدُّوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ النَّفَلِ، أَقْبَلْتُ بِهِ فَأَلْقَيْتُهُ فِي النَّفَلِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُ شَيْئًا يُسْأَلُهُ، فَرَآهُ الْأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ الْمَخْزُومِيُّ، فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ»۔

[299]تفسیر ثعلبی ۴ : ۳۲۵

تفسیر ابن ابی حاتم ۵ : ۱۶۳۵' حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا أَبُو صَالِحٍ، كَاتِبُ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: " {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ، قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ} [الأنفال: 1] ، قَالَ: الْأَنْفَالُ: الْمَغَانِمُ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصَةً لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْهَا شَيْءٌ مَا أَصَابَ سَرَايَا الْمُسْلِمِينَ مِنْ شَيْءٍ أَتَوْهُ بِهِ، فَمَنْ حَبَسَ مِنْهُ إِبْرَةً أَوْ سِلْكًا فَهُوَ غُلُولٌ، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيهِمْ مِنْهَا، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ} [الأنفال: 1] يَعْنِي: قَرَابَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، {قُلِ الْأَنْفَالُ} [الأنفال: 1] ، جَعَلْتُهَا لِرَسُولِي، لَيْسَ لَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ {فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ} [الأنفال: 1] ثُمَّ أَنْزَلَ {وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى} [الأنفال: 41] «الْآيَةَ»۔

تفسیر الطبری ۱۳ : ۳۷۸'روایت:۱۵۶۶۷' حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثني مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: " {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ، قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ} [الأنفال: 1] قَالَ: الْأَنْفَالُ: الْمَغَانِمُ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصَةً لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْهَا شَيْءٌ، مَا أَصَابَ سَرَايَا الْمُسْلِمِينَ مِنْ شَيْءٍ أَتَوْهُ بِهِ، فَمَنْ حَبَسَ مِنْهُ إِبْرَةً أَوْ سِلْكًا فَهُوَ غُلُولٌ. فَسَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنْهَا، قَالَ اللَّهُ: {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ} [الأنفال: 1] لِي جَعَلْتُهَا لِرَسُولِي لَيْسَ لَكُمْ فِيهَا شَيْءٌ {فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ

فصل ہفتم: مباہلہ

وفد نجران کے ساتھ مباہلہ:

[۱]روایت: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران کے سامنے سورۃ آل عمران کی آیات تلاوت کیں اورانہیں مباہلہ کی دعوت دی۔ توانہوں نے کہا کہ ہم کو مہلت دیں۔ ہم کل آئیں گے۔ تووہ ایک دوسرے کے ساتھ الگ ہو کر کہنے لگے۔ عاقب جوان میں ہوشیار تھااس نے کہا کہ اے عبد مسیح تمہاری کیارائے ہے؟ اس نے کہااے نصاریٰ یقیناً تمہیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں۔ اور وہ تمہارے نبی کے متعلق فیصلہ کے لیے کون سی بات لے کر آئے ہیں۔ اللہ کی قسم کسی بھی نبی نے کسی قوم پر لعنت نہیں کی ہے۔ مگر یہاں تک اس قوم کے چھوٹے بڑے سبھی مر گئے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے اگر ایسا ہوا توہم میں کوئی نہیں بچے گا۔ اگر تم اپنے دین کی صلاح چاہتے ہو تواپنی بات کو چھوڑاوراجازت لے کر یہاں سے اپنے گھروں کو چلیے۔ وہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کو ہاتھ سے پکڑے اور فاطمہ آپ کے پیچھے اور علی اُس کے پیچھے آرہے تھے۔ آپ ان سے کہہ رہے تھے کہ جب میں دعا کروں تو آمین کہنا۔

تونجران کے اسقف نے کہااے نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہاہوں اگر وہ اللہ سے اس پہاڑ کو ہٹنے کا کہہ دیں تووہ بھی ہٹ جائے گی۔ کوئی مباہلہ نہ کروورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ قیامت تک زمین پر کوئی نصرانی نہیں رہے گا۔ توانہوں نے کہااے ابو القاسم ہماری رائے یہ ہے کہ ہم مباہلہ نہ کریں۔ تمہیں ہم تمہارے دین پر چھوڑتے ہیں اور ہم اپنے دین پر قائم رہتے ہیں۔ اگر تم انکار کرتے ہو تو اسلام قبول کرو۔ مسلمانوں کے حقوق تمہیں بھی ملیں گی۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں عربوں سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ بلکہ ہم تو آپ سے صلح کرتے ہیں کہ آپ ہم سے لڑیں گے نہیں اور نہ ہی ہم

وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ} [الأنفال: 1] ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ: {وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ} [الأنفال: 41] ثُمَّ قُسِمَ ذَلِكَ الْخُمُسُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِمَنْ سُمِّيَ فِي الْآيَةِ "۔

کوڑا یاجائے گا' نہ ہم کو ہمارے دین سے برگشتہ کرو گے۔ ہم ہر سال آپ کو دو ہزار سکے دیں گے ہزار صفر کے مہینے میں اور ہزار رجب کے مہینے میں ادا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ اس پر معاہدہ کیا۔[300]

وفد نجران: سورۃ آل عمران کی شان (ابتدائی ۸۰ آیات):

[ا] روایت: ربیع بن انس کہتے ہیں کہ سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیتیں نجران کے اس وفد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ جن میں چودہ ان کے اشراف تھے۔ ان چودہ میں تین سرکردہ افراد تھے۔ ان کا سارا معاملہ عاقب کے ذمہ ہوتا جو ان کا امیر اور صاحب مشورہ تھا۔ اس کا نام عبد المسیح تھا۔ ان کا سردار اور عالم ایہم تھا جسے شرحبیل کہا کرتے تھے۔ ابو حارثہ بن علقمہ ان کے امام اور صاحب مدراس تھے۔ روم کے بادشاہ نے اس کے لیے ایک کنیسہ بنایا تھا۔ یہ سب اس کے علم اور درس کی وجہ سے تھا۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آیا جب آپ نے عصر کی نماز پڑھی۔ ان لوگوں نے یمن کے کپڑے پہنے تھے اور ایسی چادر اوڑھ رکھے تھیں جو لوہے سے باندھی گئی تھیں۔ ان کا ایک حسین منظر تھا جنہوں نے

---

[300] تفسیر ثعلبی ۳: ۸۵

دلائل النبوۃ' ابونعیم اصبہانی' ۱: ۲۸۴' حدثنا إبراهيم بن أحمد ثنا أحمد بن فرج قال : ثنا أبو عمر الدوري قال : ثنا محمد بن مروان ، عن محمد بن السائب الكلبي ، عن أبي صالح عن ابن عباس رضي الله عنهما أن وفد نجران من النصارى قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم أربعة عشر رجلا من أشرافهم منهم السيد وهو الكبير والعاقب وهو الذي يكون بعده وصاحب رأيهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لهما : أسلما قالا : قد أسلمنا قال : ما أسلمتما قالا : بلى قد أسلمنا قبلك قال : كذبتما منعكما من الإسلام ثلاث فيكما : عبادتكما الصليب وأكلكما الخنزير وزعمكما أن لله ولدا ونزل : إن مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون فلما قرأها عليهم قالوا : ما نعرف ما تقول ونزل : فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم من القرآن فقل تعالوا ندع أبناءنا وأبناءكم الآية ثم نبتهل يقول : نجتهد في الدعاء أن الذي جاء به محمد هو الحق هو العدل وأن الذي تقولون هو الباطل وقال لهم : إن الله قد أمرني إن لم تقبلوا هذا أن أباهلكم قالوا : يا أبا القاسم بل نرجع فننظر في أمرنا ثم نأتيك قال : فخلا بعضهم ببعض وتصادقوا فيما بينهم فقال السيد للعاقب : قد والله علمتم أن الرجل لنبي مرسل ولئن لاعنتموه إنه لاستئصالكم وما لاعن قوم نبيا قط فبقي كبيرهم ولا نبت صغيرهم فإن أنتم لم تتبعوه وأبيتم إلا إلف دينكم فوادعوه وارجعوا إلى بلادكم وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج بنفر من أهله فجاء عبد المسيح بابنه وابن أخيه وجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي وفاطمة والحسن والحسين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن أنا دعوت فأمنوا أنتم فأبوا أن يلاعنوه وصالحوه على الجزية فقالوا : يا أبا القاسم نرجع إلى ديننا وندعك ودينك وابعث معنا رجلا من أصحابك يقضي بيننا ويكون عندنا عدلا فيما بيننا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ائتوني العشية أبعث معكم القوي الأمين فنظر حتى رأى أبا عبيدة بن الجراح فدعاه فقال : اذهب مع هؤلاء القوم فاقض بينهم بالحق۔

انہیں دیکھا انہوں نے کہا کہ ہم نے کبھی ایسا وفد نہیں دیکھا۔ نماز کا وقت قریب تھا۔ وہ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں مشرق کی طرف نماز پڑھی۔ ان کے سردار اور عاقب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری بات مانو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تمہیں تو اسلام سے تمہارا اللہ تعالیٰ کے لیے ولد ٹھہرانا اور صلیب کی عبادت کرنا اور تمہارا خنزیر کھانا منع کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اس کا باپ اللہ نہیں تو کون ہے اس کا باپ؟ ان سب نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جنگ کی۔ تم سب یہ جانتے ہو کہ ہر بچے میں والد کا کوئی نہ کوئی شبہ ضرور ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا بالکل۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ ہمارا رب تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ اور عیسیٰ پر تو فنا آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر شے پر نگہبان ہے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے؟ تو آپ نے پوچھا کہ کیا عیسیٰ ان میں کسی شے کا اختیار رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ نے پوچھا کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام اس میں وہ جانتا ہے جو اسے معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے پوچھا کہ کیا ہمارے رب نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی مرضی کے مطابق بچہ دانی میں شکل و صورت دی۔ ہمارا رب نہ تو پیتا ہے اور نہ کھاتا ہے اور نہ وہ قضائے حاجت کے لیے جاتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ آپ نے پھر پوچھا کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی ماں نے پیٹ میں اُٹھایا جیسے دوسری عورتیں کرتی ہیں۔ پھر دوسری عورتوں کی طرح اسے جنم دیا۔ پھر اسے بچوں کی طرح کھلایا۔ وہ کھانا پینا کرتے تھے اور قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ تو آپ نے کہا پھر تم کس طرح یہ گمان کرتے ہو؟ تو وہ خاموش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں سورۃ آل عمران کی شروع میں تقریباً اسی آیتیں نازل فرمائیں[301]۔

---

[301] تفسیر ثعلبی ۳: ۶ - ۱۱

تفسیر الطبری ۶: ۱۵۳ أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ يَزِيدَ الطَّبَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: ثني مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ نَجْرَانَ سِتُّونَ رَاكِبًا ، فِيهِمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَشْرَافِهِمْ ، فِي الْأَرْبَعَةِ عَشَرَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَيْهِمْ يَؤُوُلُ أَمْرُهُمْ: الْعَاقِبُ أَمِيرُ الْقَوْمِ وَذُو رَأْيِهِمْ ، وَصَاحِبُ مَشُورَتِهِمْ، وَالَّذِي لَا يَصْدُرُونَ إِلَّا عَنْ رَأْيِهِ ، وَاسْمُهُ عَبْدُ الْمَسِيحِ. وَالسَّيِّدُ ثِمَالُهُمْ ، وَصَاحِبُ رَحْلِهِمْ وَمُجْتَمَعِهِمْ ، وَاسْمُهُ الْأَيْهَمُ. وَأَبُو حَارِثَةَ بْنُ عَلْقَمَةَ أَخُو بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ ، أُسْقُفُهُمْ وَحَبْرُهُمْ وَإِمَامُهُمْ وَصَاحِبُ مِدْرَاسِهِمْ. وَكَانَ أَبُو حَارِثَةَ قَدْ شَرُفَ فِيهِمْ وَدَرَسَ كُتُبَهُمْ حَتَّى حَسُنَ عِلْمُهُ فِي دِينِهِمْ ، فَكَانَتْ مُلُوكُ الرُّومِ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ قَدْ شَرَّفُوهُ وَمَوَّلُوهُ وَأَخْدَمُوهُ ، وَبَنَوْا لَهُ الْكَنَائِسَ ، وَبَسَطُوا عَلَيْهِ الْكَرَامَاتِ ، لِمَا يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عِلْمِهِ وَاجْتِهَادِهِ فِي دِينِهِ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ: قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِهِ حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ، عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الْحِبَرَاتِ جُبَبٌ وَأَرْدِيَةٌ فِي بِلْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ: يَقُولُ

بَعْضُ مَنْ رَآهُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ: مَا رَأَيْنَا بَعْدَهُمْ وَفْدًا مِثْلَهُمْ. وَقَدْ حَانَتْ صَلَاتُهُمْ ، فَقَامُوا يُصَلُّونَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دَعُوهُمْ» ، فَصَلَّوْا إِلَى الْمَشْرِقِ. قَالَ: وَكَانَتْ تَسْمِيَةُ الْأَرْبَعَةَ عَشَرَ مِنْهُمُ الَّذِينَ يَؤُوْلُ إِلَيْهِمْ أَمْرُهُمْ: الْعَاقِبُ وَهُوَ عَبْدُ الْمَسِيحِ ، وَالسَّيِّدُ وَهُوَ الْأَيْهَمُ ، وَأَبُو حَارِثَةَ بْنُ عَلْقَمَةَ أَخُو بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ ، وَأَوْسٌ ، وَالْحَارِثُ ، وَزَيْدٌ ، وَقَيْسٌ ، وَيَزِيدُ ، وَنَبِيهٌ ، وَخُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو ، وَخَالِدٌ ، وَعَبْدُ اللَّهِ ، وَيُحَنَّسُ، فِي سِتِّينَ رَاكِبًا. فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو حَارِثَةَ بْنُ عَلْقَمَةَ ، وَالْعَاقِبُ عَبْدُ الْمَسِيحِ ، وَالْأَيْهَمُ السَّيِّدُ ، وَهُمْ مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ عَلَى دِينِ الْمَلِكِ مَعَ اخْتِلَافٍ مِنْ أَمْرِهِمْ، يَقُولُونَ: هُوَ اللَّهُ ، وَيَقُولُونَ: هُوَ وَلَدُ اللَّهِ ، وَيَقُولُونَ: هُوَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ، وَكَذَلِكَ قَوْلُ النَّصْرَانِيَّةِ. فَهُمْ يَحْتَجُّونَ فِي قَوْلِهِمْ: هُوَ اللَّهُ ، بِأَنَّهُ كَانَ يُحْيِي الْمَوْتَى ، وَيُبْرِئُ الْأَسْقَامَ ، وَيُخْبِرُ بِالْغُيُوبِ ، وَيَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ ، ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَائِرًا ، وَذَلِكَ كُلُّهُ بِإِذْنِ اللَّهِ ، لِيَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ. وَيَحْتَجُّونَ فِي قَوْلِهِمْ: إِنَّهُ وَلَدُ اللَّهِ ، أَنَّهُمْ يَقُولُونَ: لَمْ يَكُنْ لَهُ أَبٌ يُعْلَمُ ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ بِشَيْءٍ لَمْ يَصْنَعْهُ أَحَدٌ مِنْ وَلَدِ آدَمَ مِنْ قَبْلِهِ. وَيَحْتَجُّونَ فِي قَوْلِهِمْ: إِنَّهُ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ، بِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «فَعَلْنَا» وَ «أَمَرْنَا» وَ «خَلَقْنَا» وَ «قَضَيْنَا» فَيَقُولُونَ: لَوْ كَانَ وَاحِدًا مَا قَالَ إِلَّا «فَعَلْتُ» وَ «أَمَرْتُ» وَ «قَضَيْتُ» وَ «خَلَقْتُ» وَلَكِنَّهُ هُوَ وَعِيسَى وَمَرْيَمُ. فَفِي كُلِّ ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ قَدْ نَزَلَ الْقُرْآنُ ، وَذَكَرَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ قَوْلَهُمْ. فَلَمَّا كَلَّمَهُ الْحَبْرَانِ قَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَسْلِمَا» ، قَالَا: قَدْ أَسْلَمْنَا، قَالَ: «إِنَّكُمَا لَمْ تُسْلِمَا ، فَأَسْلِمَا» ، قَالَا: بَلَى قَدْ أَسْلَمْنَا قَبْلَكَ، قَالَ: «كَذَبْتُمَا ، يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دُعَاؤُكُمَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَدًا ، وَعِبَادَتُكُمَا الصَّلِيبَ ، وَأَكْلُكُمَا الْخِنْزِيرَ» ، قَالَا: فَمَنْ أَبُوهُ يَا مُحَمَّدُ؟ فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمَا ، فَلَمْ يُجِبْهُمَا ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ وَاخْتِلَافِ أَمْرِهِمْ كُلِّهِ ، صَدْرَ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ إِلَى بِضْعٍ وَثَمَانِينَ آيَةً مِنْهَا ، فَقَالَ: {اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ} [البقرة: 255] ، فَافْتَتَحَ السُّورَةَ بِتَبْرِئَةِ نَفْسِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِمَّا قَالُوا ، وَتَوْحِيدِهِ إِيَّاهَا بِالْخَلْقِ وَالْأَمْرِ ، لَا شَرِيكَ لَهُ فِيهِ ، وَرَدًّا عَلَيْهِمْ مَا ابْتَدَعُوا مِنَ الْكُفْرِ ، وَجَعَلُوا مَعَهُ مِنَ الْأَنْدَادِ ، وَاحْتِجَاجًا عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهِمْ فِي صَاحِبِهِمْ ، لِيُعَرِّفَهُمْ بِذَلِكَ ضَلَالَتَهُمْ ، فَقَالَ: {اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ} [آل عمران: 2] أَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَرِيكٌ فِي أَمْرِهِ "ـ

فصل ہشتم: مساجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مسجدیں بنائی ہیں:

[ا]روایت: ابوبریدہ سے اس آیت کے متعلق فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ منقول ہے کہ یہ چار مساجد ہیں۔ جنہیں صرف انبیائے کرام نے تعمیر کیا ہے:

کعبہ جسے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کر کے اسے قبلہ مقرر کیا۔

بیت المقدس جسے داوٗد اور سلیمان علیہم السلام نے تعمیر کیا۔

مسجد مدینہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کیا ہے۔

مسجد قباء جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اسے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کیا ہے۔[302]

---

[302] تفسیر ثعلبی ۷ : ۱۰۷

تفسیر ابن ابی حاتم، ۸ : ۲۶۰۴، روایت: ۱۴۶۲۸، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، ثنا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَيَّانَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ يَعْنِي قَوْلَهُ {فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ} [النور: 36] قَالَ: «إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ مَسَاجِدَ لَمْ يَبْنِهِنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، الْكَعْبَةُ بَنَاهَا إِبْرَاهِيمُ وَإِسْمَاعِيلُ، فَجُعِلَ قِبْلَةً، وَبَيْتُ أَرِيحَا بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ بَنَاهُ دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ، وَمَسْجِدُ الْمَدِينَةِ، وَمَسْجِدُ قُبَاءٍ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، بَنَاهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»۔

فصل نہم: یہود کی اسلام سے نفرت

یہود کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت اسلام اور یہود کا انکار:

[ا] روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ انہیں اسلام کی ترغیب دی اور اسلام کی مخالفت میں انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور نقمت سے ڈرایا۔ تو نافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہاقالُوا بَلْ نَتَّبِعُ ما أَلْفَيْنا عَلَيْهِ آباءَنا، ہم تو بڑوں کی تابعداری کرتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ہم سے بہتر جانتے تھے[303]۔

یہود کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو:

[ا] روایت: ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہود کا ایک لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہود نے سازش چلا کر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی کنگھی حاصل کر کے اس کے چند دانت لیے۔ یہود نے ان پر جادو کیا۔ لبید بن اعصم[304] نے یہ سارا کام کیا اور اسے بنی زُریق[305] کے

---

[303] تفسیر ثعلبی ۲: ۳۹، ۴۰

تفسیر الطبری ۳: ۴۲' حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُحَمَّدٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، أَوْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُودَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَى الإِسْلاَمِ وَرَغَّبَهُمْ فِيهِ ، وَحَذَّرَهُمْ عذاب اللَّهِ وَنِقْمَتِهِ ، فَقَالَ لَهُ رَافِعُ بْنُ خَارِجَةَ ، وَمَالِكُ بْنُ عَوْفٍ : بَلْ نَتَّبِعُ مَا وجدنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا فَهُمْ كَانُوا أَعْلَمَ وَخَيْرًا مِنَّا فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِى ذلك مِنْ قَوْلِهِمَا : {وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلاَ يَهْتَدُونَ}۔

[304] لبید بن الاعصم منافق یہودی تھا۔ مدینہ کے یہود میں بڑا ماہر جادوگر تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلح حدیبیہ کے بعد جادو کیا تھا۔ زینب یہودیہ نے اس کام میں اس کی مدد کی تھی۔ [طبقات الکبریٰ ۲: ۱۹۷۔۔۔ الروض الانف ۴: ۲۰۳]

ذروان[306] نامی کنویں میں دفن کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اورآپ کے سر کے بال بکھر گئے،اسی طرح چھ مہینے گزر گئے۔ آپ کوایسالگتا تھاکہ آپ بیویوں سے ملے ہیں لیکن آپ نہ ملے ہوتے تھے۔ایک دن آپ سوئے ہوئے تھے کہ دوفرشتے آکرایک آپ کے سرہانے اوردوسراپیروں کی جانب کھڑاہوااورایک دوسرے سے بات کرنے لگے۔پیروں کے ساتھ کھڑے ہوئے فرشتہ نے سرہانے والے سے پوچھاکہ اس آدمی کوکیاہوا ہے ؟دوسرے نے کہا۔بیمارہوگیاہے۔پھرپوچھاکس وجہ سے بیمار ہوا ہے۔دوسرے نے کہاسحر کی وجہ سے بیمارہوا ہے۔پوچھاکس نے سحر کیاہے۔بتایاکہ لبیدبن اعصم یہودی نے جادوکیاہے۔پوچھاکس چیزسے اس پرجادو کیاہے کہاکہ کنگھی اوراس کے دانتوں سے۔پوچھاوہ کہاں ہے کہا کہ ذروان نامی کنویں میں ایک پتھر کے نیچے رکھی ہوئی ہے۔تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوئے توعائشہ سے کہاتم کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے مرض کے بارے میں اطلاع دی ہے۔پھررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اورعماربن یاسر کووہاں بھیجا۔انہوں نے کنویں کا پانی خالی کیا۔جومہندی کی طرح زرد ہوچکا تھا۔پھر وہ پتھر اُٹھایااوراس کے نیچے کھوکھلی جگہ سے کنگھی اوراس کے دانت نکالے جسے ایک تارسے گیارہ بنددے کرسوئی سے باندھ دیاگیاتھا۔تواللہ تعالیٰ نے آخری دوسورتیں نازل کی۔جب بھی ان میں ایک آیت پڑھ لیتے توان میں ایک گرہ کھلتی۔جب تمام گرہیں کھلیں تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کومعلوم ہوا گویاوہ بھی رسیوں سے نکل آئے ہو۔جبریل آپ پریہ پڑھنے لگے:

بِسم الله أرقِيْكَ مِن كُلِ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِن حَاسِدٍ وَعَيْنٍ والله يَشْفِيْكَ

''اللہ کے نام پرمجھے دم کرتاہوں'ہراُس چیزسے جو تمہیں نقصان پہنچائے'خواہ وہ حاسدہویانظرہواوراللہ تجھے شفادے۔''

انہوں نے کہااے اللہ کے رسول کیاہم اُس ظالم کوپکڑکرقتل نہیں کرلیتے۔آپ نے فرمایااللہ نے مجھے شفادی ہے۔اورمیں لوگوں میں شرکوپھیلاناپسند نہیں کرتا۔[307]

---

[305] بنوزُرَیق خزرج کے یہودیوں کی ایک ذیلی شاخ ہے۔[الانساب ۳: ۱۴۷]

[306] مدینہ منورہ میں بنوزُریق کے ایک کنویں کانام ہے۔اسے ذوذروان اوراہل ذی ذروان بھی کہاجاتا ہے۔[معجم البلدان ۳: ۵]

[307] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۳۳۸

صحیح بخاری'کتاب:بدء الخلق(۵۹)'باب:صفۃ ابلیس وجنودہ(۱۱)'حدیث:۳۲۶۸'عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : سُحِرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى كَان يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَائِي أَتَانِي رَجُلاَنِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ ، وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ قَالَ فِي مَاذَا قَالَ فِي مُشُطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي

فصل دہم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدارات

ایک یہودی کی بدگوئی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت:

[۱]روایت: مدینہ میں فنحاص نامی یہودی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب محتاج ہو گیا ہے۔جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایسا سنا تو تلوار لے کر اُس کے پیچھے گئے۔ جبریل آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کا رب فرماتا ہے: قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ، اور آپ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا کہ وہ تلوار نکال کر یہودی کے پیچھے گئے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلانے کے لیے کسی کو بھیجا۔ جب وہ آئے تو آپ نے پوچھا کہ تم نے تلوار نکالی ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا اے اللہ کے رسول۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو برحق رسول بھیجا ہے۔[308]

بِئْرِ ذَرْوَانَ فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَأَنَّهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ فَقُلْتُ اسْتَخْرَجْتَهُ فَقَالَ : لاَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ۔

امام ثعلبی کی نقل کردہ روایت میں گیارہ گرہوں کا کھلنا صحیح نہیں۔

[308] تفسیر ثعلبی ۸: ۳۶۰

اسباب النزول، واحدی، ص:۳۷۹، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الثعالبي قال: أخبرنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلَّوَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيسَى الْعَطَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا محمد بن زياد الْيَشْكُرِيُّ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا}قَالَ يَهُودِيٌّ بِالْمَدِينَةِ يُقَالُ لَهُ "فِنْحَاصُ": احْتَاجَ رَبُّ مُحَمَّدٍ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بِذَلِكَ اشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ وَخَرَجَ فِي طَلَبِهِ، فَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ لَكَ: {قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ} وَاعْلَمْ أَنَّ عُمَرَ قَدِ اشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ وَخَرَجَ فِي طَلَبِ الْيَهُودِيِّ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فِي طَلَبِهِ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: "يَا عُمَرُ ضَعْ سَيْفَكَ"، قَالَ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ

فصل یازدہم: یہود کی شرارتیں

[۱]روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل یہود سے بادشاہوں نے تورات میں مذکورہ مبعوث ہونے والے نبی کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی کتاب میں مسیح کے بعد ایک مبعوث ہونے والا نبی پاتے ہیں۔ جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ زنا، شراب، لہو، خون ریزی کو حرام کرنے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو بادشاہوں نے یہود سے پھر پوچھا کہ کیا یہ وہی پیغمبر ہیں جن کا تذکرہ تم اپنی کتاب میں پاتے ہو؟ تو یہود نے ان کے مال کی لالچ میں آکر کہا کہ نہیں یہ وہ نبی نہیں ہے۔ تو بادشاہوں نے انہیں مال وزر دیا[309]۔

کعب بن اشرف کا قتل:

[۱]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ داخل ہوئے۔ تو بنو نضیر نے آپ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ نہ تو آپ کے ساتھ لڑیں گے اور نہ آپ کے خلاف لڑیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ قبول

أُرْسِلْتَ بِالْحَقِّ قَالَ: "فَإِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: {قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ} " قَالَ: لَا جَرَمَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا يُرَى الْغَضَبُ فِي وَجْهِي۔

محمد بن زیاد یشکری کی وجہ سے یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ وَكَانَ كذَّابًا خَبِيثًا.------- فقال أعور كذاب خبيث يضع الحديث. [الکامل فی الضعفاء والرجال، ابن عدی، ۷: ۲۹۹، الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ء]

يُتَّهَم بِوَضعِ الحديث. [التاریخ الکبیر، امام بخاری، ۱: ۸۳، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، دکن، س۔ن]

309 تفسیر ثعلبی ۲: ۴۶

الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۱: ۴۰۹، وَأخرج الثَّعْلَبِيّ بِسَنَد ضَعِيف عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: سَأَلت الْمُلُوك الْيَهُود قبل مبعث مُحَمَّد صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مَا الَّذِي يجدونَ فِي التَّوْرَاة قَالُوا: إِنَّا نجد فِي التَّوْرَاة أَن الله يبْعَث نَبيا من بعد الْمَسِيح يُقَال لَهُ مُحَمَّد بِتَحْرِيم الزِّنَا وَالْخمر والملاهي وَسَفك الدِّمَاء فَلَمَّا بعث الله مُحَمَّدًا وَنزل الْمَدِينَة قَالَت الْمُلُوك للْيَهُود: هَذَا الَّذِي تَجدُونَ فِي كتابكُمْ فَقَالَت: الْيَهُود طَمَعا فِي أَمْوَال الْمُلُوك: لَيْسَ هَذَا بذلك النَّبِي فَأَعْطَاهُمْ الْمُلُوك الْأَمْوَال فَأنْزل الله هَذِه الْآيَة اكذاباً للْيَهُود۔ امام سیوطیؒ نے ثعلبی کی اس سند کو ضعیف کہا ہے۔

کیا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں لڑے اور مشرکین پر غلبہ حاصل کیا۔تو بنو نضیر نے کہاواللہ یہ وہی نبی ہے جس کاذکر اور نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ان کا جھنڈا کبھی گرے گا نہیں۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد میں لڑے اور مؤمنوں نے شکست کھائی۔تو انھوں نے شک کر کے منافقت اختیار کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ظاہر کرنے لگے۔کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کو لے کر مکہ گیا۔وہاں قریش سے یہ عہد وپیمان کیا کہ ہم سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکٹھے لڑیں گے۔پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو اس وقت مسلمان نہیں تھے) چالیس آدمیوں کو لے کر اور کعب بن اشرف اپنے چالیس آدمیوں کو لے کر کعبہ داخل ہوئے اور وہاں استار اور کعبہ کے سامنے یہی عہد کیا۔پھر کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی مدینہ لوٹے۔تو جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی خبر کے ساتھ نازل ہوئے۔آپ نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا۔محمد بن مسلمہ نے جا کر اسے قتل کیا۔جو اس کا رضاعی بھائی تھا[310]۔

بدر اور احد کے موقع پر یہود کے ارادے:

[۱] روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ مدینہ کے یہود کہتے ہیں کہ جب مشرکین نے بدر میں شکست کھائی۔کہ یہ تو واللہ وہی برحق اُمی نبی ہے۔جس کی بشارت موسیٰ نے دی تھی اور اسی کا ذکر ہم تورات میں پاتے ہیں۔ان کا جھنڈا کبھی گرے گا نہیں۔انہوں نے آپ کی تصدیق اور اتباع اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔کہ بعض نے کہا کہ صبر کر و دوسری جنگ کا انتظار کرو۔اُحد میں جب آپ کو عارضی شکست ملی۔تو انہوں نے کہا کہ نہیں یہ تو وہی نبی نہیں ہے۔تو ان پر بدبختی غالب آئی اور اسلام قبول نہیں کیا۔ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین جو عہد تھا وہ انہوں نے وقت سے پہلے توڑا۔کعب بن اشرف ساٹھ سواروں کے ہمراہ مکہ گیا۔اور وہاں ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے باہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف متفق ہونے کا وعدہ کیا۔اور پھر مدینہ لوٹے[311]۔

---

[310] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۲۶،۲۲۵

تفسیر القرآن العظیم،*طبرانی*، بہ ذیل سورۃ آل عمران ۳: ۱۸۶، قال الزهريُّ : " نَزَلَتْ فِي كَعْب بْنِ الأَشْرَفِ ؛ وَذلِكَ أنَّهُ كَانَ يَهْجُو النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ، وَيَسُبُّ الْمُسْلِمِيْنَ وَيُحَرِّضُ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابهِ فِي سَمَرِهِ حَتَّى آذاهُمْ ، فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " مَنْ لِي بابْنِ الأَشْرَفِ ؟ " فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الأَنْصَاريُّ : أنَا لَكَ بِهِ يَا رَسُولَ اللهِ أنَا أقْتُلُهُ ، قال : " أفْعَلُ إنْ قَدِرْتَ عَلَى ذلِكَ " ، قَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم إنَّهُ لاَ بُدَّ لَنَا أنْ نَقُولَ ؟ قَالَ : " قُولُواْ مَا بَدَا لَكُمْ فَأَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِنْ ذلِكَ "۔

[311] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹

تفسیر القرآن العظیم،*طبرانی*، بہ ذیل سورۃ آل عمران ۳: ۱۲، وقال الكلبيُّ عن أبي صالحٍ عنِ ابن عبَّاس : (إنَّ الْمُرَادَ بهِمْ يَهُودُ الْمَدِيْنَةِ ، وَذلِكَ أنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمَّا هُزِمَ الْكُفَّارُ يَوْمَ بَدْرٍ ، قَالَتِ الْيَهُودُ : هَذا وَاللهِ النَّبِيُّ الأُمِّيُّ الَّذِي

[۲]روایت: محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ جب بدر میں قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوراصحاب سے شکست کا سامنا ہوا۔ اور آپ مدینہ لوٹے۔ تو یہود کو قینقاع کے بازار میں جمع کیا اور فرمایا کہ اے یہودیو! اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو۔ جیسا کہ مشرکین مکہ پر عذاب نازل ہوا۔ اسلام قبول کرو۔ اس سے پہلے کہ تم پر بھی ان کی طرح کا عذاب نازل ہو۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں بھیجا گیا رسول ہوں۔ تم میرا تذکرہ اوراللہ تعالیٰ کا عہد اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ انہوں نے کہااے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس بات سے دھوکہ نہ ہو قریش تو لڑنا نہیں جانتے تھے۔ وہ ہماری طرح جنگجو قوم نہیں ہیں۔ اگر تم ہم سے لڑے تو ہم تمہیں مزہ چکھائیں گے[312]۔

حق مسئلہ چھپاتے تھے:

[۱]روایت: ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل خیبر میں ایک آدمی اور عورت نے زنا کیا۔ دونوں یہود میں اچھے طبقہ کے تھے۔ ان کی کتاب میں اس کے متعلق رجم کا حکم تھا۔ انہوں نے ان دونوں کو رجم کرنا مناسب نہیں سمجھا کیوں کہ اچھے خاندان سے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رحم کی اُمید پر رجوع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کا فیصلہ کیا۔ نعمان بن ابی اوفیٰ اور نخری بن عمر نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم ہمارے معاملے میں بہت جری ہو۔ ان دونوں کے لیے رجم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا میرے اور تیرے درمیان تورات ہے لے آیئے۔ اگر اس میں رجم ہو تو پھر ہم نے انصاف کیا ہے۔ تم میں بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک اندھا آدمی ہے جو کہ فدک میں رہتا ہے (صحیح حدیث میں اندھے پن کا تذکرہ موجود نہیں، حاشیہ میں ملاحظہ ہو)۔ اسے بلا بھیجا۔ وہ مدینہ آیا۔ جبریل نے آپ کو اس کی شکل وغیرہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَشَّرَنَا بِهِ مُوسَى وَنَجِدُهُ فِي التَّوْرَاةِ بنَعْتِهِ وَصِفَتِهِ ، وَإِنَّهُ لاَ تُرَدُّ لَهُ رَايَةٌ ، وَأَرَادُواْ تَصْدِيْقَهُ وَاتِّبَاعَهُ ؛ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : لاَ تَعْجَلُواْ حَتَّى تَنْظُرُواْ إلَى وَقْعَةٍ لَهُ أُخْرَى ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ وَغُلِبَ أصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالُواْ : وَاللهِ مَا هُوَ بِهِ ، فَغَلَبَ عَلَيْهِمُ الشَّقَاءُ فَلَمْ يُسْلِمُواْ ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَهْدٌ إلَى مُدَّةٍ فَنَقَضُواْ ذلِكَ الْعَهْدَ قَبْلَ أجَلِهِ ، وَانْطَلَقَ كَعْبُ بْنُ الأَشْرَفِ فِي سِتِّيْنَ رَاكِباً إلَى أبي سُفْيَانَ بمَكَّةَ وَوَافَقُوهُمْ عَلَى أنْ تَكُونَ كَلِمَتُهُمْ وَاحِدَةً ، ثُمَّ رَجَعُواْ إلَى الْمَدِيْنَةِ ، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ۔

[312] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۹-۲۱

تفسیر ابن حاتم ۲: ۶۰۴، روایت: ۳۲۳۴، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، أنبأ أَبُو غَسَّانَ، ثنا سَلَمَةُ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، قَالَ: لَمَّا أَصَابَ اللَّهُ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ، جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودَ فِي سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ يَهُودٍ أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَ بِهِ قُرَيْشًا. قَالُوا لَهُ: يَا مُحَمَّدُ لَا يَغُرَّنَّكَ مِنْ نَفْسِكَ أَنْ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا أَغْمَارًا لَا يَعْرِفُونَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ وَاللَّهِ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسَ، وَأَنَّكَ لَمْ تَلْقَ مِثْلَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ {قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ} [آل عمران: 12] إِلَى قَوْلِهِ: {لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ} [آل عمران: 13]۔

نے اُسے فرمایا کہ تم ابن صوریا ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ تم اہل کتاب کے بڑے عالم ہو؟ اس نے کہا یہ لوگ ایسا گمان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات مانگا جس میں رجم کا حکم لکھا ہوا تھا۔ اسے کہا کہ پڑھو تو اُس نے رجم کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر اس کے بعد پڑھنا شروع کیا۔ ابن سلام نے کہا اے اللہ کے رسول یہ صحیح جگہ سے گزر گیا اور رجم کے حکم پر ہاتھ رکھا ہے۔ ابن سلام رضی اللہ عنہ اُٹھے اور اس کے ہاتھ کو ہٹایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی حصہ تلاوت کیا۔ کہ دو شادی شدہ یہودی اگر زنا کریں اور ان کے خلاف واضح ثبوت ہو۔ اگر عورت حاملہ ہو تو اس کے وضع حمل تک انتظار کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ یہود اس سے سخت غصہ ہوئے اور چلے گئے[313]۔

[۲] روایت: معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ میں ایک جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہا وہ جمعہ آپ کے ساتھ نہیں پڑھا۔ مجھ سے پوچھا کہ کیوں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ میں نے کہا کہ یوحنا یہودی کا مجھ پر ایک اوقیہ قرض ہے۔ وہ میرے دروازے میں مورچہ لگائے بیٹھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تمہارا قرض ادا کرے۔ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول۔ تو فرمایا کہو: قل اللَّهُمَّ مالِكَ الْمُلْكِ.. بِغَيْرِ حِسابٍ، تک اور کہو اے دنیا اور آخرت کے رحمان اور رحیم، تو جس کو چاہتا ہے اسے دے دیتا ہے اور اس سے منع کرتا ہے جس کے بارے میں ارادہ کرے۔ میرا قرض ادا کر۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم پر بھری ہوئی زمین کے برابر بھی قرض ہو وہ اللہ تم سے ختم کرے گا[314]۔

---

[313] تفسیر ثعلبی ۳: ۳۸-۴۰

صحیح ابن حبان، ۱۰ : ۲۸۰، حدیث:۴۴۳۵، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ يَهُودِيَّيْنِ رَجُلًا وَامْرَأَةً زَنَيَا ، فَأَتَتْ بِهِمَا الْيَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالُوا : إِنَّ هَذَيْنِ زَنَيَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ ؟ ، قَالُوا : نَفْضَحُهُمَا وَنَجْلِدُهُمَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَذَبْتُمْ وَاللَّهِ إِنَّ فِيهَا آيَةَ الرَّجْمِ فَأْتَوْا بِالتَّوْرَاةِ ، فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ : كَذَبْتُمْ وَاللَّهِ إِنَّ فِيهَا آيَةَ الرَّجْمِ ، قَالَ : فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا ، وَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ يُقَالُ لَهُ : ابْنُ صُورِيَا أَعْوَرُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ، وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ : ارْفَعْ يَدَكَ ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَوَجَدَ آيَةَ الرَّجْمِ ، فَقَالَتِ الْيَهُودُ : نَعَمْ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا الرَّجْمُ ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ : وَأَنَا فِيمَنْ رَجَمَهُمَا يَوْمَئِذٍ۔

[314] تفسیر ثعلبی ۳: ۳۸-۴۰

مسند الشامیین، طبرانی، ۳ : ۳۱۹، حدیث:۲۳۹۸، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ مَرْثَدٍ الطَّبَرَانِيُّ، ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ كَلِمَاتٍ مَا فِي الْأَرْضِ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِهِنَّ وَهُوَ مَكْرُوبٌ أَوْ أَسِيرٌ أَوْ غَارِمٌ إِلَّا قَضَى اللَّهُ عَنْهُ، احْتَبَسْتُ عَنْ

[۳]روایت:زید بن اسلم سے مروی ہے کہ شاس بن قیس یہودی اوس اور خزرج کے صحابہ کے پاس سے گزرا۔ انہیں باہم باتیں کرتا ہوا دیکھا۔ تو پاس آکر جاہلیت کے زمانے کی جنگ بعاث[315]کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ دونوں فریق جو اس جنگ میں ایک دوسرے کے خلاف لڑے تھے۔ پھر سے گرم ہوئے۔ اور قریب تھا کہ جنگ چڑھ جاتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان کو منع کیا۔ کہ میں جب تم میں موجود ہوں تو پھر بھی تم جاہلیت کی باتوں پر بھڑکتے ہو۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ شیطان کا وسوسہ تھا۔ اس بارے میں آیت:يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا یعنی اوس اور خزرج إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقاً مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتابَ یعنی شاس اور اس کے ساتھی يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمانِكُمْ كافِرِينَ. نازل کی۔[316]

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ مَا مَنَعَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَانَ لِيُوحَنَّا بْنِ مَارِيَّا الْيَهُودِيِّ عَلَيَّ أُوقِيَّةٌ مِنْ تِبْرٍ، وَكَانَ عَلَى بَابِي يَرْصُدُنِي، فَأَشْفَقْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي دُونَكَ، وَيَشْغَلَنِي عَنْ ضَيْعَتِي، فَقَالَ: «أَتُحِبُّ يَا مُعَاذُ أَنْ يَقْضِيَ اللَّهُ دَيْنَكَ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: " {قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، [وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ] وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ}، رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا، تُعْطِي مِنْهَا مَا تَشَاءُ، وَتَمْنَعُ مَا تَشَاءُ، اقْضِ دَيْنِي، فَلَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَأَدَّاهُ اللَّهُ عَنْكَ "۔

[315] بُعاث اوس اور خزرج کے درمیان لڑی گئی۔ یہ جنگ اوس نے جیتی تھی۔[الروض الانف ۴ : ۲۵۱]

[316] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۵۸،۱۵۹

تفسیر ابن ابی حاتم ۳: ۷۱۸، روایت:۳۸۹۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، أَنْبَأَ أَبُو غَسَّانَ، ثنا سَلَمَةُ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي الثِّقَةُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: وَأَنْزَلَ فِي أُوَيْسِ بْنِ قَيْظِيٍّ وَجَبَّارِ بْنِ صَخْرٍ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُمَا مِنْ قَوْمِهِمَا الَّذِينَ صَنَعُوا مِمَّا أَدْخَلَ عَلَيْهِمْ شَاسُ بْنُ قَيْسٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ} [آل عمران: 100]۔

تفسیر الطبری ۶ : ۵۵ حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثني الثِّقَةُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: مَرَّ شَاسُ بْنُ قَيْسٍ، وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَسَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، عَظِيمَ الْكُفْرِ، شَدِيدَ الضِّغْنِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ شَدِيدَ الْحَسَدِ لَهُمْ، عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ فِي مَجْلِسٍ قَدْ جَمَعَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ فِيهِ. فَغَاظَهُ مَا رَأَى مِنْ جَمَاعَتِهِمْ وَأُلْفَتِهِمْ وَصَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ عَلَى الْإِسْلَامِ بَعْدَ الَّذِي كَانَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ مَلَأُ بَنِي قَيْلَةَ بِهَذِهِ الْبِلَادِ، وَاللَّهِ مَا لَنَا مَعَهُمْ إِذَا اجْتَمَعَ مَلَؤُهُمْ بِهَا مِنْ قَرَارٍ فَأَمَرَ فَتًى شَابًّا مِنَ الْيَهُودِ وَكَانَ مَعَهُ، فَقَالَ: اعْمِدْ إِلَيْهِمْ، فَاجْلِسْ مَعَهُمْ وَذَكِّرْهُمْ يَوْمَ بُعَاثٍ وَمَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنْشِدْهُمْ بَعْضَ مَا كَانُوا تَقَاوَلُوا فِيهِ مِنَ الْأَشْعَارِ. وَكَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا اقْتَتَلَتْ فِيهِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ، وَكَانَ الظُّفُرُ فِيهِ لِلْأَوْسِ عَلَى الْخَزْرَجِ، فَفَعَلَ، فَتَكَلَّمَ الْقَوْمُ عِنْدَ ذَلِكَ، فَتَنَازَعُوا وَتَفَاخَرُوا حَتَّى تَوَاثَبَ رَجُلَانِ مِنَ الْحَيَّيْنِ عَلَى الرُّكَبِ أَوْسُ بْنُ قَيْظِيٍّ أَحَدُ بَنِي حَارِثَةَ بْنِ الْحَارِثِ مِنَ الْأَوْسِ، وَجَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ أَحَدُ بَنِي سَلِمَةَ مِنَ الْخَزْرَجِ، فَتَقَاوَلَا، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنْ شِئْتُمْ وَاللَّهِ رَدَدْنَاهَا الْآنَ جَذَعَةً، وَغَضِبَ الْفَرِيقَانِ، وَقَالُوا: قَدْ فَعَلْنَا، السِّلَاحَ السِّلَاحَ، مَوْعِدُكُمُ الظَّاهِرَةُ - وَالظَّاهِرَةُ: الْحَرَّةُ - فَخَرَجُوا إِلَيْهَا

[۴]روایت: مقاتل بن حیان سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں اوس اور خزرج میں دشمنی تھی۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان میں صلح کرادی۔ اس کے بعد ان میں دو آدمی فخر کرنے لگے: ثعلبہ بن غنم اوس سے اور اسعد بن زرارہ خزرج سے۔ اوسی نے کہا خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین اور حنظلہ غسیل الملائکہ ہم میں سے ہے۔ عاصم بن ثابت بن افلح دین کی حفاظت کرنے والا ہم سے ہے اور سعد بن معاذ جس کے لیے رحمان کا عرش بھی ہلا اور جس کے فیصلے کے لیے بنو قریظہ راضی ہوئے وہ بھی ہم میں سے ہیں۔ خزرجی کہتا کہ وہ چار ہم میں ہیں جو قرآن مجید کے پکے عالم ہیں: ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابوزید۔ سعد بن عبادہ خطیب الانصار اور ان کے سردار ہم میں سے ہیں۔ یہی باتیں جاری تھیں کہ دونوں غصہ ہوئے۔ تو خزرجی نے کہا اگر اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا بعد میں آتے۔ تو ہم تمہارے سرداروں کو قتل کرتے۔ تمہارے بڑوں کو غلام بناتے اور تمہاری عورتوں سے بغیر مہر کے نکاح کرتے۔ اوسی نے کہا اسلام تو بہت بعد میں آیا۔ تم کب کو ایسا کروگے۔ ہم نے تو تمہیں اتنا مارا ہے کہ تمہارے گھروں میں ہم داخل ہوئے۔ فخر اور اذیت کے لیے اشعار کہنے لگے۔ اوسی کے لیے اوس اور خزرجی کی مدد کے لیے خزرج والے آگئے۔ سب اسلحہ لے آئے تھے۔ جنگ چھڑنے کو تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چل گیا۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر وہاں پہنچے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ نے يايُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقاتِهِ، انہیں پڑھی تو انہوں نے اپنا اصلاح کیا۔[317]

وَتَحَاوَرَ النَّاسُ، فَانْضَمَّتِ الْأَوْسُ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَالْخَزْرَجُ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ عَلَى دَعْوَاهُمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فِيمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى جَاءَهُمْ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهَ اللَّهَ، أَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ بَعْدَ إِذْ هَدَاكُمُ اللَّهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ، وَقَطَعَ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنَ الْكُفْرِ وَأَلَّفَ بِهِ بَيْنَكُمْ تَرْجِعُونَ إِلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ كُفَّارًا» فَعَرَفَ الْقَوْمُ أَنَّهَا نَزْعَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَكَيْدٌ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَأَلْقَوُا السِّلَاحَ مِنْ أَيْدِيهِمْ، وَبَكَوْا وَعَانَقَ الرِّجَالُ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، ثُمَّ انْصَرَفُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَامِعِينَ مُطِيعِينَ، قَدْ أَطْفَأَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَيْدَ عَدُوِّ اللَّهِ شَاسِ بْنِ قَيْسٍ وَمَا صَنَعَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي شَاسِ بْنِ قَيْسٍ وَمَا صَنَعَ {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا} الْآيَةَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَوْسِ بْنِ قَيْظِيٍّ وَجَبَّارِ بْنِ صَخْرٍ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمَا مِنْ قَوْمِهِمَا الَّذِينَ صَنَعُوا مَا صَنَعُوا مِمَّا أَدْخَلَ عَلَيْهِمْ شَاسُ بْنُ قَيْسٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ} [آل عمران: 100] إِلَى قَوْلِهِ: {أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ} [آل عمران: 105] وَقِيلَ: إِنَّهُ عَنَى بِقَوْلِهِ: {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ} [آل عمران: 99] جَمَاعَةُ يَهُودِ بَنِي إِسْرَائِيلَ الَّذِينَ كَانُوا بَيْنَ أَظْهُرِ مَدِينَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ وَالنَّصَارَى، وَأَنَّ صَدَّهُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ بِإِخْبَارِهِمْ مَنْ سَأَلَهُمْ عَنْ أَمْرِ نَبِيِّ اللَّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ يَجِدُونَ ذِكْرَهُ فِي كُتُبِهِمْ أَنَّهُمْ لَا يَجِدُونَ نَعْتَهُ فِي كُتُبِهِمْ.

[317] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۶۰، ۱۶۱

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے:

[۱]كُلُّ الطَّعامِ كانَ حِلًّا لِبَنِي إِسْرائِيلَ الآية. روایت: کلبی سے مروی ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ملت ابراہیمی پر ہوں۔ تو یہود نے کہا کہ کیسے ملت ابراہیمی پر ہو۔ تم تو اونٹ کا گوشت اور دودھ پیتے ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ابراہیم علیہ السلام کے لیے حلال تھا۔ ہم اسے حلال سمجھتے ہیں۔ تو یہود نے کہا کہ آج جن اشیاء کو ہم حرام سمجھتے ہیں یہ تو سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک حرام تھیں۔ یہاں تک کہ ہم تک بھی وہی حکم پہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب میں یہی آیت نازل فرمائی [318]۔

[۲] روایت: محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ابو بکر صدیق یہود کے مدراس [319] میں داخل ہوئے۔ وہاں بہت سے لوگوں کو ایک آدمی کے پاس جمع دیکھا جسے فنحاص بن عازوراء کہا کرتے تھے یہ ان کے علماء میں سے تھا۔ اس کے پاس اشیع نامی عالم بھی تھا۔ تو ابو بکر صدیق نے جا کر انہیں دعوت دی اور کہا کہ اللہ سے ڈرو اسلام قبول کرو۔ تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں۔ تم اس کا ذکر اپنی کتاب میں بھی پاتے ہو۔ ایمان لاؤ صدقہ کرو۔ اللہ کو قرضہ حسنہ دو اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا اور تجھے دوگنا ثواب دے گا۔ فنحاص نے کہا ابو بکر تمہارے خیال کے مطابق اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ ایسا تو فقیر کیا کرتے ہیں۔ اگر تم صحیح بات کرتے ہو تو پھر اللہ تو فقیر ہوا اور ہم مالدار ہوئے۔ اگر میں غنی ہوا تو میں تو اپنے رب کو کچھ نہیں دوں گا۔ اس سے ابو بکر کو غصہ آیا اور اسے ایک تھپڑ ماری اور کہا کہ ہمارے درمیان اگر عہد نہیں ہوتا تو اللہ کے دشمن میں تمہاری گردن اُڑا دیتا۔ فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر گیا کہ دیکھ تیرے دوست نے میرے

تفسیر مقاتل بن سلیمان، ۱: ۲۹۴۔

[318] تفسیر ثعلبی ۳: ۱۱۲ - ۱۱۴

البسیط ۵: ۴۲۶۔

[319] In Judaism, the *midrash* (/ˈmɪdrɑːʃ/; Hebrew: מִדְרָשׁ; pl. מִדְרָשִׁים *midrashim*) is the genre of rabbinic literature which contains early interpretations and commentaries on the Written Torah and Oral Torah (spoken law and sermons), as well as non-legalistic rabbinic literature (*aggadah*) and occasionally the Jewish religious laws (*halakha*), which usually form a running commentary on specific passages in the Hebrew Scripture (*Tanakh*).

The *Midrash*, capitalized, refers to a specific compilation of these writings, primarily from the first ten centuries CE.

[https://en.wikipedia.org/wiki/Midrash]

ساتھ کیا کیا؟تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے پوچھا ایسا تم نے کیوں کیا؟تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول!اس اللہ کے دشمن نے تو بڑی بات کہی ہے۔یہ کہتا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔تو مجھے اللہ کی خاطر غصہ آیا اور اس ایک ضرب لگادی۔تو ابو بکر صدیق کی دفاع میں قرآن نازل ہوئی[320]۔

[۳]روایت:کلبی سے مروی ہے کہ کعب بن اشرف،مالک بن صیف،وہب بن یہودا،زید بن تابوہ،فنحاص بن عازوراء،حیی ابن اخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول!تمہارے گمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تمہیں رسول بنایا ہے۔اور تجھ پر کتاب نازل کی ہے۔اللہ نے تو ہم سے تورات میں یہ عہد کیا تھا کہ ہم کسی بھی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لے آئیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کریں جسے آسمانی آگ کھاجائے۔اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تمہیں مانتے ہیں۔[321]

یہودیوں کی چالبازیاں اور سازشیں:

[۱]روایت:ابن عباس سے مروی ہے کہ یہود اور منافقین اپنے مابین مسلمانوں کے علاوہ مشورے کیا کرتے تھے۔مؤمنوں کو دیکھ کر اشارے کیا کرتے تھے۔جب مؤمن انہیں دیکھ لیتے۔تو وہ کہہ دیتے کہ ہم تو اپنے ان رشتہ داروں کے بارے میں یہ سوچتے ہیں جو کہ سرایہ اور غزوات میں نکلے ہیں۔وہ تو یا قتل ہوئے ہیں یا مر گئے ہیں یا کوئی مصیبت انہیں پہنچ چکی ہے۔یا انہیں شکست کا سامنا ہوا ہے۔تو اس سے صحابہ کرام کے دلوں کو تکلیف ہوتی۔جب ان کی یہ شیطانیت حد سے زیادہ بڑھی۔تو صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ صرف مسلمانوں کو اپنے جرگوں میں شامل کیا کرو۔لیکن یہودی پھر بھی باز نہیں آئے[322]۔

---

[320] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۲۲۔

تفسیر نیشاپوری ۲: ۳۱۹۔

[321] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۲۴

تفسیر نیشاپوری ۲: ۳۲۱۔

[322] تفسیر ثعلبی ۹: ۲۵۷، ۲۵۸

زادالمسیر فی علم التفسیر، ۴: ۲۴۵، نزلت في اليهود والمنافقين، وذلك أنهم كانوا يتناجَوْن فيما بينهم دون المؤمنين، وينظرون إلى المؤمنين، ويتغامزون بأعينهم، فإذا رأى المؤمنون نجواهم قالوا: ما نراهم إلا قد بلغهم عن أقربائنا وإخواننا الذين خرجوا في السرايا، قتل أو موت، أو مصيبة، فيقع ذلك في قلوبهم، ويحزنهم، فلا يزالون كذلك حتى تقدَّم أصحابهم. فلما طال ذلك وكثر، شكا المؤمنون إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلم، فأمرهم أن لا يتناجَوْا دون المسلمين، فلم ينتهوا عن ذلك، فنزلت هذه الآية، قاله ابن عباس۔

یہودرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جب داخل ہوتے توکہتے السام علیک۔تم پر موت آجائے۔تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جواب میں وعلیکم کہتے۔سام موت کوکہتے ہیں۔جب وہ آپ کے ہاں سے نکلتے توکہتے کہ اگر یہ نبی ہے توہمیں عذاب دیاجائے گااس کی دعاہمارے خلاف قبول ہوگی۔ایک دن جب وہ آئے اورالسام علیک کہاتوعائشہ صدیقہ اسے سمجھ گئی اوراس نے وعلیکم السام والذام واللعنۃ کہا۔تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:نہ عائشہ ایسانہ کرو۔بے شک اللہ ہرکام میں نرمی کوپسند کرتاہے۔اللہ فحش گوئی کوپسند نہیں کرتا۔توعائشہ صدیقہ نے کہاکیا آپ نے نہیں سناجوانہوں نے کہا؟تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:کیاتم نے میراجواب نہیں سناجومیں نے انہیں دیا[323]۔

[۲]روایت:مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اے اللہ کے رسول سننے میں ہمارالحاظ رکھیں اس کے لیے (راعنا)کالفظ کہاکرتے تھے۔یہ لفظ یہود کی لغت میں گالی تھی(یعنی ہمارے چرواہے اوررعونت والے)۔وہ آپس میں چپکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوبرابھلا کہاکرتے تھے۔لیکن اب کے بار انہوں نے کھلم کھلا گالیاں دینی شروع کیں۔توسعد بن معاذاسے سمجھ گئے اورانہیں کہاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔اگرتم نے پھرایساکہاتومیں اس کی گردن اُڑادوں گا[324]۔

---

[323] تفسیر ثعلبی۹ : ۲۵۷،۲۵۸

تفسیر الطبری ۲۳ : ۲۳۹، حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ وَكِيعٍ، قَالَا: ثنا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقُلْتُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، وَفَعَلَ اللَّهُ بِكُمْ وَفَعَلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَسْتَ تَرَى مَا يَقُولُونَ فَقَالَ: " أَلَسْتِ تَرَيْنِي أَرُدُّ عَلَيْهِمْ مَا يَقُولُونَ، أَقُولُ: عَلَيْكُمْ ". وَهَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ نَزَلَتْ {وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيرُ}۔

تفسیر الطبری ۲۳ : ۲۴۰، حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ: {وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ} قَالَ: هَؤُلَاءِ يَهُودُ، جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنْهُمْ إِلَى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَاجَوْا سَاعَةً، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ أَحَدُهُمْ، فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَيْكَ» ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ. قَالَ ابْنُ زَيْدٍ: السَّامُ: الْمَوْتُ۔

[324] تفسیر ثعلبی۱ : ۲۵۱

تفسیر القرآن العظیم،طبرانی،بہ ذیل سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۰۴، وذلك أنَّ المسلمين كانوا يقولون لرسولِ الله صلى الله عليه وسلم : راعِنا يا رسولَ الله ، وارعِنا سَمْعَكَ ، يعنون من المراعاةِ ؛ وكانت هذه اللفظةُ شيئاً قبيحاً باليهوديةِ. قيل : معناها عندهم اسْمَعْ لا سَمِعتَ ؛ فلما سَمِعَهَا اليهودُ اغتنموها ؛ وقالوا فيما بينهم : كنَّا نَسُبُّ محمَّداً سرّاً فأعلِنوا له الآن بالشَّتم ، وكانوا

[۴۳]روایت:سدی[325] سے مروی ہے کہ یہود میں بعض اشخاص ایمان لائے اور پھر منافقت اختیار کی۔دوران ایمان وہ عرب مؤمنوں کے سامنے ان عذابوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے جو ان کے بڑوں کو دیئے گئے تھے۔تو ان کے بڑوں نے انہیں کہا کہ: أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِما فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ''کیا تم انہیں اس معاملے کی خبر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولا ہے۔''

تاکہ کل یہ بولیں کہ ہم تو تم سے بہتر ہیں۔تمہیں عذاب دیئے گئے ہیں[326]۔

قاسم بن ابی برہ سے مروی ہے کہ یہ بات یہود نے ایک دوسرے سے اس وقت کہی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بندر اور خنازیر کے بھائی اور طاغوت کے بندے کہہ کر پکارا تھا۔تب انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کس نے دی؟ یہ بات تم میں سے کسی سے نکلی ہے۔[327]

يأتونه ويقولون : راعِنا يا محمدُ ؛ ويضحكون فيما بينهم. فسمعها سعدُ بن معاذ رضي الله عنه فَفَطِنَ لَها ؛ وكان يعرفُ لغتهم ، فقال لليهودِ : عليكم لعنةُ الله ، والذي نفسي بيده يا معشرَ اليهود لئن نَسْمَعْهَا من رجلٍ منكم يقولُها لرسولِ الله صلى الله عليه وسلم لأضربنَّ عُنُقَهُ. قالوا : أوَلَسْتُمْ تقولونَها؟! فأنزلَ الله هذه الآيةَ : { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا } لكيلا تجدَ اليهودُ سبيلاً إلى سَب رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

[325] اسماعیل بن عبد الرحمٰن بن ابو کریمہ 'ابو محمد' سدی کبیر 'تابعی 'مفسر 'حجازی الاصل 'کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔۱۲۸ھ موافق ۷۴۵ء کو وفات پائی۔کوفہ کے جامع مسجد سُدَّہ کے دروازے میں بیٹھ کر مقانع فروخت کرنے کی وجہ سے سدی کہلائے۔سیدنا انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما 'اپنے والد 'یحییٰ بن عباد 'عکرمہ 'ابو عبد الرحمٰن السلمی 'ابو اصالح مولی ام ھانی 'سعد بن عبیدۃ اور عطاء سے روایت لی ہے۔ابن عمر 'حسن بن علی 'سعد بن ابی وقاص اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔ان سے حسن بن صالح 'شعبہ 'ثوری 'ابو عوانہ 'زائدۃ 'اسباط بن نصر اور ابو بکر بن عیاش نے روایت لی ہے۔علم تفسیر میں شعبی سے زیادہ عالم تھے۔محدثین ان کے بارے میں مختلف فیہ ہیں۔نسائی 'ابن حبان 'عجلی اور ابن عدی کے نزدیک صدوق 'ثقہ 'تفسیر کے عالم' اور لاباس بہ ہے۔جب کہ جوزجانی اور عقیلی کے نزدیک ضعیف اور کذاب ہے۔طبری کے نزدیک لایحتج بحدیثہ۔اس کا نقل کردہ حدیث حجت نہیں۔[تہذیب التہذیب ۱ : ۳۱۳۔۔۔سیر اعلام النبلاء ۵ : ۲۶۴۔۔۔الاعلام ۱ : ۳۱۷]

[326] تفسیر ثعلبی ۱ : ۲۲۲،۲۲۳

تفسیر ابن ابی حاتم ۱ : ۱۵۰'حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، ثنا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ، ثنا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ السُّدِّيِّ: {قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ} [البقرة: 76] " مِنَ الْعَذَابِ {لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ} [البقرة: 76] «هَؤُلَاءِ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ آمَنُوا ثُمَّ نَافَقُوا، فَكَانُوا يُحَدِّثُونَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْعَرَبِ بِمَا عُذِّبُوا بِهِ» ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: «أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَذَابِ» ؟ فَقَالُوا: «نَحْنُ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْكُمْ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْكُمْ»۔

[327] تفسیر ثعلبی ۱ : ۲۲۲،۲۲۳

تفسیر البغوی ۱ : ۱۳۶۔

[۴]روایت:عطاء سے مروی ہے کہ یہود تمہارے ساتھ آمین کہنے اورارا ایک دوسرے کو سلام لوٹانے پر بھی تم سے حسد کرتے ہیں۔[328]

باب پنجم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ومعاملات اور سلوک سے متعلق روایات کا جائزہ

فصل اول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

---

[328] تفسیر ثعلبی ۱ : ۱۲۶

مصنف عبد الرزاق، ۲ : ۹۸، روایت:۲۶۴۹، عبد الرزاق عن بن جريج عن عطاء قال ما حسدوكم اليهود على شيء ما حسدوكم على آمين والسلام يسلم بعضكم على بعض قال وبلغني ذلك عن النبي صلى الله عليه و سلم ۔

فصل دوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات

فصل سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ازواج مطہرات کے ساتھ

فصل چہارم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب

فصل پنجم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اولاد کے ساتھ

فصل ششم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق غلاموں اور خدام کے ساتھ

فصل ہفتم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق غیر مسلموں کے ساتھ

تعارف:

باب پنجم سات فصول پر مبنی ہے۔ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق 'معاملات 'ازواج مطہرات کے ساتھ 'اصحاب 'اولاد 'غلاموں اور مسلموں سے تعلقات رکھنے پر بحث کی گئی ہے۔ یہ باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی آئینہ دار ہے اس باب میں آپ کا اخلاقی پہلو جو سب سے نمایاں اور درخشاں ہے وہ ظاہر ہو گا۔

فصل اول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق:

[۱]"وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ" ابن عباس اور مجاہد کہتے ہیں کہ آپ عظیم دین پر ہیں[329]۔

[۲]عائشہ صدیقہ سے منقول ہے کہ جب اُس سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ قرآن مجید اُن کے اخلاق تھے۔ قتادۃ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے وہ اس کام کو بجالاتے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوتا اور اُس کام سے باز رہتے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہوتا[330]۔

---

[329] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹،۱۰

تفسیر الطبری ۲۳: ۵۲۹ حَدَّثَنِي عَلِيٌّ، قَالَ ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثني مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ} [القلم: 4] يَقُولُ: دِينٍ عَظِيمٍ۔

[330] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹،۱۰

تفسیر الطبری ۲۳: ۵۲۹ حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهُ: {وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ} [القلم: 4] ذُكِرَ لَنَا أَنَّ سَعِيدَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنُ۔

[۳] جنید کہتے ہیں کہ ان کے اخلاق کو عظیم اس لیے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے بارے میں نہیں سوچا کرتے تھے[331]۔

[۴] ایسا بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو اخلاق کے عظیم مرتبہ پر اس لیے فائز کیا گیا کہ آپ مکارم اخلاق کے حوالے سے جامع تھے۔ اس پر ابو صالح کی وہ روایت دلالت کرتی ہے جو ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اخلاق حسنہ کی تتمیم کے لیے بھیجا گیا ہے[332]۔

[۵] آپ نے ایسا بھی فرمایا کہ مجھے میرے رب نے نہایت ہی بہتر طریقے سے تادیب دی ہے[333]۔

[۶] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ یقیناً مؤمن اپنے عمدہ اخلاق کی بدولت رات کو قیام اللیل کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے جتنا ثواب پاتا ہے[334]۔

---

[331] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹، ۱۰

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ القلم ۶۸ :۴، قال الجنيد : (سَمَّى خُلُقَهُ عَظيماً لأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ هَمٌّ سِوَى اللهِ تَعَالَى)۔

[332] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹، ۱۰

المستدرک علی الصحیحین، محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ نیشاپوری، ۲ : ۶۷۰، حدیث:۴۲۲۱، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء، أخبرني إسماعيل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعراني ثنا جدي ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي ثنا عبد العزيز بن محمد عن ابن عجلان عن القعقاع بن حكيم عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : بعثت لأتمم مكارم الأخلاق ۔

[333] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹، ۱۰

فیض القدیر شرح جامع الصغیر، زین الدین محمد المدعو(۱۰۳۱ھ)، ۱ : ۲۹۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۴ء، (ابن السمعاني) الإمام أبو سعد (في) كتاب (أدب الإملاء) أي إملاء الحديث من جهة صفوان بن مفلس الحنطي عن محمد بن عبد الله عن سفيان الثوري عن الأعمش (عن ابن مسعود) قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله أدبني فأحسن أدبي ثم أمرني بمكارم الأخلاق فقال (خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين) هذا سياق رواية السمعاني بحروفه فتصرف فيه المؤلف كما ترى.

قال الزركشي : حديث أدبني ربي فأحسن تأديبي معناه صحيح لكنه لم يأت من طريق صحيح وذكره ابن الجوزي في الواهيات

[334] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹، ۱۰

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، سورۃ القلم ۶۸ : ۴، وقالت عائشةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : (إنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بخُلُقِهِ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَار)

[۷]ابوالدرداء سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میزان میں اخلاق حسنہ سے کوئی بھی چیز بھاری نہیں[335]۔

[۹]سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اخلاق حسنہ پر کاربند رہو۔ بے شک اخلاق حسنہ والا جنت میں ہو گا اور بداخلاقی سے بچو کیوں کہ بداخلاق لامحالہ جہنم میں ہو گا۔[336]

[۱۰]ابن زید کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اپنی بیویوں کا تبادلہ کرتے تھے۔ ایک فرد دوسرے کو اپنی بیوی دے دیتا تھا اور وہ اُسے اپنی بیوی دے دیتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْواجٍ "اور تم ان امہات المؤمنین کو دوسرے عورتوں میں تبدیل نہ کرنا" یعنی اپنی بیویوں کا دوسرے کے ساتھ تبادلہ مت کرنا۔ ہاں اگر باندیوں کے ساتھ ایسا کرو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن آزاد عورتوں کے ساتھ ایسا نہ کرنا[337]۔

[۱۲]انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ لیکن کبھی آپ نے مجھے ایسا نہیں فرمایا کہ یہ کام ایسا کیوں کیا ہے ایسا کیوں نہیں کیا؟ نہ کبھی ایسا فرمایا کہ توڑ دیا تم نے۔ یہ کیوں توڑا؟ میں ایک دفعہ آپ کے سرہانے کھڑا تھا اور آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا۔ تو آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ کیا میں تمہیں تین نفع بخش خصلتیں نہ سکھاؤں؟ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیوں نہیں۔ سکھا دیجئے۔ تو فرمایا کہ تمہیں جو کوئی بھی میرے اُمتیوں میں سے ملا کرے تو اُسے سلام کیا کرو۔ اس سے

---

[335]تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹، ۱۰

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، سورۃ القلم ۶۸ : ۴، وقالَ صلى الله عليه وسلم : " مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ "۔

[336]تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹، ۱۰

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان(۹۷۵ھ)، ۳ : ۱۸، حدیث: ۵۲۳۳، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۱ء، عليكم بحسن الخلق فإنه في الجنة لا محالة. "ابن لال عن علي" وفيه داود بن سليمان بن الغازي۔

[337]تفسیر ثعلبی ۸ : ۵۴ - ۵۵

تفسیر الطبری، ۲۰ : ۳۰۱، حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ، فِي قَوْلِهِ: {وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ} [الأحزاب: 52] قَالَ: " كَانَتِ الْعَرَبُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَادَلُونَ بِأَزْوَاجِهِمْ يُعْطِي هَذَا امْرَأَتَهُ هَذَا وَيَأْخُذُ امْرَأَتَهُ، فَقَالَ: {لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ} [الأحزاب: 52] لَا بَأْسَ أَنْ تُبَادِلَ بِجَارِيَتِكَ مَا شِئْتَ أَنْ تُبَادِلَ، فَأَمَّا الْحَرَائِرُ فَلَا؛ قَالَ: وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ أَعْمَالِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ " ۔

تمہاری عمر بڑھے گی۔جب کبھی گھر میں داخل ہو تواُن پر سلام کیا کرو۔اس سے گھر میں خیریت بڑھے گی اور چاشت کی نماز پڑھا کرو۔یہ نیک لوگوں کی نماز ہے[338]۔

[۱۳]ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں: فَإذا دَخَلْتُمْ بُيُوتاً فَسَلِّمُوا عَلى أَنْفُسِكُمْ۔وہ کہتے ہیں جب تم مسجد میں داخل ہو تو ایسا کہو: السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ''ہم پر اور نیک لوگوں پر سلام ہو۔''[339]

بلا اجازت اندر آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کی تادیب:

[۱]ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور کہا کہ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟تو آپ نے ایک عورت سے جس کا نام روضہ تھا کو فرمایا کہ جاکر اسے سمجھاؤ۔کہ اجازت مانگنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے تم سلام کرو پھر اجازت مانگو؟تو آدمی نے وہ سن لیا اور پھر ایسا ہی کیا اور کہا کہ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟

[۲]ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اے رسول اللہ !استیناس کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس آیت: حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلى أَهْلِها۔میں مراد ہے۔تو فرمایا کہ آدمی تسبیح،تکبیر،تحمید کہے اور کھانسے۔گھر والوں سے اجازت لے۔

---

[338] تفسیر ثعلبی۷ : ۱۲۰

شعب الایمان،بیہقی،۱۱ : ۱۸۸،حدیث:۸۳۸۳،مکتبۃ الرشد ریاض،۲۰۰۳ء، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عُبَيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَهْدِيٍّ الْقُشَيْرِيُّ لَفْظًا، قَالَ: نا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: نا أَبُو نَصْرٍ الْيَسَعُ بْنُ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ الزَّيْنِيُّ، سَنَةَ اثْنَيْنِ وَثَمَانِينَ وَمِائَتَيْنِ بِمَكَّةَ، قَالَ: نا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ؟ وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ كَسَرْتُهُ: لِمَ كَسَرْتَهُ؟ وَكُنْتُ وَاقِفًا عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصُبُّ عَلَى يَدَيْهِ الْمَاءَ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: " أَلَا أُعَلِّمُكَ ثَلَاثَ خِصَالٍ تَنْتَفِعُ بِهَا "؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: " مَنْ لَقِيتَ مِنْ أُمَّتِي فَسَلِّمْ عَلَيْهِ يَطُلْ عُمُرُكَ، وَإِذَا دَخَلْتَ بَيْتَكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ يَكْثُرْ خَيْرُ بَيْتِكَ، وَصَلِّ صَلَاةَ الضُّحَى فَإِنَّهَا صَلَاةُ الْأَبْرَارِ "۔

[339] تفسیر ثعلبی۷ : ۱۲۰

تفسیر ابن ابی حاتم،۸ : ۲۶۵۰،روایت:۱۴۸۹۴، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُهِلٍّ الصَّنْعَانِيُّ، بِمَكَّةَ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: " {فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً} [النور: 61] قَالَ: إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ "۔

[۳]ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گھر آئے تو کہا کہ السلام علیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں؟تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دفعہ۔پھر ابو موسیٰ اشعری نے کہا السلام علیکم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دوسری دفعہ۔پھر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: السلام علیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ اور پھر واپس چلا گیا۔تو عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پیچھے چلے اور اُس سے اس کام کے بارے میں پوچھا؟تو اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ”اجازت مانگنا تین دفعہ ہے۔اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ واپس پلٹنا۔“تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم مجھے اس پر گواہ پیش کروگے ورنہ میں تجھے سزا دوں گا۔تو ابو موسیٰ چلے گئے اور اُن لوگوں کو لائے جنہوں نے ان کے ساتھ یہ حدیث سنی تھی۔

[۴]ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جاہلیت میں ایسا بدل ہوا کرتا تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے کہتا کہ تم مجھے اپنی بیوی دے دو میں بدلے میں تمہیں اپنی بیوی دیتا ہوں۔تم میرے لیے اپنی بیوی چھوڑ اور میں تجھے اپنی بیوی چھوڑ دیتا ہوں۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ۔اس نے کہا عیینہ بن حصین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بغیر اجازت کے اندر داخل ہوا۔اس حال میں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئیں تھیں۔تو آپ نے عیینہ سے کہا کہ تم نے اجازت کیوں نہیں مانگی؟اس نے کہا کہ اللہ کے رسول!میں مضر[340] کے کسی آدمی کے پاس جب بھی گیا ہوں تو میں نے کبھی اجازت طلب نہیں کی ہے۔پھر اُس نے کہا۔یہ آپ کے پاس سُرخ وسفید بیٹھی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ عائشہ اُم المؤمنین ہیں۔تو عیینہ نے کہا کہ کیا میں نے آپ کے ساتھ اخلاق کے خلاف معاملہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اجازت کے داخل ہونا حرام کیا ہے۔پھر جب وہ نکلا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے فرمایا کہ یہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: یہ ایک احمق ہے اس کی قوم اس کی فرماں بردار ہے اور اس کا معاملہ تم نے دیکھا کہ اپنے قوم کے سردار کے ساتھ کیا سلوک کیا؟[341]

[۵]ایک آدمی نے آپ سے کہا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کروں گا؟تو آپ نے کہا کہ ہاں۔اُس نے کہا کہ میرے سوا اُس کا کوئی خدمت گار نہیں ہے۔کیا میں اندر جانے کے لیے ہر دفعہ اجازت طلب

---

[340] مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل علیہ السلام۔[الروض الانف ۱ : ۳۰]رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباءواجداد میں سے ہیں۔

[341] تفسیر ثعلبی ۸ : ۵۴ - ۵۵

مصنف ابن ابی شیبۃ‘۸ : ۳۳۶‘روایت:۲۵۸۵۶‘حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ قَيْسٍ ، قَالَ : دَخَلَ عُيَيْنَةُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللهِ ، مَنْ هَذَا ؟ قَالَ : هَذَا أَحْمَقُ مُطَاعٌ فِي قَوْمِهِ ، قَالَ : ثُمَّ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَاسْتَتَرَ ، ثُمَّ شَرِبَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ ، مَا هَذَا ؟ قَالَ : هَذَا الْحَيَاءُ خُلَّةٌ فِيهِمْ أُعْطُوهَا وَمُنِعتموها۔

کروں گا۔ آپ نے کہاہاں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اُسے ننگی حالت میں دیکھو؟ تواُس آدمی نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے کہا کہ اجازت مانگا کرو۔

[٦]ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو کوئی کسی گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہو۔ تواُن لوگوں کے لیے اس کی آنکھ نکالنا جائز ہے[342]۔

مدنی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات:

[۱]ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ آئے۔ تو آپ کو(اہل وعیال کے)کچھ حقوق ادا کرنے تھے اور بعض ضروریات پورے کرنے ہوتے تھے اور یہ آپ کے بس سے باہر تھے۔ توانصار نے کہا کہ اس آدمی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی اب اس کی کچھ ضروریات بھی ہیں۔ یہ تمہاری بہن کا بیٹا ہے۔ توانہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! یقیناً تم ہماری بہن کے بیٹے ہو۔ آپ ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی۔ آپ کو کچھ حقوق اور ضروریات پوری کرنے ہیں جن کا پورا کرنا آپ کی وسعت سے باہر ہے۔ لہٰذا ہماراخیال ہے کہ ہم آپ کے لیے اپنے اموال سے کچھ جمع کریں اور پھر وہ آپ کو دے دیں گے۔ آپ

---

[342] تفسیر ثعلبی ۷ : ۸۴

تفسیر الطبری ۱۹ : ۱۴۸، ثني حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " ثَلَاثُ آيَاتٍ قَدْ جَحَدَهُنَّ النَّاسُ , قَالَ اللَّهُ: {إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ} [الحجرات: 13] . قَالَ: وَيَقُولُونَ: إِنَّ أَكْرَمَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَعْظَمُهُمْ شَأْنًا. قَالَ: وَالْإِذْنُ كُلُّهُ قَدْ جَحَدَهُ النَّاسُ؛ فَقُلْتُ لَهُ: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أَخَوَاتِي؟ أَيْتَامٌ فِي حِجْرِي مَعِي فِي بَيْتٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَرَدَدْتُ عَلَى مَنْ حَضَرَنِي، فَأَبَى قَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَاسْتَأْذِنْ فَرَاجَعْتُهُ أَيْضًا قَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ تُطِيعَ اللَّهَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَاسْتَأْذِنْ فَقَالَ لِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: إِنَّكَ لَتُرَدِّدُ عَلَيْهِ قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ يُرَخِّصَ لِي "۔

سنن الکبریٰ، بیہقی، ۸ : ۳۳۸، حدیث: ۱۸۱۱۱، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– قَالَ :« مَنِ اطَّلَعَ فِى بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ »۔

اُسے اپنی ضروریات میں استعمال کیا کریں گے۔تو یہی آیت نازل ہوئی:قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى [343]۔

[۲] قتادہ کہتے ہیں کہ مشرکین ایک مجمع میں جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔کیا تم دیکھتے نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ وہ دیتا ہے اس پر کیا اُجرت مانگتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔جس میں اُن کو آپ اور آپ کے اقربا کی مودّت پر اُبھارا[344]۔

[۳] ابن عباس،نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ میں تمہیں جو دلائل اور ہدایت کی باتیں بتاتا ہوں تو میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے تمہارے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھنے کی اور تمہارے اللہ تعالیٰ کو اس کی طاعت سے قرب حاصل کرنے کے [345]۔

[۴] ابن عباس سے منقول ہے کہ عرب کے تمام بطون کا کسی نہ کسی طریقہ سے قریش کے ساتھ رشتہ داری ہے۔جب ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا اور بیعت کرنے سے انکار کیا۔تو یہی آیت نازل ہوئی: قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى،یعنی یہ کہ تم میری حفاظت کرو اور مجھ سے محبت کرو اور صلہ رحمی کرو۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے بیعت کرنے سے انکار کرتے ہو،تو تم اپنے مابین میری رشتہ داری کو قائم رکھو اور مجھے اذیت مت دو۔کیوں کہ تم میری قوم ہو اور میری تابع داری اور اجابت کے زیادہ مستحق ہو۔[346]

---

[343] تفسیر ثعلبی ۸ : ۳۱۰

تفسیر نیشاپوری ۶ : ۷۴۔

[344] تفسیر ثعلبی ۸ : ۳۱۰

تفسیر نیشاپوری ۶ : ۷۴۔

[345] تفسیر ثعلبی ۸ : ۳۱۰

تفسیر نیشاپوری ۶ : ۷۴۔

[346] تفسیر ثعلبی ۸ : ۳۱۰

تفسیر نیشاپوری ۶ : ۷۴۔

فصل دوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑھیا سے مذاق:

[۱] مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے تو اُن کے ہاں ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ یہ میری ایک خالہ ہے۔ آپ نے کہا کہ جنت میں بوڑھی عورتیں داخل نہیں ہو سکتی۔ اس پر بوڑھی عورت بہت غمگین ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بوڑھی کے غمگین ہونے کا قصہ سنایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں گی تو دوسری مخلوق ہو گی۔ (یعنی جواں ہو کر جنت میں داخل ہوں گی)۔

[۲] ایک دفعہ ایک بوڑھی سن رسیدہ عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر پوچھا' اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میں جنت داخل ہو جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں کی ماں جنت میں بوڑھیاں داخل نہیں ہو سکتیں۔ تو وہ روتی ہوئی چلی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بتادو کہ اس دن وہ بوڑھی نہیں ہوں گی بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں نئی صورت میں پیدا کرے گا۔ انہیں جوان پیار دینے والیاں اور ہم عمر بنائے گا[347]۔

ایک یہودی کی بد گوئی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت:

[۱] فنحاص نامی یہودی نے مدینہ میں ایک دن کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب محتاج ہو گیا ہے۔ جب سیدنا عمر فاروق نے یہ سنا تو تلوار نکال کر اُسے ڈھونڈنے نکلے۔ جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور کہا کہ بے شک تمہارا رب کہتا ہے کہ: قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ [348]

''ایمان والوں سے کہہ دو کہ ان لوگوں کو معاف کریں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا عقیدہ نہیں رکھتے۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو واپس ہو جانے کے لیے کسی کو بھیج دیا۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کیا تم نے تلوار نکال لی ہے ؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو برحق بھیجا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لا يَرْجُونَ

---

[347] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۰۹ - ۲۱۱

البعث والنشور، بیہقی، ۱ : ۳۵۴، حدیث: ۳۳۲، س۔ن، أخبرنا علي بن أحمد بن عبدان ، أنبأ أحمد بن عبيد ، ثنا الأسفاطي يعني العباس بن الفضل ، ثنا نحوه الحماني ، ثنا ابن إدريس ، عن ليث ، عن مجاهد ، عن عائشة ، قالت : دخل النبي صلى الله عليه وسلم على عائشة ، وعندها عجوز فقال : من هذه ؟ قالت : إحدى خالاتي . قال : أما إنه لا يدخل الجنة العجز ، فدخل العجوز من ذلك ما شاء الله . فقال النبي صلى الله عليه وسلم : « إنا أنشأناهن إنشاء خلقا آخر يحشرون يوم القيامة حفاة عراة غرلا، وأول من يكسى إبراهيم خليل الرحمن » . ثم قرأ النبي صلى الله عليه وسلم : إنا أنشأناهن إنشاء۔

الشمائل، محمد بن عیسیٰ ترمذی، ص: ۲۴۰، حدیث: ۲۴۰، موسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، ۱۴۱۲ھ، حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ : حَدَّثَنَا الْمُبَارِكُ بْنُ فَضَالَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ : أَتَتْ عَجُوزٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ ، فَقَالَ : يَا أُمَّ فُلاَنٍ ، إِنَّ الْجَنَّةَ لاَ تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ قَالَ : فَوَلَّتْ تَبْكِي فَقَالَ : أَخْبِرُوهَا أَنَّهَا لاَ تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ : { إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا }۔

[348] سورۃ الجاثیۃ ۴۵ : ۱۴

أَيَّامَ اللَّهِ. تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک جس ذات نے تجھے حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا ہے میرے چہرے میں غصہ نہیں دیکھے گا[349]۔

فصل سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کے ساتھ تعلق:

مہر ازواج:

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین نکاح وہ ہے جس میں مہر کم مقرر ہو[350]۔

[۲] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا کہ کیا میں فلاں عورت سے تیرا نکاح کر دوں؟ اُس نے کہا: ہاں۔ پھر آپ نے اُس عورت سے کہا کہ کیا فلاں مرد سے تیرا نکاح کر دوں؟ تو اُس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے دونوں کا ایک دوسرے سے نکاح کر دیا۔ اُس آدمی نے اُس عورت سے مباشرت کی۔ اس کے لیے نہ کوئی مہر مقرر کی اور نہ

---

[349] تفسیر ثعلبی ۸: ۳۶۰

اسباب النزول، واحدی، ص: ۳۷۹، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الثعالبي قال: أخبرنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلَّوَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيسَى الْعَطَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا محمد بن زياد الْيَشْكُرِيُّ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا} قَالَ يَهُودِيٌّ بِالْمَدِينَةِ يُقَالُ لَهُ "فِنْحَاصُ": احْتَاجَ رَبُّ مُحَمَّدٍ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بِذَلِكَ اشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ وَخَرَجَ فِي طَلَبِهِ، فَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ لَكَ: {قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ} وَاعْلَمْ أَنَّ عُمَرَ قَدِ اشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ وَخَرَجَ فِي طَلَبِ الْيَهُودِيِّ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فِي طَلَبِهِ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: "يَا عُمَرُ ضَعْ سَيْفَكَ"، قَالَ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ أُرْسِلْتَ بِالْحَقِّ قَالَ: "فَإِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: {قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ} " قَالَ: لَا جَرَمَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا يُرَى الْغَضَبُ فِي وَجْهِي۔

محمد بن زیاد یشکری کی وجہ سے یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ وَكَانَ كذَّابًا خَبِيثًا.------ فقال أعور كذاب خبيث يضع الحديث.

[**الکامل فی الضعفاء والرجال، ابن عدی، ۷: ۲۹۹**]

يُتَّهَم بِوَضعِ الحديث. [**التاریخ الکبیر، امام بخاری، ۱: ۸۳**] وضع حدیث سے بدنام ہے۔

[350] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۷۸

مصنف عبد الرزاق، ۶: ۱۷۸، حدیث: ۱۰۴۱۲، عبد الرزاق عن محمد بن مسلم عن عمرو بن دينار قال بلغني أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال خير النكاح أيسره ۔

ہی اس کچھ دیا۔ یہ اُن اشخاص میں تھے جو کہ حدیبیہ میں شامل ہوئے تھے اور خیبر میں بھی ان کا کچھ حصہ تھا۔ جب اُسے موت آنے لگی تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں عورت کا نکاح مجھ سے کیا تھا اور میں نے اس کے لیے کچھ مہر مقرر نہ کیا تھا اور نہ ہی کچھ دیا تھا۔ اب میں اسے خیبر میں اپنا حصہ دیتا ہوں۔ سو اس نے حصہ لے کر سو ہزار میں بھیج دیا[351]۔

[۳] اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا جب حبشہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کرلی۔ تو نجاشی نے آپ کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا[352]۔

مسئلہ تحریم العسل یا باندی:

[ا] روایت: ابن جریج[353] کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم المؤمنین زینب بنت جحش کے ہاں ٹھہرتے اور شہد پیتے تھے۔ تو میں اور حفصہ نے یہ بات طے کرلی کہ ہم دونوں میں جس کسی کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم اُنہیں کہیں گے کہ ہم آپ کے منہ سے مغافیر کی بو محسوس کرتے ہیں۔ تو ان میں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور اُس نے آپ کو ایسا ہی کہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں زینب بنت جحش کے ہاں

---

[351] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۷۸

سنن الکبریٰ، بیہقی، ۷: ۲۳۲، حدیث: ۱۴۷۲۱، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الزَّاهِدُ الأَصْبَهَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ : مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو الأَصْبَغِ : عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ : خَالِدِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ لِرَجُلٍ :« أَتَرْضَى أَنْ أُزَوِّجَكَ فُلاَنَةَ؟ ». قَالَ : نَعَمْ وَقَالَ لِلْمَرْأَةِ :« أَتَرْضَيْنَ أَنْ أُزَوِّجَكِ فُلاَنًا ». فَقَالَتْ : نَعَمْ فَزَوَّجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يُعْطِهَا شَيْئًا وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ وَكَانَ مَنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ لَهُ سَهْمٌ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- زَوَّجَنِى فُلاَنَةَ وَلَمْ أَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ أُعْطِهَا شَيْئًا وَإِنِّى أُشْهِدُكُمْ أَنِّى أَعْطَيْتُهَا صَدَاقَهَا سَهْمِى بِخَيْبَرَ فَأَخَذَتْ سَهْمًا فَبَاعَتْهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- :« خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ »۔

[352] تفسیر ثعلبی ۳: ۲۷۸

مصنف ابن ابی شیبہ ۴ : ۱۹۰، حدیث: ۱۶۶۴۳، حَدَّثَنَا عَبْدَة بن سليمان ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ النَّجَاشِيَّ زَوَّجَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أُمَّ حَبِيبَةَ عَلَى أَرْبَعِ مِئَةِ دِينَارٍ۔

[353] عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج، ابو الولید / ابو خالد۔ ۸۰ھ = ۶۹۹ء کو مکۃ المکرمۃ میں پیدا ہوئے۔ حرم مکی کے فقیہ تھے۔ اپنے زمانے میں اہل حجاز کے امام تھے۔ مکۃ المکرمۃ میں سب سے پہلے آپ نے علوم میں کتابیں لکھیں۔ ثبت لیکن مدلس تھے۔ ۱۵۰ھ = ۷۶۷ء کو مکۃ المکرمۃ میں وفات پائی۔ [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۶۹۔۔۔ الاعلام ۴: ۱۶۰]

شہد کبھی نہیں پیوں گا اور اس کام کو کرنے کے لیے دوبارہ نہیں لوٹوں گا۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: یاأیُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ ... الآیات.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے درمیان دن تقسیم کیے تھے۔ جب حفصہ کا دن آیا تو اُس نے آپ سے کہا کہ میرا میرے والد کے ذمے کچھ نفقہ ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دے کہ میں اُن سے وصول کروں۔ آپ نے اجازت دے دی۔ جب وہ نکل گئی تو آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ [354] ابراہیم کی ماں جو مقوقس [355] نے ہدیہ کی تھی کو کہلا بھیجا کہ آجائے۔ آپ نے حفصہ کے گھر میں اس سے مجامعت کی۔ جب حفصہ آئی تو دروازہ بند تھا۔ وہ باہر انتظار کرنے لگی۔ آپ جب نکلے تو آپ کے چہرے سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے اور حفصہ رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو۔ اس نے کہا کہ آپ نے مجھے اس وجہ سے اجازت دی تھی۔ کیا آپ نے اپنی باندی سے میرے ہی گھر میں، میری باری کے دن اور میرے بستر پر مجامعت کی؟ کیا آپ کو میرا حق اور محرومی نظر نہیں آئی؟ آپ دوسری بیویوں کے ہاں ایسا نہیں کرتے؟ آپ نے اُسے کہا کہ کیا وہ میری باندی نہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حلال کی ہے۔ چپ ہو جا وہ مجھ پر منع ہے یہاں تک کہ میں تمہیں خوش نہ کروں۔ یہ بات تمہارے ہاں امانت ہے۔ دوسری بیویوں کو اس سے خبردار نہیں کرنا۔ لیکن جب آپ اس کے ہاں سے نکلے۔ تو حفصہ نے دیوار سے عائشہ کو بتایا جو اس کے اور عائشہ کے درمیان تھی کہ کیا میں تمہیں خوش خبری نہ دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پر اپنی باندی ماریہ کو حرام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات دی۔ عائشہ کو وہ تمام بات کہہ ڈالی جو اس نے دیکھ لیا تھا۔ یہ دونوں بیویاں باقی بیویوں کے مقابلے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا کرتی تھیں۔ وہ بات سن کر عائشہ غضب ناک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باندی کو اپنے اُوپر حرام کیے ہوئے تھے یہاں تک سورۃ التحریم کی پہلی آیت نازل ہوئی۔ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ اشیاء یعنی ماریہ اور شہد کو اپنے اُوپر کیوں بند کیا ہے۔ [356]

---

[354] ماریہ بنت شمعون قبطیہ رضی اللہ عنہا مصریۃ الاصل۔ مصر کے علاقے انصنا میں حفن نامی گاؤں میں پیدا ہوئیں۔ اسکندریہ اور مصر کے حاکم مقوقس قبطی نے سات ہجری کو اُنہیں اور اُن کی بہن سیرین کو رسول اللہ ﷺ کے پاس تحفہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے انہیں اپنی سراری میں شامل کر لیا اور اُن کے بطن سے سیدنا ابراہیم پیدا ہوئے۔ ۱۶ھ = ۶۳۷ء کو وفات پا گئیں۔ [اسد الغابۃ ۵: ۵۴۴ ترجمہ: ۷۲۷۹۔۔۔ الاعلام ۵: ۲۵۵]

[355] مقوقس صاحب اسکندریہ، نصرانی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھی ارسال کیا تھا لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ [معرفۃ الصحابہ، ۵: ۲۶۴۸۔۔۔ اسد الغابہ ۳: ۴۳]

[356] تفسیر ثعلبی ۹: ۳۴۴

التفسیر البسیط ۲۲: ۶۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی:

[۱]روایت:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان بن حرب سے شادی کی تو ابوسفیان ان کے لیے نرم ہوئے، یہ اس وقت ہوا جب ام حبیبہ[357] اور اس کا شوہر عبداللہ بن جحش[358] حبشہ ہجرت کیے ہوئے تھے۔ عبد اللہ بن جحش وہاں نصرانیت کی حالت میں فوت ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو رشتہ کا کہلا بھیجا۔ نجاشی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کا زیادہ لائق کون ہے؟ انہوں نے کہا خالد بن سعید بن العاص۔ اس نے کہا کہ اس کی شادی اپنے نبی سے کرادو۔ ایسا ہی کیا اور نجاشی نے اس کا مہر چار سو دینار مقرر کیا۔ اور اس کو مہر حوالہ کیا۔ ایسا بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے لیے عثمان بن عفان کو بھیجا تھا۔ پھر شادی کے لیے نجاشی کو بھیجا۔ یہ بات ابوسفیان کو پہنچی اور وہ اس وقت مشرک تھے۔ تو اُس نے کہا کہ رسول اللہ بہترین جوان ہے اور اس کی ناک غبار آلود نہ ہو۔ اس کی ناک نہ کٹے۔[359]

---

[357] رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔ اُم المؤمنین ہیں۔ ۲۵ قبل ہجری مطابق ۵۹۶ء کو پیدا ہوئی۔ حبشہ میں تھیں کہ ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ ۴۴ھ مطابق ۶۶۴ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔[الطبقات الکبریٰ ۸ : ۹۶۔۔۔ الاعلام ۳ : ۳۳]

[358] عبد اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد خزیمہ اسدی۔ ان کی والدہ اُمیمہ بنت عبد المطلب تھی۔ دار ارقم میں اسلام قبول کیا تھا۔ یہ اور ان کے بھائی عبید اللہ بن جحش اور ابو احمد دونوں حبشہ کے اولین مہاجرین میں سے تھے۔[الاستیعاب، ص:۲۶۴۔۔۔ الاصابہ ۴ : ۳۲]

[359] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۹۴

المستدرک علی الصحیحین، ۴ : ۲۴، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَبِي عَوْنٍ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ، نِكَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ، قَالَ: «ذَاكَ الْفَحْلُ لَا يُقْرَعُ أَنْفُهُ»۔

الطبقات الکبریٰ، ۱ : ۲۰۸، روایت:۴۹۱، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ وَاقِدٍ الأَسْلَمِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ : وَحَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ جَبِيرَةَ الأَشْهَلِيُّ ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ : سَمِعْتُ شَيْخًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَ : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُمَحِيُّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ قَالُوا : لَمَّا قَدِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ مِنَ الْهِجْرَةِ الْأُولَى اشْتَدَّ عَلَيْهِمْ قَوْمُهُمْ ، وَسَطَتْ بِهِمْ عَشَائِرُهُمْ وَلَقُوا مِنْهُمْ أَذًى شَدِيدًا ، فَأَذِنَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ مَرَّةً ثَانِيَةً ، فَكَانَتْ خَرْجَتُهُمُ الْآخِرَةُ أَعْظَمَهَا مَشَقَّةً ، وَلَقُوا مِنْ قُرَيْشٍ تَعْنِيفًا شَدِيدًا ، وَنَالُوهُمْ بِالأَذَى وَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ مَا بَلَغَهُمْ عَنِ النَّجَاشِيِّ مِنْ حُسْنِ جِوَارِهِ لَهُمْ ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، فَهِجْرَتُنَا الْأُولَى ، وَهَذِهِ الْآخِرَةُ إِلَى النَّجَاشِيِّ وَلَسْتَ مَعَنَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنْتُمْ مُهَاجِرُونَ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيَّ ، لَكُمْ هَاتَانِ الْهِجْرَتَانِ جَمِيعًا قَالَ عُثْمَانُ : فَحَسْبُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَكَانَ عِدَّةُ مَنْ خَرَجَ فِي هَذِهِ الْهِجْرَةِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلاثَةٌ وَثَمَانِينَ رَجُلاً ، وَمِنَ النِّسَاءِ إِحْدَى عَشَرَةَ امْرَأَةً قُرَشِيَّةً ، وَسَبْعٌ غَرَائِبُ ، فَأَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ بِأَحْسَنِ جِوَارٍ ، فَلَمَّا سَمِعُوا بِمُهَاجَرِ رَسُولِ اللَّهِ

فجر کے بعد بیویوں کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا:

[۱]روایت:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازفجر ادا کرنے کے بعد اپنی بیویوں کے ہاں ترتیب سے حاضر ہوتے۔ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کو کسی نے شہد کا ڈبہ ہدیہ کیا تھا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس جاکر سلام کہتے۔تووہ آپ کو روک کر شہد پلایا کرتی تھی۔عائشہ کو یہ رُکنا گوارانہ تھا۔تو اُس نے اُم المؤمنین جویریہ کی حبشی باندی حصن سے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ کے پاس تشریف لے جائیں۔توتم وہاں جاکر دیکھنا کہ حفصہ آپ کو کیوں روکتی ہے۔تو اُس نے جاکر پتہ لگالیااورانہیں شہد کا قصہ بتادیا۔تو عائشہ کو حفصہ پر غیرت آئی اوردوسری سوکنوں کو کہلا بھیجا کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں۔تو کہنا کہ ہمیں تو آپ سے مغافیر کی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ ، رَجَعَ مِنْهُمْ ثَلاَثَةٌ وَثَلاَثُونَ رَجُلاً ، وَمِنَ النِّسَاءِ ثَمَانِي نِسْوَةٍ ، فَمَاتَ مِنْهُمْ رَجُلاَنِ بِمَكَّةَ ، وَحُبِسَ بِمَكَّةَ سَبْعَةُ نَفَرٍ وَشَهِدَ بَدْرًا مِنْهُمْ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ رَجُلاً ، فَلَمَّا كَانَ شَهْرُ رَبِيعِ الأَوَّلِ سَنَةَ سَبْعٍ مِنْ هِجْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّجَاشِيِّ كِتَابًا يَدْعُوهُ فِيهِ إِلَى الْإِسْلاَمِ ، وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ ، فَلَمَّا قُرِئَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ أَسْلَمَ ، وَقَالَ : لَوْ قَدَرْتُ أَنْ آتِيَهُ لَأَتَيْتُهُ ، وَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُزَوِّجَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ ، وَكَانَتْ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ مَعَ زَوْجِهَا عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ ، فَتَنَصَّرَ هُنَاكَ وَمَاتَ ، فَزَوَّجَهُ النَّجَاشِيُّ إِيَّاهَا وَأَصْدَقَ عَنْهُ أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ ، وَكَانَ الَّذِي وَلِيَ تَزْوِيجَهَا خَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ ، وَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهِ مَنْ بَقِيَ عِنْدَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَيَحْمِلُهُمْ فَفَعَلَ وَحَمَلَهُمْ فِي سَفِينَتَيْنِ مَعَ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ فَأَرْسَلُوا بِهِمْ إِلَى سَاحِلِ بُولاَ وَهُوَ الْجَارُ ، ثُمَّ تَكَارُوا الظَّهْرَ حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَيَجِدُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ ، فَشَخَصُوا إِلَيْهِ ، فَوَجَدُوهُ قَدْ فَتَحَ خَيْبَرَ ، فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُدْخِلُوهُمْ فِي سُهْمَانِهِمْ فَفَعَلُوا۔ **اس روایت کی سند میں محمد بن عمرواقد(واقدی)موجود ہے۔جومتروک الحدیث تھا۔[تاریخ کبیر ۱ : ۱۷۸۔۔۔تاریخ اوسط ۲ : ۲۲۰۔۔۔تاریخ صغیر ۲ : ۲۸۳]**

عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا حبشہ میں وفات ہونا مسند احمد،سنن ابوداؤداور سنن نسائی کی صحیح حدیث میں ثابت ہے اس میں کہیں پر ارتداد کا ذکر نہیں: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، أَنَّهَا " كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ، وَكَانَ أَتَى النَّجَاشِيَّ . وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ: وَكَانَ رَحَلَ إِلَى النَّجَاشِيِّ . فَمَاتَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ وَإِنَّهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، زَوَّجَهَا إِيَّاهُ النَّجَاشِيُّ وَمَهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ، ثُمَّ جَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ، وَجِهَازُهَا كُلُّهُ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، وَلَمْ يُرْسِلْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ، وَكَانَ مُهُورُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ "

[مسند احمد ۴۵ : ۳۹۸،حدیث:۲۷۴۰۸۔۔۔سنن ابوداؤد،کتاب النکاح(۶)،باب فی الولی(۲۰)،حدیث:۲۰۸۶۔۔۔باب الصداق(۲۹)،حدیث:۲۱۰۷،۲۱۰۸۔۔۔سنن نسائی،کتاب النکاح(۲۶)،باب القسط فی الاصدقۃ(۶۶)،حدیث:۳۳۵۰]

خوشبو محسوس ہوتی ہے۔یہ ایک قسم کی جڑی بوٹی ہوتی ہے جو زمین پر پھیلتی ہے اوپر نہیں جاتی۔اس کا پتہ اور کانٹا ہوتا ہے۔اس کی بو نہایت ہی خراب ہوتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدبو پسند نہیں کرتے تھے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہی سودہ کے ہاں گئے تو وہ کہتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کہنا نہ چاہا پھر میں عائشہ سے الگ ہو گئی۔تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کے منہ سے یہ کیسی بو میں محسوس کر رہی ہوں۔کیا آپ نے مغافیر کھائی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تو۔لیکن یہ تو مجھے حفصہ نے شہد پلائی تھی۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک بی بی کے پاس جاتے تو وہ سبھی آپ سے ایسا ہی کہتی۔جب آپ عائشہ کے پاس پہنچے تو اُس نے ناک پکڑا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی۔تو اُس نے کہا مغافیر کی بو محسوس کر رہی ہوں۔کیا آپ نے کھایا ہے اے رسول اللہ! آپ نے کہا نہیں۔بلکہ حفصہ نے مجھے شہد پلایا ہے۔اُس نے کہا شاید اس نے عرفط کی جھاڑی سے شہد بنایا ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں کبھی بھی یہ استعمال نہیں کروں گا۔آپ نے خود پر اس کو بند کیا۔پھر آپ کو تنبیہ کے لیے سورۃ التحریم کی پہلی آیت نازل ہوئی۔[360]

سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہ کے جاہلیت کے زمانے کی اولاد اور اسلام کی حالت کی اولاد:

[ا]روایت:سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اُن دونوں بیٹوں کے بارے میں پوچھا جو جاہلیت میں وفات پا چکے تھے۔آپ نے فرمایا وہ دونوں آگ میں ہیں۔جب آپ نے اس کے چہرے میں ناگواری دیکھی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ان دونوں کا مرتبہ دیکھ لیتی تو تم ان سے بغض کرتی۔اُس نے کہا اے اللہ کے

---

[360] تفسیر ثعلبی۹ : ۳۴۴،۳۴۳

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'نورالدین علی بن ابو بکر ہیثمی(۸۰۷ھ)'۵ : ۱۹۔۔۔فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو فرع ووجهه يقطر عرقاً وحفصة تبكي فقال: "ما يبكيك؟" فقالت: إنما أذنت لي من أجل هذا،أدخلت أمتك بيتي ثم وقعت عليها على فراشي ما كنت تصنع هذا بامرأة منهن!! أما والله ما يحل لك هذا يا رسول الله؟! فقال: "والله ما صدقت أليس هي جاريتي قد أحلها الله لي؟ أشهدك أنها علي حرام،ألتمس بذلك رضاك،انظري لا تخبري بذلك امرأة منهن فهي عندك أمانة" فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قرعت حفصة الجدار الذي بينها وبين عائشة فقالت: ألا أبشري فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد حرم أمته،فقد أراحنا الله منها،فقالت عائشة: أما والله إنه كان يريبني أنه كان يقتل من أجلها،فأنزل الله عز وجل: {يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك} ثم قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم: {وإن تظاهرا عليه} فهي عائشة وحفصة۔۔۔

رسول میرا جو بیٹا آپ سے ہوا ہے اس کا کیا حال ہو گا؟ آپ نے کہا وہ جنت میں ہو گا۔ آپ نے فرمایا مؤمن اور ان کا مومن اولاد جنت میں ہو گی جب کہ مشرک اور ان کی مشرک اولاد جہنم میں ہو گی[361]۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ:

[ا] روایت: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے شادی کی تو ستو اور کھجور اور ایک بکری ذبح کرکے ولیمہ کیا۔ میری ماں اُم سلیم نے ایک برتن میں کھجور گھی میں ڈال کر بھیجے۔ میرے ذریعے سے صحابہ کو جمع کرنے کا کہلا بھیجا۔ لوگ آکر کھانا کھاتے اور نکلتے۔ پھر جب لوگوں کا آنا بند ہوا۔ تو آپ نے برتن اُٹھانے کا حکم دیا۔ تین افراد وہاں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے طویل مدت اختیار کی۔ آپ وہاں سے اُٹھے تاکہ یہ لوگ بھی اُٹھیں۔ آپ عائشہ کے حجرہ کی طرف روانہ ہوئے اور کہا اہل بیت السلام علیکم۔ انہوں نے کہا و علیکم السلام اے رسول اللہ! آپ نے اپنے اہل کو کیسے پایا؟ پھر دوسری بیویوں کے پاس جا کر ایسا کرتے۔ وہ آپ کے لیے دعا کرتی۔ پھر آپ زینب کے گھر چلے گئے۔ وہ تینوں پھر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت حیا والے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے لوٹے۔ جب انہوں نے آپ کو لوٹتے ہوئے دیکھا تو نکل گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر لوٹے اور میرے درمیان پردہ لٹکا دیا[362]۔

---

[361] تفسیر ثعلبی ۹ : ۱۲۸، ۱۲۹

مسند احمد ۱ : ۱۳۴' حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ : سَأَلَتْ خَدِيجَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَلَدَيْنِ مَاتَا لَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هُمَا فِي النَّارِ . قَالَ : فَلَمَّا رَأَى الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهَا قَالَ : لَوْ رَأَيْتِ مَكَانَهُمَا لأَبْغَضْتِهِمَا قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللهِ ، فَوَلَدِي مِنْكَ ؟ قَالَ : فِي الْجَنَّةِ قَالَ : ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلادَهُمْ فِي الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ الْمُشْرِكِينَ وَأَوْلادَهُمْ فِي النَّارِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : {وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ ، أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ}۔

شعیب ارناوط اس حدیث کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: إسناده ضعيف لجهالة محمد بن عثمان قال الذهبي في الميزان لا يدرى من هو فتشت عنه في أماكن وله خبر منكر ثم ساق هذا الحديث بهذا الإسناد وقال ابن الجوزي في جامع المسانيد – كما في كنز العمال في إسناده محمد بن عثمان لا يقبل حديثه ولا يصح في تعذيب الأطفال حديث۔

[362] تفسیر ثعلبی ۸ : ۵۷

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۵۳' نزلت هذه الآيةُ في شأنِ وليمَةِ زينب ، قال أنسُ ابن مالكٍ : " لَمَّا بَنَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بزَيْنَبَ بنْتِ جَحْشٍ ، أوْلَمَ عَلَيْهَا بتَمْرٍ وَسَوِيقٍ وَذَبَحَ شَاةً ، وَبَعَثَت إلَيْهِ أُمِّي أُمُّ سُلَيمٍ بحَيْسٍ في تُورٍ مِنَ حِجَارَةٍ ، فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أنْ أدْعُوَ أصْحَابَهُ إلَى الطَّعَامِ فَدَعَوْتُهُمْ ، فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَدْخُلُونَ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ آخَرُونَ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ آخَرُونَ فَيَأْكُلُونَ

سراری نبوی:

[۱]روایت: قتیلہ بن اشعث[363] جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی تھی لیکن اُس سے مجامعت نہیں کی تھی۔ بعد میں عکرمہ بن ابوجہل نے اُس سے نکاح کیا۔ تو ابو بکر کو اس پر غصہ آیا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے رسول اللہ کے خلیفہ یہ ازواج مطہرات میں داخل نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں کیا اور نہ ہی اس نے پردہ کیا۔ اس نے آپ سے براءت کی تھی اور اپنے قوم کے ساتھ واپس گئی تھی۔ پھر ابو بکر مطمئن ہو گئے[364]۔

[۲]روایت: عالیہ بنت ظبیان[365] جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دی تھی۔ ایک آدمی نے اس سے نکاح کیا اور اس سے بچے پیدا کیے۔ یہ تحریم ازواج النبی کے حکم سے پہلے ہوئی تھی۔[366]

وَيَخْرُجُونَ ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ عَلَى الطَّعَامِ وَدَعَا فِيهِ ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَخَرَجُوا ، وَبَقِيَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ لَمْ يَخْرُجُوا. فَقَالَ صلى الله عليه وسلم : " ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ " فَرَفَعُوا وَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَبَقِيَ أُولَئِكَ الْقَوْمُ يَتَحَدَّثُونَ فِي البَيْتِ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ. وَإِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِكَيْ يَخْرُجُوا ، فَمَشَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى جَمِيعِ بُيُوتِ أَزْوَاجِهِ ، ثُمَّ رَجَعَ فَإِذا الْقَوْمُ جُلُوسٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي بَيْتِهِ ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَدِيدَ الْحَيَاءِ ، فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الآيَةَ ". قال أنسٌ : " فَلَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَاب جِئْتُ لأَدْخُلَ كَمَا كُنْتُ ، فَقَالَ صلى الله عليه وسلم :" وَرَاءَكَ يَا أنسُ "۔

[363] قتیلہ بنت اشعث کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک قیلہ بنت قیس بن معدیکرب الکندیہ ہے جو اشعث بن قیس کی بہن ہے۔ دس ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ زواج کیا لیکن آپ نے اسے دیکھا نہیں اور نہ ہی اس سے مجامعت کی۔ مرض موت میں نکاح ہونا اور وفات سے دو مہینے قبل نکاح ہونے کے روایات بھی منقول ہیں۔ ایسا بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ اسے خبر دے میرے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو مؤمنوں پر حرام ہو جائے گی اور اگر چاہے تو دوسرے کسی سے نکاح کرے۔ تو اُس نے دوسرے کسی سے نکاح کرنے کو ترجیح دی پھر عکرمہ نے اس سے نکاح کیا۔ ابو بکر صدیق کو پتہ چلا تو انہوں نے ان دونوں کو جلانا چاہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اُمہات المؤمنین میں داخل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہ ملے اور نہ اس کے لیے پردہ ڈالا تھا۔ قتیلہ بنت اشعث کے بارے میں بھی ایسا واقعہ منقول ہے۔[الاصابہ ۸ : ۸۸]

[364] تفسیر ثعلبی ۸ : ۶۰

تفسیر الطبری ۲۰ : ۳۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ، عَنْ عَامِرٍ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ، وَقَدْ مَلَكَ قَيْلَةَ بِنْتَ الْأَشْعَثِ، فَتَزَوَّجَهَا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ بَعْدَ ذَلِكَ، فَشَقَّ عَلَى أَبِي بَكْرٍ مَشَقَّةً شَدِيدَةً، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ إِنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ نِسَائِهِ إِنَّهَا لَمْ يُخَيِّرْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَحْجُبْهَا، وَقَدْ بَرَّأَهَا مِنْهُ بِالرِّدَّةِ الَّتِي ارْتَدَّتْ مَعَ قَوْمِهَا، فَاطْمَأَنَّ أَبُو بَكْرٍ وَسَكَنَ "۔

[365] اس کے نام کے متعلق کافی اختلاف ہے، کسی نے فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان کلابی تو کسی نے عمرہ بنت یزید بن عبید بن رواس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بتایا ہے۔ بعض نے عالیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف بن کعب بن عبد بن ابو بکر بن کلاب بتایا ہے۔ بعض کے

فصل چہارم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں سیدنا ابو بکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

[۱] روایت: انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ معاملہ چل رہا تھا۔ تو اُس آدمی نے ابو بکر کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوا۔ پھر فرمایا کہ تمہارا برا ہو، میرے صحابہ کو اور میرے سسر کو چھوڑ دو۔ میں ان میں محفوظ ہوں کیوں کہ اللہ

نزدیک سبا بنت سفیان بن عوف بن کعب بن عبد بن ابو بکر بن کلاب ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ نہیں کلابیہ صرف ایک ہی تھی اور اس کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں کہ یہ سبھی کلابیہ ہیں ان میں ہر ایک کا دوسرے سے جدا قصہ ہے۔
[الطبقات الکبریٰ ۸ : ۱۴۱]

[366] تفسیر ثعلبی ۸ : ۶۰

مصنف عبد الرزاق، ۷ : ۴۸۹، روایت: ۱۳۹۹۶، عبد الرزاق عن معمر عن الزهري أن النبي صلى الله عليه و سلم طلق العالية بنت ظبيان فتزوجها بن عم لها وذلك قبل أن يحرم نكاحهن على الناس وولدت له ۔

تعالیٰ کی طرف سے ان پر ایک حافظ مقرر ہے۔ جو کوئی ان میں میرا لحاظ نہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس سے بری ہے اور جس سے اللہ بری ہو۔ شاید اُس کی پکڑ ہو [367]۔

[۲] روایت: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب کہ ابو بکر بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ایک چغہ پہنے ہوئے جس کا سینے کا جانب کھلا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ فتح سے پہلے مجھ پر مال خرچ کرو۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس پر سلام کہوں اور اُس سے کہوں کہ کیا تم مجھ سے فقر میں خوش ہوں یا خوش نہیں؟ تو ابو بکر صدیق نے کہا کہ میں کیسے غصہ اور ناراض ہو سکتا ہوں۔ میں تو اپنے رب سے راضی ہوں میں تو اپنے رب سے راضی ہوں۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام آپ کو خود پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ [368]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر غیرت کے چند نمونے:

[۱] روایت: ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے یہ واقعہ سنایا گیا کہ ابو قحافہ نے آپ کو کچھ برا بھلا کہا تھا۔ ابو بکر نے اُسے ایک گھونسا مارا جس سے وہ گر گیا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے واقعی

---

[367] تفسیر ثعلبی ۸ : ۶۴

کنز العمال، ۱۱ : ۵۳۹، حدیث: ۳۲۵۲۷، احفظوني في أصحابي، فمن حفظني فيهم كان عليه من الله حافظ، ومن لم يحفظني فيهم تخلى الله منه ومن تخلى الله منه يوشك أن يأخذه۔

[368] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۳۶

کنز العمال، ۱۲ : ۵۰۵، حدیث: ۳۵۶۴۹، عن أبي هريرة قال: كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فالتفت وأبو بكر الصديق عن يمينه وقال: "هنيئا لك يا أبا بكر تحية من عند الله إياك! هبط جبريل فقال: يا محمد! من هذا المتخلل بالعباءة عن يمينك؟ فقلت: هذا أبو بكر، أنفق ماله علي قبل الفتح وصدقني وزوجني ابنته، فقال: يا محمد! أقرئه السلام من الله وقل له: أراض أنت عني في فقرك هذا أم ساخط"؟ فبكى أبو بكر طويلا ثم قال: رضيت وسلمت لقضاء الله وقدره يا رسول الله. "أبو نعيم في فضائل الصحابة، قال ابن كثير: فيه غرابة شديدة وشيخ الطبراني عبد الرحمن بن معاوية العتبي وشيخه محمد بن نصر الفارسي لا أعرفهما ولم أر أحدا ذكرهما"۔

ایسا کیا۔ اُس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے کہا کہ اُس کے پاس لوٹ کر نہ جانا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اُسے قتل کر دیتا[369]۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

[۱] روایت: شعبی نے مالک سے کہا کہ یہود اور نصاریٰ ایک خصلت کی وجہ سے رافضہ سے اچھے ہیں۔ پوچھا وہ کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ تمہارے اہل دین میں اچھے کون ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب۔ اگر نصاریٰ سے پوچھا جائے کہ تم میں بہتر کون ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ حواری عیسیٰ علیہ السلام۔ اگر روافض[370] سے پوچھا جائے کہ تم میں بدترین کون ہیں؟ تو وہ بولیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ۔[371]

---

[369] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۶۴

زاد المسیر فی علم التفسیر' ۴ : ۲۵۱' أنها نزلت في أبي بكر الصّدّيق رضي الله عنه وذلك أن أبا قحافة سَبَّ رسول الله صلّى الله عليه وسلم، فصكّه أبو بكر صَكَّةً شديدةً سقط منها، ثم ذكر ذلك لرسول الله صلّى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلم: «أو فَعلته» ؟ قال: نعم. قال: فلا تعُد إِليه، فقال أبو بكر: والله لو كان السيف قريباً مني لقتلته، فنزلت هذه الآية، قاله ابن جريج۔

امام زیلعی الکشاف کے تحقیق میں لکھتے ہیں: قلت غَرِيب وَنَقله الثَّعْلَبِيّ عَن ابْن جريج قَالَ حدثت أَن أَبَا قُحَافَة إِلَى آخِره وَزَاد فَأنْزل الله لَا تَجِد قوما الْآيَة وَكَذَلِكَ ذكره الواحدي فِي أَسبَاب النُّزُول نَحوه سَوَاء۔ [تخریج الاحادیث والآثار الواقعۃ فی تفسیر الکشاف' ۳: ۴۳۳]

" یہ غریب ہے۔ ثعلبی نے اسے ابن جریج سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی کہ ابو قحافہ الخ اور اس میں یہ اضافہ کیا فانزل اللہ لا تجد قوما۔ اسی طرح واحدی نے اسباب النزول میں بھی ذکر کیا ہے۔"

عبد الرزاق المہدی زاد المسیر کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یہ باطل ہے: باطل، أخرجه ابن المنذر كما في «أسباب النزول» عن ابن جريج، وذكره الواحدي في «أسباب النزول» عن ابن جريج تعليقا، وهذا واه ابن جريح مدلس، لم يذكر من حدثه، ومع ذلك هو معضل، فالخبر شبه موضوع، قال الإمام أحمد: هذه المراسيل التي يرسلها ابن جريج كأنها موضوعة.- راجع «الميزان» في ترجمة ابن جريج واسمه عبد الملك بن عبد العزيز.عزاه المصنف للسدي، ولم أقف عليه، وهو مرسل بكل حال فهو واه۔ [زاد المسیر ۴ : ۲۵۱]

[370] روافض' رافضی کی جمع ہے۔ رفض سے نکلا ہے' جس کے معنی چھوڑنے کے ہیں۔ کوفی شیعوں کے ایک گروہ کا نام ہے' ان لوگوں نے زید بن علی کے سامنے صحابہ کرام کو برا بھلا کہا' جس پر اُنہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا' اس پر یہ لوگ اُن کے درپے ہوئے کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے براءت کا اعلان کریں' مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ وہ میرے نانا کے وزیر اور ساتھی ہیں' اس لیے انہوں نے زید بن علی سے الگ ہو جانے کا اعلان کیا' اس لیے روافض کہلائے۔ [تہذیب اللغۃ' ابو منصور ازہری ۱۲: ۱۳' داراحیاء التراث العربی' ۲۰۰۱ء]

عبد اللہ ابن اُم مکتوم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے تنبیہ:

[۱]روایت: ابن ام مکتوم کا نام عبد اللہ بن شریح بن مالک بن ربیعہ فہری ؒعامر بن لوئی سے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آ رہے تھے۔ حالانکہ عتبہ بن ربیعہ اور ابو جہل ہشام اور عباس بن عبد المطلب اور اُبی ؒامیۃ بن خلف آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ آپ ان کے اسلام کی اُمید میں تھے۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے پڑھایئے اور مجھے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے دیجئے۔ وہ بار بار ایسا بلند آواز سے کہنے لگے۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے کے ساتھ باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کی کراہیت آپ کے چہرے پر ظاہر ہوئی۔ اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ سرداران قریش کیا کہیں گے کہ اس کے پیروکار اندھے' بے وقوف اور غلام ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بل لا کر منہ موڑ لیا۔ اور ان لوگوں کی طرف منہ کر کے باتیں کرنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۃ عبس میں متنبہ کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اس کا نہایت خیال رکھتے اور جب اُسے دیکھتے تو کہتے کہ مرحبا جس کے بارے میں مجھے میرے رب نے ٹوکا اور اس سے پوچھتے کیا تمہیں کوئی ضرورت تو نہیں۔ دو غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں مدینہ میں نائب بنایا تھا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں اُسے میں نے دیکھا کہ زرہ پہنے اور ہاتھ میں کالا جھنڈا لیے ہوئے تھے۔[372]

---

[371]تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۸۲' ۲۸۳

تفسیر البغوی ۵ : ٦١۔

[372]تفسیر ثعلبی ۱۰ : ۱۳۰' ۱۳۱

تفسیر ابن ابی حاتم ۱۰ : ۳۳۹۹' روایت: ۱۹۱۲۵' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِي عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَكَانَ يَتَصَدَّى لَهُمْ كَثِيرًا، وَيَحْرِصُ عَلَيْهِمْ أَنْ يُؤْمِنُوا، فأقبل إليه رَجُلٌ أَعْمَى – يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَمِّ مَكْتُومٍ يَمْشِي وَهُوَ يُنَاجِيهُمْ فَجَعَلَ عَبْدُ اللَّهِ يَسْتَقْرِئُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلِّمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ.

فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبَسَ فِي وَجْهِهِ، وَتَوَلَّى وَكَرِهَ كَلامَهُ، وَأَقْبَلَ عَلَى الْآخَرِينَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَاجَتُكَ؟ هَلْ تُرِيدُ مِنْ شَيْءٍ؟ وَإِذَا ذَهَبَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ: هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِي شَيْءٍ؟ وَذَلِكَ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى وَمَا عَلَيْكَ أَلا يَزَّكَّى؟! ۔

تفسیر الطبری ۲۴ : ۲۱۸'حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثني أَبِي، قَالَ: ثني عَمِّي، قَالَ: ثني أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَوْلُهُ: {عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى} [عبس: 2] قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِي عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَكَانَ يَتَصَدَّى لَهُمْ كَثِيرًا، وَيَحْرِصُ عَلَيْهِمْ أَنْ يُؤْمِنُوا، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَجُلٌ

فصل پنجم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اولاد کے ساتھ

سیدہ زینب بنت رسول اللہ کے شوہر کا اسلام:

[ا]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب ؓ سیدنا ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ[373] کے نکاح میں تھی۔ وہ اسلام لائیں تو اس سے جدا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں رہنے لگیں۔ ابو العاص مکہ میں مشرک رہا۔ پھر مدینہ آئے تو زینب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے لیے امان طلب کی۔ پھر وہ ایمان لے آیا۔ آپ نے زینب کو اسے واپس کیا[374]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنین سے محبت:

[ا]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اسی اثنا میں حسن اور حسین آئے۔ اس حال میں کہ دونوں سرخ قمیصیں پہنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور انہیں گود میں اُٹھا کر منبر پر چڑھے۔ اور خطبہ جاری رکھا۔ فرمایا کہ میں نے ان دونوں بچوں کو جیسے ہی دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا[375]۔

أَعْمَى، يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، يَمْشِي وَهُوَ يُنَاجِيهِمْ، فَجَعَلَ عَبْدُ اللَّهِ يَسْتَقْرِئُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلِّمْنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبَسَ فِي وَجْهِهِ وَتَوَلَّى، وَكَرِهَ كَلَامَهُ، وَأَقْبَلَ عَلَى الْآخَرِينَ؛ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ يَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ، أَمْسَكَ اللَّهُ بَعْضَ بَصَرِهِ، ثُمَّ خَفَقَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ: {عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى} [عبس: 1] ، فَلَمَّا نَزَلَ فِيهِ أَكْرَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ، وَقَالَ لَهُ: «مَا حَاجَتُكَ، هَلْ تُرِيدُ مِنْ شَيْءٍ؟» وَإِذَا ذَهَبَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ لَهُ: «هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِي شَيْءٍ؟» وَذَلِكَ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ: {أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى} [عبس: 5]۔

[373] ابو العاص قاسم بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف، صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ ان کا لقب ان کے نام پر غالب ہوا۔ ابو العاص ہالہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کے بیٹے تھے جو زینب بنت رسول اللہ کی خالہ تھی۔ زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کبریٰ کا نکاح ابو العاص رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ ۱۲ ہجری مطابق ۶۳۴ء کو وفات پائی۔[طبقات الکبریٰ ۸ : ۳۱۔۔۔ اسد الغابہ ۲ : ۴۰۱۔۔۔ الاعلام ۵ : ۱۷۶]

[374] تفسیر ثعلبی ۹ : ۲۹۵، ۲۹۶

تفسیر البغوی ۵ : ۴۷۔

[375] تفسیر ثعلبی ۹ : ۳۳۰

سنن نسائی، ۵ : ۲۷۲، حدیث: ۱۳۹۶، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ فِيهِمَا فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَ كَلَامَهُ فَحَمَلَهُمَا ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ{ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ}رَأَيْتُ هَذَيْنِ يَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ كَلَامِي فَحَمَلْتُهُمَا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین کی عیادت:

[ا]روایت: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہوئے تھے۔ تو اُن کے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ساتھیوں ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ان کی تیمارداری کے لیے گئے تھے۔ [376]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی وفات:

[ا]روایت: سورۃ الکوثر عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ کہ وہ مسجد آرہا تھا راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ آپ سے کچھ باتیں بھی کیں۔ صنادید قریش مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب عاص اندر آیا تو صنادید نے پوچھا یہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے۔ اُس نے کہا اُس ابتر (دُم کٹے 'نعوذ باللہ) سے۔ اس سے کچھ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے عبداللہ وفات ہوئے تھے جو خدیجہ کے بطن سے تھے۔ وہ ایسے آدمی کو ابتر اور صنبور کا نام دیا کرتے تھے۔ جس کی اولاد نرینہ نہ ہو [377]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے محبت اور شریعت کی پابندی:

[ا]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر نکلتے تو سب سے آخر میں فاطمہ سے ملتے اور جب سفر سے آتے تو سب سے پہلے اہل وعیال میں اپنی بیٹی فاطمہ سے ملتے۔ جب وہاں جاتے تو سلام کہتے۔

جب ایک غزوہ سے لوٹے تو دروازے سے ہی لوٹے۔ آپ نے حسن اور حسین پر چاندی کے دو کنگن دیکھے۔ واپس ہوئے اور پھر نہیں لوٹے۔ فاطمہ نے جب یہ رویہ دیکھا تو وہ بھانپ گئی کہ آپ ان چیزوں کو دیکھ کر داخل نہیں ہوئے۔ چنانچہ پردے چاک کیے اور اُس کو کاٹا۔ دونوں بچے رو رہے تھے۔ ان دونوں میں آدھے آدھے تقسیم کیے۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے اور ساتھ میں رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے وہ لیا۔ اور ثوبان سے کہا کہ یہ فلاں کے پاس لے جاؤ۔ اور فاطمہ کے لیے دو موٹے پردے

---

[376] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۹۹ - ۱۰۱

یہ ایک تفصیلی روایت ہے جو کہ طبرانی کی تفسیر میں صیغہ تمریض کے ساتھ منقول ہے۔ تفسیر القرآن العظیم' بہ ذیل سورۃ الدھر ۷۶: ۱۳' لیکن حافظ زیلعی نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔ [تخریج احادیث کشاف ۴: ۱۳۴]

[377] تفسیر ثعلبی ۱۰: ۳۰۷، ۳۰۸

اسباب النزول' واحدی' ص:۴۶۶' قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ فِي الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، وَذَلِكَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يَدْخُلُ، فَالْتَقَيَا عِنْدَ بَابِ بَنِي سَهْمٍ وَتَحَدَّثَا وَأُنَاسٌ مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسٌ، فَلَمَّا دَخَلَ الْعَاصُ قَالُوا لَهُ: مَنِ الَّذِي كُنْتَ تُحَدِّثُ؟ قَالَ: ذَاكَ الْأَبْتَرُ، يعني النبيّ صلوات الله وسلامه عليه، وَكَانَ قَدْ تُوُفِّيَ قَبْلَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَكَانَ مِنْ خَدِيجَةَ، وَكَانُوا يُسَمُّونَ مَنْ لَيْسَ لَهُ ابْنٌ: أَبْتَرَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هذه السورة۔

اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لو۔ اور فرمایا کہ یہ میرے اہل وعیال ہیں اور میں نے یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ صرف دنیا میں مزے لیں۔[378]

فصل ششم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلاموں اور خدام کے ساتھ تعلق

ایک غلام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی:

[۱] روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مدینہ کے بازاروں میں گزر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک کالے لڑکے کو دیکھا جس کے بارے میں فروخت کرنے کی آواز لگائی جارہی تھی۔ کہ کون اسے خریدے گا۔ وہ غلام یہ کہتا تھا کہ جو کوئی مجھے خریدے گا تو میرا ایک شرط ہو گا کہ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پنج وقتہ

---

[378] تفسیر ثعلبی ۹ : ۱۴

مسند احمد ۵ : ۲۷۵، حدیث: ۲۲۴۱۷، حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الصمد حدثني أبي ثنا محمد بن جحادة حدثني حميد الشامي عن سليمان المبهني عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا سافر آخر عهده بإنسان من أهله فاطمة وأول من يدخل عليه إذا قدم فاطمة قال فقدم من غزاة له فأتاها فإذا هو بمسح على بابها ورأى على الحسن والحسين قلبين من فضة فرجع ولم يدخل عليها فلما رأت ذلك فاطمة ظنت انه لم يدخل عليها من أجل ما رأى فهتكت الستر ونزعت القلبين من الصبيين فقطعتهما فبكى الصبيان فقسمته بينهما فانطلقا إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم وهما يبكيان فأخذه رسول الله صلى الله عليه و سلم منهما فقال يا ثوبان اذهب بهذا إلى بنى فلان أهل بيت بالمدينة واشتر لفاطمة قلادة من عصب وسوارين من عاج فان هؤلاء أهل بيتي ولا أحب ان يأكلوا طيباتهم في حياتهم الدنيا- تعليق شعيب الأرنؤوط : إسناده ضعيف ـ

نماز پڑھنے دے گا۔ایک آدمی نے اُسے اسی شرط پر خریدا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے ہر فرض نماز میں دیکھتے۔ایک دن وہ غائب تھا۔تو اُس کے مالک سے کہا کہ وہ لڑکا کہاں ہے؟اس نے کہا اے رسول اللہ!وہ تو بیمار ہے۔اپنے صحابہ سے کہا کہ چلو اس کی عیادت کرتے ہیں۔سب آپ کے ساتھ اس کی عیادت کرنے گئے۔چند دن بعد پھر اُس سے پوچھا کہ لڑکے کا کیا حال ہے؟اُس نے کہا کہ وہ ویسا ہی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر اُس لڑکے کے پاس گئے اور وہ حالت نزع میں تھا۔اسی حال میں اس کی روح نکل گئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غسل دیا'اسے کفن پہنادیا'پھر اُسے دفن بھی کیا۔مہاجرین اور انصار کے پاس جب آپ لوٹے تو مہاجرین کہنے لگے کہ ہم نے اپنے گھر بار'مال اور اہل وعیال چھوڑ دیئے۔لیکن ہمیں ہماری زندگی اور بیماری اور موت میں اس لڑکے کی طرف ملاقات نصیب نہیں ہوئی۔انصار نے کہا کہ ہم نے پناہ دی'اس کی مدد کی اور اس کے ساتھ ہمدردی کیا۔لیکن اس نے ہم پر حبشی لڑکے کو ترجیح دی۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عذر بیان کیا۔[379]

فتح مکہ کے موقع پر بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ پر اذان دینا:

[ا]روایت:جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ پر چڑھ کر اذان دیں۔عتاب بن اسد بن ابو عیص نے کہا کہ شکر ہے کہ میرے والد فوت ہوئے ہیں کہ اسے یہ دن دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔حارث بن ہشام نے کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کالے کوے کے سوا کوئی دوسرا موٴذن نہیں ملا۔ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ میں تو کچھ نہیں کہتا اس ڈر سے کہ کہیں آسمان سے سے پروردگار اس کی خبر نہ بھیج

---

[379] تفسیر ثعلبی۹ : ۸۷

اسباب النزول'واحدی'ص:۳۹۵' وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ شَجَرَةَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – ذَاتَ يَوْمٍ بِبَعْضِ الْأَسْوَاقِ بِالْمَدِينَةِ وَإِذَا غُلَامٌ أَسْوَدُ قَائِمٌ يُنَادِي عَلَيْهِ بَيَّاعٌ فِيمَنْ يَزِيدُ، وَكَانَ الْغُلَامُ يَقُولُ: مَنِ اشْتَرَانِي فَعَلَى شَرْطٍ، قِيلَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: لَا يَمْنَعُنِي مِنَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –. فَاشْتَرَاهُ رَجُلٌ عَلَى هَذَا الشَّرْطِ، وَكَانَ يَرَاهُ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَفَقَدَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ لِصَاحِبِهِ: "أَيْنَ الْغُلَامُ؟ " فَقَالَ: مَحْمُومٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: "قُومُوا بِنَا نَعُودُهُ"، فَقَامُوا مَعَهُ فَعَادُوهُ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَيَّامٍ قَالَ لِصَاحِبِهِ: "مَا حَالُ الْغُلَامِ؟ " فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْغُلَامَ لِمَا بِهِ، فَقَامَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي بُرَحَائِهِ، فَقُبِضَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَتَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – غُسْلَهُ وَتَكْفِينَهُ وَدَفْنَهُ، فَدَخَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنْ ذَلِكَ أَمْرٌ عَظِيمٌ، فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ: هَجَرْنَا دِيَارَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَهْلِينَا فَلَمْ يَرَ أَحَدٌ مِنَّا فِي حَيَاتِهِ وَمَرَضِهِ وَمَوْتِهِ مَا لَقِيَ هَذَا الْغُلَامُ، وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: آوَيْنَاهُ وَنَصَرْنَاهُ وَوَاسَيْنَاهُ بِأَمْوَالِنَا فَآثَرَ عَلَيْنَا عَبْدًا حَبَشِيًّا،فَأَنْزَلَ اللَّهُ تبارك وتعالى: {يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى} يَعْنِي أَنَّكُمْ بَنُو أَبٍ وَاحِدٍ وَامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، وَأَرَاهُمْ فَضْلَ التَّقْوَى بِقَوْلِهِ تَعَالَى: {إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ}۔

دے۔ جبریل آئے اوران کی باتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ انہوں نے اقرار کیاتو آپ نے انہیں دنیوی لالچ اور غلاموں کو برا سمجھنے پر زجر دی۔[380]

فصل ہفتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں کے ساتھ تعلق

کفار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رحمت کی امید:

[ا]روایت: ثمامہ بن آثال حنفی[381] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اورایمان لایا۔ اس حال میں کہ وہ قیدی تھا۔ آپ نے اسے چھوڑدیاتووہ یمامہ چلا گیا۔ یہ اہل مکہ اوردوسرے علاقوں کے درمیان واقع ہے۔ قریش

---

[380] تفسیر ثعلبی ۹ : ۸۶

تفسیر ابن ابی حاتم، ۱۰ : ۳۳۰۶، روایت: ۱۸۶۲۰، عَنِ ابْنِ أبي مُلَيْكَةَ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ رَقَى بِلالٌ فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: هَذَا الْعَبْدُ الأَسْوَدُ يُؤَذِّنُ عَلَى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنْ يَسْخَطِ اللَّهُ هَذَا يُغَيِّرْهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى الآية.

پر جب قحط سالی آئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے گندگی تک کھائی۔ ابوسفیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور کہا کہ میں آپ کو رشتے کا واسطہ دیتا ہوں۔ کیا تم یہ نہیں کہتے ہو کہ رحمۃ للعالمین ہو۔ آپ نے کہا کیوں نہیں؟ تم نے تو ہمارے بڑوں کو تلوار سے مارا اور بچوں کو بھوک سے مارا۔[382]

یہود کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد تھا:

[۱] روایت: بشر منافق اور یہودی میں زمین کے متعلق ایک جھگڑا ہوا۔ یہودی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھینچنے لگے اور منافق اسے کعب اشرف کی طرف۔ اور کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر ظلم کرے گا۔[383]

مشرک والدہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو حسن سلوک کی تلقین:

[۱] روایت: سعد بن ابی وقاص جن کا اصل نام مالک بن وہبان ہے۔ جب اسلام لے آئے۔ تو اُسے اپنی ماں حمنہ بنت ابوسفیان کہنے لگی اے سعد مجھے پتہ چلا ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم کہ باد وطوفان سے چھت کی پناہ نہیں لوں گی اور نہ ہی کچھ کھاؤں گی پیوں گی۔ جب تک کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کر کے اپنے دین کی طرف نہ لوٹو۔ سعد اُس کا محبوب بیٹا تھا۔ سعد نے بات ماننے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ تین دن گذر گئے۔ تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر شکایت کی۔ اس کے متعلق سورۃ لقمان اور الاحقاف کی آیات نازل ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور شرک میں تابعداری نہ کرنے کا حکم دیا[384]۔

---

[381] ثمامہ بن آثال بن نعمان یمامی، بنو حنیفہ سے تھے، ابو اُمامہ کنیت تھی۔ صحابی رسول تھے۔ اہل یمامہ کے سردار تھے۔ جب یمامہ والے مرتد ہوئے لیکن ثمامہ بن آثال اسلام پر قائم تھے۔ ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء کو شہید کیے گئے۔ [طبقات الکبریٰ ۵ : ۵۵۰۔۔۔ الاعلام ۲ : ۱۰۰]

[382] تفسیر ثعلبی ۷ : ۵۳

صحیح بخاری، کتاب: الصلاۃ (۸)، باب: الاغتسال اذا اسلم، وربط الاسیر ایضا فی المسجد (۷۶)، حدیث: ۴۶۲، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ۔

[383] تفسیر ثعلبی ۷ : ۱۱۳

تفسیر مقاتل ۳ : ۲۰۵۔

[384] تفسیر ثعلبی ۷ : ۲۷۱

اسباب النزول، ص: ۳۴۰۔

دشمن کو امن دے کر پھر عہد شکنی نہ کرنے کا واقعہ:

[ا]روایت: ابوسفیان بن حرب، عکرمہ بن ابوجہل، ابو الاعور عمرو بن ابوسفیان سلمی، تینوں اُحد کے بعد مدینہ منورے گئے تھے۔ وہاں پر عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کے ساتھ ٹھہرے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کرنے کے لیے امان دیا تھا۔ تو ان کے ساتھ عبد اللہ بن سعد اور طعمہ بن ابیرق بھی کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اس وقت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ کہ ہمارے اٰلہہ لات منات عزیٰ وغیرہ کو چھوڑ دیجئے، ایسا کہیئے کہ یہ شفاعت کریں گے اور ان کی عبادت کا فائدہ ہے۔ ہم تمہیں اور تمہارے رب کو چھوڑ دیں گے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت برا لگا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ان سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے انہیں امان دیا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کافروں سے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب میں نکل جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔[385]

سیدنا وحشی کا اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دعوت:

[ا]روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی کو اسلام کی دعوت بھیج دی۔ تو اُس نے آپ کو کہلا بھیجا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کیسے مجھے اپنے دین کی طرف بلاتے ہو۔ تمہارے خیال کے مطابق جس نے قتل، شرک اور زنا کیا ہو تو وہ ضرور اس کی سزا بھگتے گا۔ میں نے تو یہ سب کام کیے ہیں۔ کیا میرے لیے تم کوئی رخصت پا رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے یہ حصہ نازل کیا: إِلَّا مَنْ تابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صالِحاً، وحشی نے کہا کہ میں اس شرط کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ کوئی راستہ ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کیا: إِنَّ اللَّهَ لا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ ما دُونَ ذلِكَ لِمَنْ يَشاءُ، پھر وحشی نے کہا کہ میرا ایک شبہ ہے کیا مجھے وہ معاف کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا: قُلْ يا عِبادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلى أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، وحشی نے کہا، بالکل یہی ہے۔ اُس نے آکر اسلام قبول کیا۔[386]

---

[385] تفسیر ثعلبی ۸: ۵،۶

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الاحزاب ۳۳: ۱۔

[386] تفسیر ثعلبی ۸: ۲۴۱

تفسیر القرآن العظیم، طبرانی، بہ ذیل سورۃ الزمر ۳۹: ۵۳، وعن ابنِ عبَّاس رضي الله عنه قالَ : (بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه إلَى وَحْشِي يَدْعُوهُ إلَى الإسْلاَمِ ، فَأَرْسَلَ إلَيْهِ : يَا مُحَمَّدُ كَيْفَ تَدْعُونِي إلَى دِينِكَ وَأنْتَ تَزْعُمُ أنَّهُ مَنْ قَتَلَ أوْ أشْرَكَ أوْ زَنَى يَلْقَ أثَّاماً ، يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيْهِ مُهَاناً ؟ وَأنَا قَدْ فَعَلْتُ ذلِكَ كُلَّهُ ، فَهَلْ تَجِدُ لِي فِيْهِ رُخْصَةً ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى : { إلاَّ مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً } [الفرقان : 70].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدین کے ذمہ کا انتہائی لحاظ:

[ا]روایت: تین سلمی آدمیوں نے بنی عامر کے دو آدمیوں کو پکڑا جب کہ دونوں اہل ذمہ میں سے تھے۔جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حالانکہ آپ کو پہلے خبر مل چکی تھی۔تو آپ نے فرمایا کہ تم نے بہت برا کام کیاہے۔ان لوگوں کے ساتھ تومیں نے عہد کیا تھا۔ یہ تمہارے ساتھ تومیری بیویوں کا رشتہ دار ہے۔انہوں نے کہااے اللہ کے رسول!ان دونوں کا گمان ہے کہ یہ بنی عامر سے ہیں۔توہم نے کہا کہ یہ دو آدمی ان میں سے ہیں جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیاہے۔ ہم نے کہا کہ یہ بالکل وہی ہیں۔پھر سلمی آگئے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کا کوئی قصاص نہیں کیوں کہ انہوں نے ہمارے دشمن کے ساتھ ملنے کا ارادہ کیاہے۔[387]

خلاصہ بحث:

ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی کی تفسیر اپنی فن میں بیش بہااور بے مثال علمی خزانہ ہے۔آپ کی علمی شان کا اندازہ اس سے ہوتاہے کہ امام واحدی رحمہ اللہ جس نے پچاس جلد میں تفسیر البسیط مرتب کی ہے'اس کے

فَقَالَ وَحْشِي : هَذا شَرْطٌ شَدِيدٌ لاَ أقْدِرُ عَلَى هَذا ، فَهَلْ غَيْرُ ذلَك ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى : { إِنَّ اللَّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَآءُ }[النساء : 48] وَقَالَ وَحْشِي : وَإِنِّي فِي شُبْهَةٍ فَلاَ أدْري أيُغْفَرُ لِي أمْ لاَ ، فَهَلْ غَيْرُ ذلِكَ ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ { قُلْ ياعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُواْ عَلَى أَنفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُواْ مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ } فَجَاءَ وَحْشِي فَأَسْلَمَ ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ : هَذِهِ لَهُ خَاصَّةً أمْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً ؟ فَقَالَ : [بَلْ لِلْمُسْلِمينَ عَامَّةً]۔

[387] تفسیر ثعلبی۹ : ۷۰

تفسیر الماوردی۵ : ۳۲۶۔۔تفسیر القرطبی۱۶ : ۳۰۱۔

علاوہ الوسیط اورالوجیز بھی آپ کے دو تفاسیر ہیں۔ وہ امام ثعلبی رحمہ اللہ کے خوشہ چیں اور تلمیذ رشید ہیں۔ امام بغوی صاحب معالم التنزیل بھی آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ تفسیر البغوی کے مقدمہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ ان ہر دو مفسرین کی کاوشیں آپ کی تفسیر اور افادات پر مبنی ہیں۔ ان دو عظیم مفسرین کے شیخ ہونے کے ناطے آپ کا علم تفسیر میں امتیازی شان اور بھی مُسلَّم ہوتا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے تو اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اپنی تفسیری اسناد جمع کیے ہیں۔ جنہیں امام بغویؒ نے تفسیر کے متن میں روایت کے شروع سے حذف کیا ہے۔ یہی طرز اصل میں امام ثعلبیؒ کا ہے۔ بندہ ناچیز کے مطالعہ کے مطابق امام ثعلبی وہ پہلے مفسر ہیں جس نے تفسیر کے مقدمہ میں اپنی تفسیری اسناد ذکر کیے ہیں۔ تفسیر میں تکرار اسناد کی راہ کو ترک کیا ہے۔

امام ثعلبی رحمہ اللہ کی تفسیر الکشف والبیان روایات اور احادیث کے باب میں مالا مال ہے۔ آپ کی وسعت سماع کی وجہ سے ہر قسم روایات تفسیر میں در آئی ہیں۔ کثرت روایت کے شوق نے آپ سے وہ اُصول بھلا دیئے جو آپ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں قدماء مفسرین پر ردّ کرتے ہوئے وضع کیے تھے۔ آپ نے اُصولوں کو خود ہی پامال کیا ہے۔

تفسیر ثعلبی میں اسرائیلیات کا ایک بڑا حصہ پایا جاتا ہے۔ جسے بلا کم وکاست نقل کر کے بلا تحقیق کے درج کیا ہے۔ جو آنے والی نسلوں کے لیے ایک مشکل اور کٹھن تحقیقی مرحلہ اور محاذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری طرف سیرت کے باب میں حُبِّ علی رضی اللہ عنہ میں بعض روایات عقل انسانی سے بالاتر درج کیے ہیں۔ جیسے: مقالہ ہٰذا میں غزوہ خیبر کے تحت قلعہ کا بھاری دروازہ اکیلے اُٹھانا جو بعد میں کئی افراد کے لیے اُٹھانا ناممکن تھا۔ اس قسم کی بے سروپا روایات بغیر تنقید اور تنقیح کے ذکر کی ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ پر شیعیت کا الزام زبان زدِعام ہے۔ لیکن یہ محض الزام ہے۔ جو حقیقت کو نہیں چھوتا۔ کیوں کہ اہل علم پر عیاں ہے کہ قدیم اور جدید شیعیت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ابن تیمیہؒ کی عبارات مقالہ ہٰذا کے پہلی باب کے تیسری فصل کے تحت دیکھی جاسکتی ہیں۔ جس سے آپ کا دین دار ہونا اور غیر بدعتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس سے مقالہ نگار نے آپ کا اہل سنت والجماعت سے ہونے کا استنباط کیا ہے۔ کیوں کہ بدعت کی اصطلاح ابن تیمیہ وغیرہ کی کتابوں میں عقیدہ ہی کی بدعت کو کہتے ہیں۔ خیبر پختون خوا میں اصطلاح بدعت اور قدماء کے اصطلاح بدعت میں فرق نمایاں ہے۔

رہا یہ سوال کہ پھر آپ نے بے سروپا روایات کیوں نقل کی ہیں؟

سو ابن تیمیہؒ کے مطابق آپ نے اس طرح دوسروں کی پیروی میں کیا ہے۔ فن حدیث میں عدم مہارت کی وجہ سے کافی مقامات میں پھسل بھی گئے ہیں۔

تاہم آپ کی تفسیر کا بہ نظر غائر مطالعہ کرکے شیعیت یا رافضیت کا کہیں پر بیّن ثبوت نہیں ملتا۔ جس سے آپ کا غالی شیعہ ہونا ثابت ہو۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں روایات میں غلو کا مظاہرہ کرنے سے آپ شیعیت کے باب میں داخل نہیں ہوتے۔ کیوں کہ وہ تو دس من البغاۃ ہے۔ یا آپ کے شیوخ نے جس طرح لیا اُسی طرح درج کیا ہے۔ ابن تیمیہ' الکتانی کے مطابق ثعلبی اور واحدی دونوں علم حدیث میں بے مایہ ہیں۔

مقالہ ہٰذا میں باب اوّل کی تیسری فصل غور سے مطالعہ کی جائے تو متقدمین اور متاخرین علماء کی آراء سے بہ خوبی یہ کھل کر سامنے آتا ہے۔ کہ واحدیؒ اپنے شیخ ثعلبی سے زیادہ ماہر عربی تھے لیکن علم حدیث میں دونوں درک نہیں رکھتے تھے۔ فضائل سور کے باب میں دونوں من گھڑت روایات سورت کے شروع میں لکھتے ہیں۔ یہی حال ان کی پیروی میں تفسیر الکشاف' البیضاوی' تفسیر ابی السعود اور النسفی کا ہے۔

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جتنی روایات نقل کی ہیں۔ اُن کی اصل صحیحین (صحیح بخاری، صحیح مسلم)، سنن (ابوداوٗد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' دارقطنی) مصنفات (مصنف ابن ابی شیبہ' مصنف عبد الرزاق) مسند احمد' شرح معانی الآثار' کنز العمال' شعب الایمان' فضائل الصحابہ امام احمد' سنن الکبری نسائی اور بیہقی' دلائل النبوۃ بیہقی اور ابونعیم اصبہانی' البعث والنشور بیہقی' الشمائل ترمذی' مسند الشامیین طبرانی' المعجم الکبیر طبرانی' فیض القدیر' مجمع الزوائد' الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' المستدرک علی الصحیحین' تفسیر مقاتل' تفسیر الطبری' تفسیر ابن ابی حاتم' تفسیر القرآن العظیم طبرانی' تفسیر بحر العلوم' زاد المسیر فی علم التفسیر' البسیط' فتح القدیر' تفسیر القرطبی' تفسیر نیشاپوری' تفسیر ابن کثیر' سیرۃ ابن ہشام' سیرۃ ابن اسحاق' المغازی واقدی کی' واحدی کی اسباب النزول' تاریخ ابن عساکر (تاریخ دمشق)' تاریخ الامم والملوک' البدایہ والنہایہ' الاصابۃ فی تمییز الصحابہ میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔ مقالہ ہٰذا میں اس کے کئی نمونے دیکھے جاسکتے ہیں۔

تفسیر ثعلبی (الکشف والبیان) پر عربی میں جو تحقیق ہوئی ہے۔ اس کا طلباء کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا اس لیے کہ تحقیق کا حق ادا نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ محض حاشیہ آرائی کی گئی ہے۔ عربی تفاسیر پر عبد الرزاق المہدی اور حافظ زیلعی کے تحقیقی حواشی بے مثال ہیں۔ مقالہ ہٰذا میں حاشیہ میں حدیث اور روایت کا اصل متن مع اصل حوالہ کے درج کیا گیا ہے۔ تا کہ امام ثعلبیؒ کی روایت کردہ الفاظ اور اصل الفاظ میں تقابل کرکے صحیح و غلط اور اضافہ و کمی کا فرق نمایاں ہو۔

مقالہ ہٰذا کے مکمل ہونے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تفسیری روایات پر تحقیقی کام کرنے کے دوران متون حدیث کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ صرف تفسیر بالماثور تک رسائی غیر تحقیقی رویہ ہے۔

اکثر و بیشتر قدیم محققین نے بے سر و پا روایات پر حواشی میں تنقید اور تنقیح کا حق ادا کیا ہے۔ اُس سے بھی استفادہ کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ جیسے شعیب ارناؤوط، احمد شاکر، عبد الرزاق المہدی، البانیؒ وغیرہ۔

مفسر ابن جوزی، ابن کثیر اور آلوسی جیسے مفسرین متن تفسیر میں بھی حدیث کی صحت اور عدم صحت سے کلام کرتے ہیں۔ اس لیے تحقیق کے دوران روایات کے سلسلے میں ان کے آراء اہم مقام رکھتے ہیں۔ سیرت کے سلسلے میں ابن قیم کی زاد المعاد، ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ بھی تحقیق کا حق ادا کرتے ہیں۔

مقالہ نگار تجاویز کے سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہے:

- امام ثعلبیؒ کی مکمل تفسیر کا اُردو زبان میں سلیس ترجمہ کرکے اسے تخریج اور تحقیقی حواشی سے مزین کیا جائے۔ یہ اُردو دان طبقہ پر بھی احسان ہو گا اور امام ثعلبی رحمہ اللہ کا فیض بھی عام ہو گا۔

- امام ثعلبیؒ کی تفسیر میں فقہی مباحث یعنی احکامی آیات کو الگ کرکے ایک ضخیم مقالہ اور ایک فقہی انداز میں فقہ امام ثعلبی بھی مرتب کی جا سکتی ہے۔ جسے اصل متون سے موافق اور مخالف آراء کے ساتھ نقل کرکے ذیول میں درج کیا جائے۔

- امام ثعلبی رحمہ اللہ کی روایت کردہ قراءات کو جمع کرکے ایک علمی منصوبہ بنایا جا سکتا ہے۔

وللہ الحمد والمنۃ۔

فنی فہارس

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست احادیث وآثار

فہرست اعلام

فہرست رواۃ

فہرست بلدان

فہرست مصادر ومراجع

فہرست آیات قرآنیہ

فہرست احادیث وآثار صحیحہ

64	تَسَوَّمُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ تَسَوَّمَتْ
46	ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ الصُّغْرَى
57	جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ
46	حِينَ خَرَجَ إِلَى غَزْوَةِ بَدْرٍ الصُّغْرَى بِبَدْرٍ دَرَاهِمَ ابْتَاعُوا بِهَا مِنْ مَوْسِمِ بَدْرٍ
155	خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلاً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ
174	دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ
26	رَأَيْتُ قَائِدَ الْفِيْلِ وَسَائِسَهُ بمَكَّةَ أعْمَيَيْنِ مُقْعَدَيْنِ يَسْتَطْعِمَانِ
208	الزمان استدار
226	سحرالنبى صلى الله عليه وسلم كان يخيل اليه
23	سَقَطْتُمْ عَلَى الْخَبِيرِ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ الْأَعْرَابِيُّ
206	سيليكم بعدى ولاة
26	صلَّت الأنصار نحو بيت المقدس حَولين قَبْل قُدوم النبي صلى الله عليه وسلم المدينةَ
170	طَافَ رَسُولُ اللَّهِ- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ- يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ
19	فَضَّلَ اللهُ قُرَيْشًا بِسَبْعِ خِصَالٍ لَمْ يُعْطَهَا أَحَدٌ قَبْلَهُمْ
96	فَمَرَّ بِنَا رَجُلٌ مَنْ يَهُودَ، فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْحِصْنِ، فَقُلْتُ لِحَسَّانَ
90	قَالَ فَتًى مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
33	كَانَ أَوَّلُ مَا أَبْتَدِئُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ
65	كان خرج حين خرج من مكة مواعدا لرسول الله عليه السلام
211	كان عمر يدخلنى مع اشياخ
168	كَانَتْ مِحْنَةُ النِّسَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
123	كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ رَجُلٌ لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم
96	كُنَّا مُحَاصِرِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ نُحَاصِرَهُمْ
140	كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ الَّتِي
195	كُنْتُ آخِذًا بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُ بِهِ
55	لَقَدْ قُلِّلُوا فِي أَعْيُنِنَا يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قُلْتُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِي: تُرَاهُمْ سَبْعِينَ
189	لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ
77	لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ
89	لَمَّا بَرَزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ إِلَيْهِمْ
263	لما بنىٰ بزينب بنت جحش رضى الله عنها
49	لما جيئ بالاسارى

فہرست احادیث وآثار غیر صحیحۃ

فہرست اعلام

فہرست رُواۃ

صفحہ نمبر	راوی
258,267	ابن جریج (مدلس)
240	سدی کبیر
131	محمد ابن اسحاق (مدلس)
228,255	محمد بن زیاد یشکری (ضعیف)
25	محمد بن سائب کلبی (کذاب)
22	محمد عتبی (مجہول)
262	محمد بن عثمان (مجہول)
169	مصعب بن نوح (مجہول)
260	واقدی (متروک الحدیث)

فہرست قبائل

صفحہ نمبر	قبیلہ
41	بنی عامر
225	بنی زریق
41	بنی نجار
136	جہینہ
136	غفار
136	مزینہ
249	مضر

فہرست بلدان واماکن

صفحہ نمبر	بلاد واماکن
182	برک الغماد
147	تنعیم
193	ثنیۃ الوداع
184	جعرانہ
91	حمراء الاسد
200	سلع
58	صفراء
90	روحاء
145	رجیع
225	ذروان

کراغ العمیم	134
مدراش، مدراس	237

فہرست مصادر و مراجع

-اُردو ترجمہ قرآن مجید، فتح محمد جالندھری، فاران فاونڈیشن، لاہور، ۲۰۰۹ء
-اسباب النزول، ابوالحسن علی بن احمد نیشاپوری واحدی، مؤسسۃ الحلبی وشرکاہ للنشر والتوزیع، س۔ن
-اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن الاثیر، دارالکتاب العربی، بیروت، ۲۰۰۶ء
-الانساب، امام ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور تمیمی سمعانی(۵۶۲ھ)، مرکز الخدمات والابحاث الثقافیۃ، س۔ن
-انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، ابوالحسن جمال الدین علی بن یوسف قفطی(۶۴۶ھ)، دارالفکر العربی، بیروت، ۱۴۰۶ھ موافق ۱۹۸۲ء
-الاعلام، خیر الدین زرکلی، دارالعلم للملایین، بیروت، ۱۹۷۴ء
-بحر العلوم، تفسیر سمرقندی، ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی، متوفی:۳۷۳ھ، س۔ن
-البدایۃ والنھایۃ، اسماعیل بن عمر بن کثیر، دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، ۱۴۲۴ھ موافق ۲۰۰۳ء
-تاریخ دمشق لابن عساکر، ابوالقاسم علی بن الحسن، متوفیٰ:۵۷۱ھ، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۹۵ء
-تذکرۃ الحفاظ، ذہبی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ
- تفسیر ابن ابی حاتم، ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد ادریس، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۴۱۹ھ
- تفسیر البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، ابو محمد الحسین بن مسعود، متوفیٰ:۵۱۰ھ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ
- تفسیر الطبری، محمد بن جریر الطبری، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۰ء
- تفسیر القرآن العظیم، تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، متوفی:۷۷۴ھ، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء
-التفسیر والمفسرون، ڈاکٹر محمد حسین ذہبی، س۔ن
-التفسیر البسیط، ابوالحسین علی بن احمد واحدی، جامعہ امام السعود الاسلامیہ، ۱۴۳۰ھ
-جامع البیان عن تاویل آی القرآن، تفسیر الطبری، محمد بن جریر الطبری، متوفیٰ:۳۱۰ھ، دارالحدیث القاہرہ، ۲۰۱۰ء
-دلائل النبوۃ، ابونعیم اصبہانی(۴۳۰ھ)، دارالنفائس، بیروت، ۱۹۸۶ء

-دلائل النبوۃ' بیہقی' دارالکتب العلمیۃ' ۱۹۸۸ء
-الرسالۃ المستطرفہ لبیان مشہور کتب السنۃ' محمد بن جعفر الکتانی' دارالبشائر الاسلامیۃ' بیروت' ۱۹۸۶ء
-زادالمسیر فی علم التفسیر' عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی(۵۹۷ھ)' دارالکتاب العربی' بیروت' لبنان' ۱۴۲۲ھ
-سنن ابوداؤد' ابوداؤد سلیمان بن اشعث' دارالسلام' ۱۴۲۷ھ
-سنن ترمذی' محمد بن عیسی' دارابن الہیثم' قاہرہ' ۲۰۰۴ء
-سنن دارقطنی' ابوالحسن علی بن عمر(۳۸۵ھ)' موئسسۃ الرسالۃ' بیروت' ۲۰۰۴ء
-شذرات الذہب فی اخبار من ذہب' عبدالحی بن احمد ابوالفلاح' دارابن کثیر' دمشق' بیروت' ۱۹۸۶ء
- صحیح بخاری' محمد بن اسماعیل(۲۵۶ھ)' دارالسلام' ریاض' ۱۹۹۹ء
- صحیح مسلم' ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری(۲۶۱ھ)' دارالسلام' ریاض' ۲۰۰۰ء
-طبقات الشافعیین' ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی(متوفی:۷۷۴ھ)' مکتبہ الثقافیۃ الدینیۃ' ۱۴۱۳ھ موافق ۱۹۹۳ء
-طبقات الکبری' محمد بن سعد' متوفیٰ:۲۳۰ھ' دار صادر بیروت' ۱۹۶۸ء
-طبقات المفسرین' محمد بن احمد الادنہ وی' مکتبۃ العلوم والحکم' ۱۹۹۷ء
-طبقات المفسرین' محمد بن علی بن احمد داؤدی(۹۴۵ھ)' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' س۔ن
-فیض القدیر شرح جامع الصغیر' زین الدین محمد المدعو(۱۰۳۱ھ)' دارالکتب العلمیۃ' بیروت' ۱۹۹۴ء
کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال' علاءالدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان(۹۷۵ھ)' موئسسۃ الرسالۃ' ۱۹۸۱ء
-الکشف والبیان فی القرآن' المعروف بہ تفسیر ثعلبی' ابواسحاق احمد امام ثعلبی' داراحیاء التراث العربی' بیروت' لبنان' ۱۴۲۲ھ موافق ۲۰۰۲ء
-مجموع الفتاویٰ' ابن تیمیہ' مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية' ۱۴۱۶ھ موافق ۱۹۹۵ء
-مسند ابی یعلیٰ' ابویعلیٰ احمد بن علی' دارالمامون للتراث' دمشق' ۱۹۸۴ء
-مسند احمد' احمد بن محمد بن حنبل' موئسسۃ الرسالۃ' ۲۰۰۱ء
-مسند الشامیین' سلیمان بن احمد طبرانی' موئسسۃ الرسالۃ' بیروت' ۱۹۸۴ء
-مصنف ابن ابی شیبہ' ابوبکر بن شیبہ' مکتبہ الرشد' ریاض' ۱۴۰۹ھ
-مصنف عبدالرزاق' ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام' المکتب الاسلامی' بیروت' ۱۴۰۳ھ

-مفاتیح الغیب ،التفسیر الکبیر ،ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین ،متوفیٰ:٦٠٦ھ ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت ،١٤٢٠ھ
-منھاج السنۃ النبویۃ ،ابن تیمیہ ،مؤسسۃ قرطبہ ،س۔ن
-المعجم الکبیر ،سلیمان بن احمد ابو القاسم الطبرانی ،مکتبہ ابن تیمیہ ،القاہرہ ،س۔ن
-المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور ،ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الازہر (٦٤١ھ) ،دارالفکر للطباعۃ والنشر التوزیع ،١٤١٤ھ
-وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ،شمس الدین احمد بن محمد بن ابو بکر بن خلکان ،دار صادر بیروت ،١٩٠٠ھ